ارمغانِ روحانی

(اخذ و اقتباس)

مجموعہ فوائدِ عثمانی

(فارسی)

تصنیف

حضرت سید اکبر علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب

پیر محمد سعد سراجی مرشد بابا پیر آف موسیٰ زئی شریف

مکتبہ سراجیہ
خانقاہ موسیٰ زئی شریف
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

ارمغانِ روحانی

(اخذ و اقتباس)

مجموعہ فوائدِ عثمانی (فارسی)

تصنیف

حضرت سید اکبر علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و ترتیب

محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا

مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پاکستان

کتاب : ارمغانِ روحانی اردو ترجمہ مجموعہ فوائدِ عثمانی

مصنف : سید اکبر علی شاہ صاحب دہلویؒ

مترجم و مرتب : محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا

ناشر : مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

سالِ ترجمہ و ترتیب : ۱۴۴۷ھ / ۲۰۲۵ء

مشینی کتابت و تزئین : ڈاکٹر محمد جنید سراجی

قیمت : 500 روپے

ملنے کے پتے

☆ دائرۂ دوستی سراجیہ سٹریٹ، لغاری محلّہ ڈیرہ اسماعیل خان ۔ 0346-5141043

☆ دار العلوم مجددیہ دوستیہ، خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف ۔ 0346-1974355

☆ دار الاسلام، جامع مسجد و محلّہ مولانا روحی، اندرون بھاٹی دروازہ، لاہور ۔ 0321-9425765

فہرست

انتساب

خدا رسول سے پہلے ، خدا رسول کے بعد
کوئی اُصول نہیں بس اِسی اُصول کے بعد
خدا رسول مقاصد کی انتہا ٹھہریں
یہ مدّعا ہے دعائے طویل طول کے بعد

☆☆☆وَصَلَّی اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰی جَلَّ جَلَا لُهٗ عَلٰی خَیرِ
خَلُقِه سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصُحَابِہٖ اَجُمَعِیُن☆☆☆

(مرشد بابا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

از: مجاہدِ ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ

ارمغانِ روحانی مرتبہ ومترجمہ جمال وجلالِ خانوادۂ موسیٰ زئی شریف عزیزم صاحبزادہ مرشد بابا محمد سعد سراجی دوستی نقشبندی مجددی کو میں نے جستہ جستہ دیکھا ہے۔جس دل نشین پیرایہ میں یہ ارمغان روحانی اہلِ دل کے لئے پیش کیا گیا ہے قابلِ صد تحسین وتبریک ہے۔اور متعلقین ومتوسلین اورارادت مندانِ سلسلہ کے لئے ایک نایاب تحفہ بلکہ توشۂ طریقت ہے۔

عصرِ حاضر میں لوگوں کا رجحان سیاسی، اقتصادی اورادبی تالیفات کی جانب زیادہ ہے۔دین وتمدن اور تصوف وطریقت کا حلقۂ تالیف وتصنیف محدود ہے تاہم حق وصداقت کی آواز میں جوجبلّی قوت ہے۔وہ آتشِ خاموش کی طرح خرمنِ مادیّت کے لئے صاعقہ بن رہی ہے۔حکیم الامتؒ نے دانشِ حاضر کی تباہ کاریوں اور زہرناکیوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے:

فریاد زِ شیرینی و پرویزیِ افرنگ   فریاد زِ افرنگ و دلآویزیِ افرنگ

معمارِ حرم ! باز بہ تعمیر حرم خیز!   عالم ہمہ ویرانہ زِ چنگیزیِ افرنگ

از خوابِ گراں! خوابِ گراں! خوابِ گراں خیز!

از خوابِ گراں خیز!

بلاشبہ فریدالعصر وحیدِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے معمارِ حرم تھے۔آپؒ کی سیرت فقرِ غیور اور غیرتِ ایمانی کا نمونۂ کامل ہے۔آپ نے اپنی مسند کو دنیاوی شان وشوکت اور مادی جاہ وجاہت کا ذریعہ نہیں بنایا۔

"الفقرُ فخری" کو ہمیشہ مدِنظر رکھا اور شمعِ طریقت وولایت کے پروانوں کی سراپا ایثار واخلاص دنیاوی پیشکشوں کو یہ کہ کر رد کر دیا کہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کا طریقہ شریفہ توکل اور رضا پر قائم ہے۔ بمصداق:

خدا خود میرِ سامانست ارباب توکل را

توکل کرنے والوں کا خدا خود میرِ ساماں ہے (ترجمہ از مرشد بابا)

انہیں غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں۔ اس فلک شگاف عزم نے آپ کو استغناء کا وہ مقام عطا کیا جو معاصر سلاسل کے لئے مینارِ طور بن گیا۔ آپ نے تعلیم وتزکیہ سے ایسے نفوس تیار کئے جنہوں نے دین کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ ساتھ اطراف واکناف میں عرفان وایقان کی شمعیں فروزاں کیں۔ اور آج تک آپ کے خلفاء اور جانشین اس روشِ صدق وصفا پر گامزن ہو کر نور وعرفان کے موتی لٹا رہے ہیں۔

میری دعا ہے کہ عزیزی محمد سعد سلمہٗ ربہٗ کی یہ پیشکش مقبول ومحبوبِ روزگار ثابت ہو اور ہر حلقہ سے خراجِ عقیدت حاصل کرے۔ فقط مورخہ: ۲۱/ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی (ایم اے)

سیکریٹری جنرل جمیعت علماء پاکستان

سابق صدر شعبہ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ کالج لاہور

نوٹ: یہ تعارف ۴۸ سال قبل مولانا نیازی مرحوم نے خاکسار کی تالیف مقاماتِ عثمانیہ مختصر (مطبوعہ) پر تحریر کیا تھا۔ اب یہاں اُس تعارف کو بہ ترمیم یسیر تبرک اور یادگار کے طور پر اس ارمغانِ روحانی کے شروع میں شامل کیا گیا ہے۔ (محمد سعد سراجی مرشد بابا)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حرفِ چند

حاجی الحرمین الشریفین مقبول بارگارب المشر قین والمغر بین وَسِیْلَتُنَا اِلَی اللّٰہِ الصَّمَدِ الْبَارِیْ حضرت قبلہ خواجہ حاجی مولانا دوست محمد قندھاری قَدَّسَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِسِرِّہِ الْاَقْدَس کے خلیفۂ اعظم و نائب مناب و جانشینِ مکرم فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن پیر دستگیر حضرت مولانا قبلہ خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ بابرکات کی جامع تصویر ہدیۂ قارئین ہے۔ جو کہ حضرت قبلہ کی ستر سالہ مبارک زندگی کا نہایت ہی کامیاب خاکہ ہے۔

حضرت قبلہ کی زندگی اتباعِ شریعت وسنتِ مصطفویہ علٰی صاحبِھَا اَلْفُ اَلْفِ اَلتَّحِیَّہ کا مرقع تھی۔ حضرت قبلہ کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ تاحدِ امکان سنت وشریعت سے سرِ موانحراف نہ ہو۔ آپ نے عمر بھر عمل کے ذریعے شریعت وطریقت کو باہم دگر ایک قالب وروح قرار دیا۔ قالب بجز روح کے بیکار ہے۔ طریقت کے قالب میں جب تک شریعت کی عملی روح نہ ہوگی تو ایسی طریقت صرف علم کتابی تک محدود ہے اور اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔ صوفیا واہل اللہ کی اصطلاح میں شریعت کی عملی تصویر کا نام طریقت ہے۔

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟

آج کل بعض برخود غلط محققین اور سکالرز طریقت کو شریعت سے الگ اور منافی قرار دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس سے ان کا مطمحِ نظر اور ہدف اصلی یہ ہے کہ کسی طرح اولیاء اللہ علیھم الرضوان کے اس ساکھ اور وقار کو ختم کر دیا جائے جو اُن کور چشموں کی آنکھ میں خار بن کر کھٹک رہا ہے۔ حالانکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور حبیبِ کریم محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ علیہ الف الف التحیہ والثنا کی رضا واتباع میں اپنے آپ کو فنا کر دینے کا نعم البدل ہے۔ جو اس دار فانی میں اس معمولی شکل میں اور دار باقی میں بدرجہ اتم واکمل ارزانی ہوگا۔ ان منکرین اولیاءِ کرام نے جان لیا ہے کہ جب تک طریقت کا لباس شریعت رہے گا اس وقت تک وہ اپنے مذموم ومسموم اغراض ومقاصد

میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس لئے انہوں نے یہ اوچھا ہتھکنڈا اختیار کیا کہ طریقت کو سرے سے شریعت کا برعکس اور متوازی جوڑ قرار دیا جائے اور اپنی ساری تحقیقی کوششیں اور کاوشیں اس امر کے ثابت کرنے پر لگا دیں کہ سلوک و تصوف کے سرچشمے کتاب و سنت کی بجائے مخالف اسلام ادیان و مذاہب کے فلسفۂ رہبانیت سے پھوٹتے ہیں۔ لیکن سنت اللہ ہر دور میں جاری ہے جب بھی مخالفت کی کوئی آندھی اس سمت میں اٹھی تو فطرۃ اللہ کے مقابل اسے منہ کی کھانی پڑی اور اللہ تعالیٰ نے ان نازک اور کڑے اوقات میں اہلِ طریقت کا ظہور فرمایا۔ جنہوں نے حالات کی نزاکت و سنجیدگی کی پروا کئے بغیر شریعت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر طریقت کی حقیقت اس طرح ثابت کر دکھائی کہ طریقت نام ہی شریعت کی کامل پیروی اور اتباع کا ہے۔

کتابِ ھٰذا حضرت مولانا سید اکبر علی شاہ صاحبؒ کی مشہور تصنیف مجموعہ فوائد عثمانی کے اردو ترجمہ سے اخذ و اقتباس ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے۔ اس مجموعہ شریفہ کے مطالعے سے حضرت قبلہ خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ کا ہر پہلو حضرت سرورِ کائنات علیہ الف الف التحیات والتسلیمات (فداہ ابی وامی) کی اطاعت و اتباع کے سانچے میں ڈھلا ہوا نظر آتا ہے اور یہ بھی معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ مقبولانِ بارگاہِ ربانیؒ کی زندگیوں کے رنگ ڈھنگ کیا ہوتے ہیں؟

کیا قرآنِ عظیم الشان کی یہ حقیقتِ بیّنہ تبدیل کی جا سکتی ہے۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ بے شک اولیاء اللہ ہر خوف و حزن سے آزاد ہیں۔ حزن و خوف سے یہ آزادی و خلاصی اُن ہستیوں پر سرورِ کائنات علیہ الف الف التحیات والتسلیمات کی اتباع و اطاعت کے صدقے میں نچھاور کی گئی ہے۔ ارشادِ ربّانی ''وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ'' کے مطابق اللہ کا اطاعت گزار وہی ہے جو مولائے کائنات کا اطاعت کیش و پیروکار رہے ﷺ۔ وہ نفوس قدسیہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات و انعامات اور بے کراں الطاف و نوازشات کے مستحق ہیں جن کی زندگیاں سرتاپا سرکار کی اتباع و اطاعت کے عملی مظاہر ہیں ﷺ۔

شریعت و طریقت کا وہ چراغ جو حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں روشن کیا تھا۔ ان کے بعد وہی چراغ بالترتیب حضرت قبلہ خواجہ محمد عثمان دامانی، سراج الاولیاء حضرت قبلہ خواجہ محمد سراج الدین، قبلہ حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب

قلندراور والدی ماجدی حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل صاحب سراجی مجددی رحمھم اللہ تعالیٰ کے مبارک ہاتھوں نورافشاں مثالِ کہکشاں اور بہر سو درخشاں رہا۔ اِس وقت بھی ان اکابرِ کرامؒ کے روحانی فیوضات، افادات اور تصرفات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

ذالک فضل اللّٰہ یؤ تیہ من یشاء واللّٰہ ذو الفضل العظیم۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغِ مقبلاں ہرگز نہ میرد

دعاجُو:

محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا عفی عنہ
مؤسس وسرپرست دائرہ دوستی ومکتبہ سراجیہ
خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
جمادی الاول ۱۴۴۷ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۲۵ء

افتتاح

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

☆اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ جَعَلَ الَّیۡلَ وَالنَّهَارَ خِلۡفَةً لِّمَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّذَّکَّرَ اَوۡ اَرَادَ شُکُوۡرًا☆ وَرَفَعَ عَنِ الذَّاکِرِیۡنَ الۡحِجَابَ وَلَقّٰهُمۡ نَضۡرَةً وَّسُرُوۡرًا☆ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الذَّاکِرِیۡنَ وَسَنَدِ العَارِفِیۡنَ اَلَّذِیۡ کَانَ صَبَّارًا شَکُوۡرًا☆ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهِ الَّذِیۡنَ بَذَلُوۡا اَمۡوَالَهُمۡ وَاَنۡفُسَهُمۡ فِیۡ طَاعَتِهٖ وَسَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ شَرَابًا طَهُوۡرًا☆

ترجمه: شروع اللہ کے نام سے جو رحمان رحیم ہے۔ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا یہ امر اس شخص کے لئے ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکر گزار بندہ بننا چاہے۔ اور ذاکرین کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا اور ان کو تروتازگی اور مسرت عطا فرمائی۔ اور ذاکرین کے سردار اور عرفانِ الٰہی کے حاملین کے تکیہ گاہ ہمارے نبی محمد پر درود و سلام ہو جو نہایت ہی صابر و شاکر ہیں اور ان کے آل و اصحاب پر صلوٰۃ و سلام ہو جنہوں نے اپنے اموال اور اپنے نفوس کو اللہ اور اس کے رسول کی طاعت میں کھپا دیا اور اللہ تعالیٰ ان کو پاکیزہ مشروب پلائے گا۔

فقیر حقیر پر تقصیر ناچیز اکبر علی عفی عنہٗ جو نسباً سیّد، مذہباً حنفی اور مشرباً نقشبندی مجددی عثمانی ہے اور دہلی کا باشندہ ہے، عرض گذار ہے کہ یہ ایک رسالہ ہے جو جناب خواجۂ مشکل کشا، سردارِ اولیاء، تکیہ گاہِ اتقیاء برگزیدۂ فقہاء، سرآمد علماء، قبلۂ سالکان، ہادیٔ عارفان، معرفت کے برہان، حقیقت کے آفتابِ تابان، یکتائے دوران،

یادداشت: جاننا چاہیے کہ جناب مولانا حسین علی صاحب واں بھچرانوی اس مجموعہ کے پہلے مصحّح ہیں انہوں نے اس کے شروع سے آخر تک ملاحظہ و معائنہ کے دوران اٹھارہ مقامات پر اپنی یادداشت کی بنیاد پر حواشی تحریر فرمائے جن کے آخر میں علامت کے طور پر حرف ح درج کیا گیا اور جن مقامات پر مؤلف سید اکبر علی شاہ صاحب نے حواشی تحریر کیے اُن کے آخر میں لفظ منہ تحریر کیا۔ اور خاکسار مترجم نے قارئین کی سہولت کے لئے ہر دو محشّیوں کے حواشی کے آخر میں اُن کے پورے نام درج کر دیئے ہیں اور اس کے علاوہ جتنے بھی حواشی ہیں وہ خاکسار نے اپنی معلومات کی بنیاد پر ترتیب دیے ہیں اور اگر دیگر کتب سے اقتباسات پیش کئے ہیں تو ساتھ ہی مصنف اور تصنیف کا حوالہ دے دیا ہے۔

وحید زمان، حاجی الحرمین الشریفین جلوہ گاہِ فیضِ رحمان پیر دستگیر حضرت مولانا محمّد عثمان صاحبؒ کے فوائد پر محیط ہے۔ میرے دل وروح اور میرے اہل ومال ان پر قربان ہوں۔ (اللہ تعالیٰ ان کے فیوضات کی بہم رسانی سے ہمیں بہرہ ور رکھے۔ اٰمِیْن یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ)

چونکہ یہ ہیچ مدان اعمالِ حسنہ میں سے کوئی عمل اپنے وجود میں نہیں پاتا اس لئے ان اورق کی تالیف وترتیب کو اپنے حق میں بہترین وسیلہ گردانتا ہے اور اپنی نااہلی کے باوجود اس امر کو انجام دینے پر کمر بستہ ہے۔

هر که خواند دعا طمع دارم　　زاں که من بندۂ گنه گارم

پڑھنے والے مجھے دعا ہی کریں　　تا کہ میرے سبھی گناہ جھڑیں

ہوں میں قاری سے دعا کا خواستار　　کیونکہ بندہ ہوں بڑا عصیاں شعار

(ترجمہ از مرشد بابا)

یہ رسالہ '**مجموعہ فوائدِ عثمانی**' کے عنوان سے موسوم ہے جو ایک مقدمہ اور چھ فصول اور ایک خاتمہ پر ترتیب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کارساز و مددگار رہے اور ہم میں سے ہر ایک اس کی اعانت کا طلب گار رہے۔

مقدمہ: حق تعالیٰ سبحانہٗ کے ذکر میں مشغول ہونے کی کیفیت اور چند اُن اوراد وآداب کے بیان میں ہے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسوب ومنسلک مبتدی طلباء کے لئے مختص ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے انوار کو عالمین پر برسائے رکھے۔

فصل اول: ہمارے حضرت قبلہ کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔

فصل دوم: ہمارے حضرت قبلہ کے مکتوبات کو محیط ہے۔

فصل سوم: ہمارے حضرت قبلہ کی نصائح سے بھرپور عجیب وغریب عبارتوں سے مزیّن ہے۔

فصل چہارم: ہمارے حضرت قبلہ کے خوارق، کرامات اور مکشوفات سے آراستہ ہے۔

فصل پنجم: میں ہمارے حضرت قبلہ کے معمولات (تعویذات ورقیات) درج ہیں۔

فصل ششم: میں ہمارے حضرت قبلہ کے خلفاء کے حالات درج ہیں۔ (ہمارے قلب وروح آپ پر فدا ہوں)

خاتمہ: اس میں ہمارے حضرت قبلہ کی حیات، امراض، ارتحال، تجہیز، تکفین اور تدفین کے بعض احوال وکوائف اور آپ کے تاریخ وار حالات مع نقشہ کل عمر شریف اور آپ کے فرزند ارجمند جناب حقائق ومعارف آگاہ

حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب مدظلہٗ وعمرہٗ ورشدہٗ کے اجازت نامہ، تحصیلِ علوم، دستار بندیٔ فضیلت اور حضرت قبلہ کے وصال کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح کے مسند ارشاد پر فائز ہونے، طریقہ عالیہ کے اجراء وترویج، ولادت باسعادت سے مسند ارشاد پر جلوس فرما ہونے کے اوقات تک تاریخ وار احوال مع نقشہ عمر شریف، ساتوں سلاسل، مراقباتِ مجددیہ مع نیات اور خواجگانِ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام ختماتِ شریفہ کے اندراجات ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو مقدس کرے)

نوٹ:

اصل کتاب فوائدِ عثمانی جو کہ فارسی میں ہے، اس کے کچھ آخری حصے مرشد بابا کی خرابیٔ صحت کی وجہ سے ترجمہ نہیں ہو سکے ہیں اور کتاب ہذا امغانِ روحانی (اردو ترجمہ) میں شامل نہیں ہیں۔ (ڈاکٹر محمد جنید سراجی)

مقدمہ

حق تعالیٰ سبحانہٗ کے ذکر میں مشغول ہونے کی کیفیت اور چند اُن اوراد و آداب کے بیان میں ہے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسوب و منسلک مبتدی طلباء کے لئے مختص ہیں (اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے انوار کو عالمین پر برسائے رکھے)۔

جاننا چاہیے کہ یہ طریقہ شریفہ روشن و مُطہّر سنت کی اطاعت و پیروی اور ناپسندیدہ بدعت سے اجتناب و کنارہ کشی پر مبنی ہے۔ عقائد میں اہلِ سنت والجماعت کے مقرر کردہ اصول اور فروع میں حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مذاہب کے مقرر کردہ امور پر قائم ہے۔ (اللہ تعالیٰ اہلِ سنت والجماعت کی مساعی کو مشکور فرمائے)۔

روشن و منور شریعت کی اطاعت کی پیروی کے بغیر، نبی کریم ﷺ کے مبارک اخلاق کو اپنائے بغیر اور مشائخ کرام سے محبت و عقیدت رکھے بغیر معرفتِ الٰہی کا حصول ممکن نہیں کیونکہ یہ امور حق تعالیٰ تک پہنچانے اور مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم سے مدد حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع ہیں۔

پس ہر اس مرید پر یہ بات لازم ہے جو خدا رسیدہ دوستوں میں سے ایک باخدا بزرگ کے حضور میں حاضر ہو کر اس سے بیعت اور ذکر کی تلقین سے مشرّف ہوا ہو تو وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر نماز تہجُّد کی ادائیگی کے لئے اٹھے اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ دس بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ دس بار پڑھے اور طہارت و وضو کے ساتھ نماز تہجد ادا کرے جس کی کم سے کم رکعتیں دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے شیخ کے تلقین کردہ ذکرِ قلبی میں مشغول ہو۔

ذکرِ قلبی سے مراد اسمِ ذات ...... اَللّٰہُ ...... کا ذکر ہے۔ اس ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے چپکائے اور دل کو وساوس و خطرات سے خالی کر کے صرف خیال ہی خیال میں اور زبان اور اعضاء میں سے کسی بھی عضو کو حرکت دیئے بغیر اپنی توجہ کو لطیفۂ قلب پر مرکوز کر کے اَللّٰہ اَللّٰہ کہے اور ساتھ ہی اس مفہوم کو ملحوظِ خاطر رکھے کہ جس ہستی پر ہم ایمان لائے ہیں وہ خدائے پاک ہے اور ہر قسم کی کیفیت و تمثیل سے مبرا ہے۔

واضح رہے کہ لطیفۂ قلب بائیں پستان سے دو انگل نیچے مائل بہ پہلو واقع ہے۔

کسی تکلّف کے بغیر سانس روکنے اور چھوڑنے کے دوران اور زبان سے لفظ **اَللّٰہُ** ادا کیے بغیر **اَللّٰہُ** کہے یہاں تک کہ قلب جاری ہو جائے۔ قلب کے جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت بھی ذاکر اپنے دل کی طرف متوجہ ہو تو اسم ذات اَللّٰہُ کا تخیل اس میں راسخ پائے۔

پھر اگر شیخ نے اس کو دوسرے لطائف کی تعلیم دی ہے تو ان پر بھی اسی طریقے کے مطابق ذکر کرے۔ ان لطائف میں سے:

لطیفۂ روح کا محلِ وقوع دائیں پستان سے دو انگل نیچے مائل بہ پہلو ہے۔

لطیفۂ سِرّ کا مقام بائیں پستان کے سامنے دو انگل کے فاصلے پر مائل بہ وسط سینہ ہے۔

لطیفۂ خفی کا مقام دائیں پستان کے سامنے دو انگل کے فاصلے پر مائل بہ وسط سینہ ہے۔

لطیفۂ اخفٰی کا مقام وسطِ سینہ ہے۔

لطیفۂ نفس کا مقام پیشانی کا وسط ہے۔

اور **لطیفۂ قالب** کا مقام تمام بدن ہے۔ یہاں تک کہ ہر بال کے بیخ و بن سے ذکرِ الٰہی ہویدا ہو جائے۔ اس کو سلطان الاذکار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

مرید کو چاہیے کہ اپنے اوقات کو ذکرِ الٰہی میں صرف کرے تا کہ اس کے اسرار و رموز کو پا لے۔

دن رات میں ہر لطیفہ پر ذکر کرنے کی تعداد کم از کم ایک ہزار بار اسم ذات...... **اَللّٰہُ**...... ہے۔ اگر فرصت و فراغت میسر ہو تو پانچ ہزار بار ذکر قلب [1] کی تکمیل کرنا بہت بہتر ہے۔

پھر اگر اس کو مرشد نے **مراقبۂ احدیّت** کی تعلیم دی ہے تو اس میں مشغول ہو جائے کیونکہ غرض تو مراقبہ ہی ہے۔ **مراقبۂ احدیّت** میں شیخ کے واسطے اور وسیلے سے تمام صفاتِ کمال سے موصوف اور تمام نقائص و عیوب سے پاک ذات...... **اللّٰہ**...... کی جانب سے **لطیفۂ قلب** پر فیض کے نزول و ورود کا ملاحظہ و معائنہ کرنا ہے۔ اس میں حق تعالیٰ کے ساتھ حضور اور ماسوٰی سے غفلت و بے نیازی کی دولت ہاتھ آتی ہے۔

---

[1] ذکر کی تعداد پیر کے فرمان پر منحصر ہے۔ ہمارے حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ پیر کے لئے مناسب یہ ہے کہ مرید کو ذکر کی خاص تعداد کا پابند نہ بنائے کیونکہ اس پابندی کی مخالفت اور عدم تعمیل میں نقصان کا اندیشہ ہے۔ (مولانا حسین علی واں بھچرانویؒ)

پھر اگر مرید کو خداوند کریم جل شانہٗ کی عنایت و مہربانی سے حضوری کی یہ دولت میسر آ گئی ہے اور دو گھنٹے تک یہ کیفیتِ حضوری برقرار رہتی ہے اور شیخ نے اس کو **مراقبۂ مَعِیَّت** ۱؎ کی تعلیم دی ہے تو پھر اس میں بھی مشغول ہو جائے۔ **مراقبۂ مَعِیَّت** میں شیخ کے وسیلے سے اُس ذات...... **اَللّٰہُ**......کی جانب سے (جو اس کے ہمراہ ہے اور کائنات کے ہر ذرے کے ہمراہ ہے) قلب پر ورودِ فیض کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر **مراقبۂ مَعِیَّت** کی پابندی کرتا رہے یہاں تک کہ بارگاہِ الٰہی میں دائمی حضوری کی سعادت سے مشرَّف ہو جائے۔

حضوری کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ اس کے دل پر کسی ایسے وسوسے اور خطرے کا گزر نہ ہو جو حق سبحانہٗ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں رکاوٹ بنے۔ بظاہر اگر وہ خلق میں مشغول ہو لیکن بہ باطن وہ حق تعالیٰ کے ساتھ شاغل ہو اور **نفی و اثبات** ۲؎ کا ذکر بھی کرے۔ یہ ذکرِ نفی و اثبات خطرات و وساوس کے قلع قمع کرنے میں، اخلاق کے سنوارنے، سدھارنے اور اللہ کے سوا ہر شے کے فانی ہونے کا مستحکم یقین پیدا کرنے میں بے حد مفید ہے۔

نفی و اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے سانس کو ناف کے نیچے روکے اور بزبان خیال کلمہ **لا** کو ناف کی جانب سے اوپر کو کھینچتے ہوئے دماغ تک لے جائے اور لفظ **اِلٰـہ** کو اپنے دائیں کندھے پر نیچے کی طرف لائے اور کلمہ **اِلَّااللّٰہ** کو تمام لطائف پر گزارتے ہوئے دل پر ضرب کرے۔ اس **ذکرِ نفی و اثبات**...... **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ**...... میں اس مفہوم کو ملحوظ رکھنا شرط ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی پاک ہستی کے سوا کوئی موجود، مقصود یا معبود ۳؎ نہیں (یعنی اللہ کے بغیر نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے)۔ اس ذکر میں کسی خاص عضو کو حرکت نہ دے بلکہ اس میں صرف بزبانِ خیال بے ساختہ طور پر مشغول ہو۔ سانس کو باہر نکالتے وقت کلمہ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ** صرف بزبانِ خیال دل ہی دل میں ایک ہی سانس میں تین بار ادا کرے۔ اس کے چند روز بعد پانچ مرتبہ اس طرح ادا کرے۔ پھر اس کے چند روز بعد بطریق مذکور سات بار اور پھر نو بار ادا کرے۔ اس

۱؎ ہمارے **حضرت قدّسَ اللّٰہ سرَّہٗ** مراقبۂ احدیت اور مراقبۂ معیت کے درمیان مراقبۂ مشارب فرماتے تھے۔
(مولانا حسین علی واں بھچرانویؒ)

۲؎ ہمارے حضرت قبلہ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ مراقبۂ اَحدِیَّتُ سے پہلے ذکر نفی و اثبات کرتے تھے اور دیگر مراقبات میں تہلیلِ لسانی کرنے کا ارشاد فرماتے۔ (مولانا حسین علی واں بھچرانویؒ)

۳؎ ہمارے حضرت قبلہ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہٗ نے فرمایا ہے کہ لا موجود کا مفہوم ہمارے حضرات کے طریقہ میں نہیں ہے۔ اس سے مراد لا مقصود کا مفہوم ہے جس کی انتہا معنی لا معبود ہے۔ (مولانا حسین علی واں بھچرانویؒ)

طریق کے مطابق ہر چند روز کے بعد طاق عدد کی رعایت کرتے ہوئے دو دو بار کا اضافہ کرتا جائے یہاں تک کہ ایک ہی سانس میں اکیس بار تک **ذکر نفی و اثبات**(**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ**) کرنے کی اس کو عادت ہو جائے۔

پس یہ ذکر کے ابتدائی درجات ہیں جن سے باطنی ذوق وشوق، حرارت وگرمی اور مراقبہ میں استغراق کے آثار مرتب ہوتے ہیں اور یہ ذکر دن رات میں ایک ہزار ایک سو مرتبہ خواہ ایک ہی وقت میں کرے یا مختلف اوقات میں۔

جب مرید پر حضوری کی کیفیت غالب آجائے تو پھر اس کو یہ کیفیت برقرار رکھنے کیلئے تہلیلِ لسانی (زبان سے **لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ**) کا ذکر نفع پہنچاتا ہے۔دوامِ حضوری کیلئے تہلیلِ لسانی (زبان سے **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا ذکر کرنا) نفع بخش ہے۔

تہلیلِ لسانی کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا وردا[۱] اپنے وجود کی نفی اور ذات حق تعالیٰ سبحانہٗ کے اثبات کے مفہوم کو ملحوظ رکھتے ہوئے پانچ ہزار مرتبہ کرے۔

مرید کو چاہیے کہ ذکر ومراقبہ کے دوران خطرات و وساوس کے ورود وظہور کے وقت شیخ کی صورت کو بکمال تعظیم ومحبت اپنے روبرو تصور کرے۔اس تصورِ شیخ کو رابطہ کہتے ہیں اور ازالۂ خطرات و وساوس میں یہ رابطہ بے حد اہم اور نہایت مفید ہے۔

جب ہر ذکر سو مرتبہ کر لے تو اس کے بعد دربارِ خداوندی میں نہایت عاجزی وزاری سے دل میں یہ دعا کرے ’’الٰہی میرا مقصود تو ہے اور تیری رضا مندی کا حصول ہے۔ مجھے اپنی محبت ومعرفت عطا فرما‘‘۔اس کے بعد پانچ ہزار بار بہ طریق مذکور ذکر کی تکمیل کرے یہاں تک کہ پو پھٹ جائے اور سپیدۂ سحر نمودار ہو جائے۔تو پھر فجر کی دو رکعات سنت ادا کر کے فرض باجماعت بلا تاخیر اول وقت میں ادا کرے۔ ہر فرض نماز کی ادائیگی کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس بار، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ تینتیس باراور اَللّٰهُ اَکْبَر چونتیس بار پڑھے۔اس کے بعدلَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر

---

[۱] حضرت قبلہؒ نے بندہ کو گیارہ ہزار بار اسم ذات......اللہ......لطیفۂ قلب پر، دو ہزار بار لطیفۂ روح پر، دو ہزار بار لطیفۂ خفی پر، دو ہزار بار لطیفۂ اخفٰی پر، تین ہزار بار لطیفۂ نفس پر اور ایک ہزار بار لطیفۂ قالب پر کرنے اور سو بار نفی واثبات اور پانچ ہزار بار تہلیل کرنے کی فرمائش کی۔ (مولانا حسین علی واں بھچرانویؒ)

پڑھے۔ اگر یہ کلمہ نماز فجر کے بعد دس بار اور نماز مغرب کے بعد دس بار جائے نماز پر پاؤں پھیرنے سے پہلے پڑھے تو بہت مفید ہے۔ اور نماز فجر و نماز مغرب کے بعد اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (اے اللہ مجھے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھ) سات سات مرتبہ پڑھے اور طلوعِ آفتاب تک ذکر قلبی، رابطہ اور دعا میں مشغول رہے۔ طلوع آفتاب کے (دس منٹ) بعد اشراق کی چار رکعات سنت ادا کرے۔ اس کی کم سے کم تعداد چار رکعات ہے۔

اس کے بعد جس کا شغل علم ہے تو وہ اس میں مشغول ہو اور جس کا مشغلہ صنعت و حرفت یا تجارت وغیرہ ہے تو اس میں مشغول ہو جائے۔ ان مشاغل کے دوران خلوصِ نیّت، صداقت شعاری، جھوٹ سے پرہیز، جھوٹی قسم کھانے سے پرہیز، اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ کی یاد سے عدمِ غفلت اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی یاد وغیرہ آداب کو ملحوظ رکھے۔

اور جب اپنے اشغال سے فارغ ہو جائے تو پچیس مرتبہ **استغفار** پڑھے۔ اغیار کی صحبت و رفاقت سے بچے اور اپنا کام تباہ نہ کرے۔ اغیار وہ لوگ ہیں جو رضائے الٰہی کے جویا نہیں اور ساتھ ہی مشائخِ طریقت کے منکر ہیں۔ خاص کر وہ شخص جو اُس کے پیر کا منکر ہے یا اس پر معترض ہے یا اُس کو دوست نہیں رکھتا یا اُس کا پیر اُس شخص سے احتراز کرتا ہے تو ایسے آدمی کی صحبت و رفاقت زہرِ قاتل ہے پس جہاں تک ہو سکے اس سے بچنا لازم ہے۔

مرید پر لازم ہے کہ پیر کے حضور میں اس طرح بے اختیار ہو جس طرح مردہ زندہ کے ہاتھ میں۔ وہ کام جس کے کرنے کا پیر اس کو حکم دے تو اس کی تعمیل کرے اور جس کام سے منع کرے اس سے رُک جائے۔ ظاہری اور باطنی آداب سے اپنے آپ کو آراستہ کرے اور پیر کی غیر موجودگی میں اس کی رضامندی کا طالب رہے۔ اور اپنے دل میں شیخ کی صورت بٹھا کر اس کی معنوی اور روحانی معیت و رفاقت کا عقیدہ رکھے۔ کسی اور پیر کی طرف التفات نہ کرے اور اس بات کا اسے یقین ہو کہ اس کا پیر وصولِ حق سبحانہٗ کا دروازہ ہے۔

اس پر یہ بھی لازم ہے کہ ہر ماہ ایام بیض کے تین، ماہِ شوال کے چھ اور ماہِ ذوالحج کے نو اور عاشورہ (دسویں محرم) کا ایک روزہ رکھے۔ اگر ممکن ہو تو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے۔ اس روزہ کے بجائے حضرت داؤد علیہ السّلام کا روزہ بہتر ہے یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور اگلے دن افطار کرنا، ان روزوں کی

بدولت نہایت باطنی جِلا اور قلبی صفائی ارزانی ہوتی ہے۔ نیز اس امر میں کوشاں رہے کہ اس کا ماہِ رمضان مختلف عبادات میں بسر ہو۔ تاکہ پورے رمضان میں اسے دائمی حضوری کی نعمت میسّر رہے۔ کیونکہ ماہِ رمضان میں حاصل ہونے والی قلبی جمعیتِ خاطر تمام سال کی جمعیتِ خاطر کا سبب ہے اور اس ماہ کا باطنی انتشار و تفرقہ سارے سال کی ذہنی بے سکونی اور پریشان خاطری کا باعث ہے۔ کھانا کھاتے وقت آدابِ طعام یعنی شروع میں دونوں ہاتھ دھونے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے وغیرہ آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کھانے کے دوران حق تعالیٰ سے غافل نہ رہے بلکہ اس کی یاد میں لگا رہے۔

پھر چاشت کے وقت بارہ رکعات سنت دھیمی قرآت کے ساتھ ادا کرنا بہتر ہے۔ اس نماز کی رکعات کی اوسط تعداد آٹھ اور ادنیٰ تعداد چار ہے۔ نمازِ ظہر سے قبل قیلولہ کرے کیونکہ اس سے نمازِ تہجد کی ادائیگی میں مدد ملتی ہے۔ زوال کے بعد چار رکعات سنت طولِ قنوت کے برابر ظہر سے پہلے ادا کرے۔ ظہر کے فرض با جماعت سنن و آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کرے پھر قرآن شریف تھوڑی سی مقدار میں نہایت ادب، ترتیل اور مفہوم و معنی میں تدبر اور غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرے۔

اس کے بعد جو شخص کوئی (دنیوی) شغل رکھتا ہے تو اسے کرے اور اگر کوئی شغل نہیں رکھتا تو ذکر و فکر میں لگا رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جائے پھر عصر کی چار رکعات سنت ادا کر کے سنن و مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے فرضِ عصر با جماعت اول وقت میں ادا کرے بعد ازاں اگر وہ کوئی معاشی شغل رکھتا ہے تو اسے کرے اور اگر فارغ ہے تو کتبِ تصوف خصوصاً حضرت امام ربانی مجددِ الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی اور حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللّٰہ علیہما کے مکتوبات قدسی آیات یا حضراتِ کرام نقشبندیہ مجدّدیہ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ کے رسائلِ سلوک کا مطالعہ کرے۔

اگر اس راہِ سلوک و عرفان میں اس سے کرامات و مکاشفات کا صدور واقع ہو تو اس پر فخر و غرور نہ کرے کیونکہ یہ صدور مقاصدِ طریقت میں سے نہیں بلکہ اصل مقصد تو ظاہر و باطن میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ کی سنتِ مبارکہ کا التزام ہے۔ یعنی ظاہر میں اپنے آپ کو حِلم، تواضع، خاکساری، شفقت (خصوصاً اہل و عیال پر)، احسان، مدارات (خوش سلوکی اور خاطر تواضع)، ایثار، خدمتِ فقراء، عفو و درگزر، جود و سخا، حیا، راست بازی، امانت، ایفائے عہد، خوش گمانی، اپنے آپ کو اور اپنی اشیاء کو معمولی اور حقیر سمجھنے اور دوسروں کی اشیاء کو عمدہ

واعلیٰ سمجھنے وغیرہ کے اوصاف واخلاق سے آراستہ کرے۔ جھوٹ، خیانت، غصّہ وغضب، لڑائی جھگڑے، سخن چینی، گالی گلوچ، بدزبانی، اِہانت، اذیت اور ظلم وتعدّی جیسی برائیوں سے اجتناب کرے اور ساتھ ہی اپنے باطن کو توبہ، انابت، زہد، ورع، پرہیزگاری، تقوی، صبر، شکر، توکل، رضا، اخلاص اور اللہ تعالیٰ سے امید وخوف جیسی خوبیوں سے متّصف کرے۔ نیز حرص، بخل (کنجوسی)، حسد، بغض، کینہ، تکبر، ریا، عُجب (خود پسندی) اور سُمعہ (اپنی تعریف سننے اور سنانے) جیسے رذائل سے بچے اور اس کو چاہیے کہ دن کے ابتدائی اور آخری اوقات میں تسبیح (سُبحَانَ اللّٰہِ)، تھلیل (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ)، تکبیر (اَللّٰہُ اَکبَر)، کلمہ اِستغفار اور درود شریف وغیرہ جیسے اوراد واشغال میں لگا رہے۔ جب مغرب کی نماز کا وقت داخل ہو جائے تو سنن ومستحبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بلا تاخیر فرض باجماعت ادا کرے۔ اگر اوّابین کے مسنون نوافل ادا کرنا چاہے تو اس کا اعلی درجہ بیس رکعات، درمیانہ درجہ بارہ رکعات اور ادنیٰ درجہ چھ رکعات ہے۔ پھر نمازِ عشاء تک ذکر ومراقبہ میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ جب نمازِ عشاء کا وقت ہو جائے تو چار رکعات سنت ادا کرے اور سنن ومستحبات کی رعایت کرتے ہوئے عشاء کے فرض باجماعت ادا کرے۔ نیند میں جانے سے پہلے سُبحَانَ اللّٰہِ تینتیس بار، اَلحَمدُ لِلّٰہِ تینتیس بار اور اَللّٰہُ اَکبَرُ چونتیس بار پڑھے اور اس وقت تک اللہ کی یاد میں لگا رہے کہ خواب میں چلا جائے۔ اسے چاہیے کہ وضو کے ساتھ داہنے پہلو پر قبلہ رخ ہو کر تہجد کے ارادے سے پاک بستر پر لیٹے۔ بلکہ مرید کے لئے لازم ہے کہ ہمیشہ طہارت سے رہے کیونکہ ظاہری طہارت کو باطن کی طہارت میں انتہائی دخل ہے اور اس کو چاہیے کہ دن رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنے مشائخِ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے وسیلے سے دعا مانگے۔ اس توسُّل کے لئے بہترین وقت تہجد کا ہے اور اگر یہ توسُّل [1] دو وقت کرے تو بہت ہی خوب ہے۔

توسُّل کا طریقہ یہ ہے کہ سورت فاتحہ ایک بار اور سورت اخلاص تین بار پڑھ کر یہ استدعا کرے:

''الٰہی! یہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب حضرت سید المرسلین شفیع المذنبین سیّدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی مقدس روح اور تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام، ملائکہ مقربین، صحابہ وتابعین اور حضراتِ

---

[1] ہمارے حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حضرات کرام رِضوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِم اَجمَعِینَ کے توسُّل سے دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے اسرار کو مقدس فرمائے۔ (مولانا حسین علی واں بھچرانویؒ)

نقشبندیہ مجددیہ رِضْـوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی علیھم اجمعین کےارواحِ مبارکہ کو پہنچا''۔اوراس کے بعدمندرجہ ذیل شجرہ مبارکہ پڑھے:

شجرہ مبارکہ

اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ شَفِیعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ حَضْرَتْ مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ خَلِیْفَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَضْرَتْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَضْرَتْ سَلْمَانِ فَارِسِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ قَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ اِمَامِ جَعْفَرصَادِقْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ سُلْطَانِ الْعَارِفِیْنَ حَضْرَتْ شَیْخ بَا یَزِیْد بُسْطَامِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ اَبُوالْحَسَنْ خَرْقَانِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ اَبُوالْقَاسِمْ گُرْگَانِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ اَبُوْ عَلِیْ فَارمَدِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ اَبُوْیُوْسُفْ ھَمْدَانِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ خَواجَہْ جَھَان حَضْرَتْ خَواجَہْ عَبْدُ الْخَا لِقْ غجْدَوَانِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ عَارِفْ رِیْوگَرِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ مَحْمُوْدِ اِنْجِیْرِفَغْنَوِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ عَزِیْزَان عَلِیْ رَامِیْتَنِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ مُحَمَّدْ بَابَا سَمَّاسِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ سَیِّدْاَمِیر کَلَال رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ خَواجَہْ خَواجْگَانْ پِیْرِ پِیْرَان حَضْرَتْ سَیِّدْ بَھَاءُ الدِّیْن نَقْشبَنْدبُخَارِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ عَلَاؤُ الدِّیْن عَطَّار رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ مَوْلَانَا یَعْقُوْبِ

چِرْخِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ عُبَیْدُاللّٰہِ اَحْرَارْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ مَوْلَانَامُحَمَّدْ زَاھِدْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ دُرْوِیْش رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِی بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ مَوْلَانَا خَواجَگِیْ اَمْکِینگِی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ بَاقِیْ بِاللّٰہِ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ اِمَامِ رَبَّانِیْ مُجَدِّدِاَلْفِ ثَانِیْ حَضْرَتْ شَیْخ اَحْمَدْ فَارُوقِیْ سَرْھَنْدِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ عُرْوَةِالْوُثْقٰی حَضْرَتْ خَواجَہْ مُحَمَّدْ مَعْصُوم سَرْھَنْدِی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ سُلْطَانُ الْاَوْلِیَاءِ حَضْرَتْ شَیْخ سَیْفُ الدِّیْن رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَافِظْ مُحَمَّدْ مُحْسِنْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ سَیِّدْ نُورْ مُحَمَّدْبَدَایُوْنِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ شَمْسُ الدِّیْن حَبِیْبُ اللّٰہِ حَضْرَتْ مِیْرزَاجَانِ جَانَانَ مَظْھَرْ شَھِیْدْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ مُجَدِّدْ مِائَةُ الثّٰلِثِ وَ الْعَشَرْ نَائِبِ خَیْرُ الْبَشَرْ خَلِیْفَةِ خُدَا مُرَوِّ ج شَرِیْعَتِ مُصْطَفٰی حَضْرَتْ مَوْلَانَا عَبْدُاللّٰہِ الْمَعْرُوْفِ بَشَاہِ غُلَامْ عَلِیْ دِھْلَوِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ غَوْثِ اَوَان قُطْبِ زَمَان حَضْرَتْ شَاہِ اَبُوْ سَعِیْدِ اَحْمَدِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ غَوْثِ اَوَان مَحْبُوْبِ رَحْمٰن حَافِظِ قُرْاٰنْ وَسِیْلَتُنَااِلَی اللّٰہِ الْمَجِیْدِ حَضْرَتْ شَاہ اَحْمَدْ سَعِیْد اَحْمَدِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَاجِیُ الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ مَقْبُوْلِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْن وَسِیْلَتُنَااِلَی اللّٰہِ الصَّمَدْ حَضْرَتْ حَاجِیْ دُوْسْت مُحَمَّدْ قَنْدَھارِیْ رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَضْرَتْ خَواجَہْ مُشْکِل کُشَا سَیِّدِالْاَوْلِیَاءِ سَنَدِ الْاَتْقِیَاءِ زُبْدَةِ الْفُقَھَاءِ رَاسِ الْعُلَمَاءِ رَئِیْسِ الْفُضَلَاءِ شَیْخِ الْمُحَدِّثِیْنَ قِبْلَةِ السَّالِکِیْنَ اِمَامِ الْعَارِفِیْنَ بُرْھَانِ الْمَعْرِفَتِ شَمْسِ الْحَقِیْقَةِ فَرِیْدِالْعَصرِوَحِیْدِالزَّمَانِ حَاجِی الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ مَظْھَرِفَیْضِ الرَّحْمَانِ پِیر دستگیر حَضْرَتْ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ عُثْمَان صاحب رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہٖ ☆[1] اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ

---

[1] قطبِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے بعد حضرت سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الدین، حضرت خواجہ حافظ محمد ابراھیم صاحب قلندر اور حضرت علاّمہ محمد اسماعیل صاحب سراجی مجددی یکے بعداز دیگرے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے متولی وسجادہ نشین ہوئے۔اس لئے یہاں خاکسار مترجم عفی عنہٗ نے ان تینوں مذکورہ اکابر کے اسماء گرامی اور مختصر حالات کا اضافہ ضروری سمجھ کر کیا۔

مَجْمَعِ الْبِحَارِ مَظْهَرِ الْاَنْوَارِ اَلْعَالِمِ الْفَاضِلِ وَالْقُطْبِ الْكَامِلِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلْوَلِيِّ ابْنِ الْوَلِيِّ شَيْخِیْ وَاِمَامِیْ پِیر دَسْتَگِیْر نَیِّرِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ وَسِرَاجِ الْوِلَایَۃِ حَضْرَتْ خُوَاجَہْ مُحَمَّد سِرَاجُ الدِّیْن صَاحِب دَامَانِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ اَلْفَانِیْ فِی اللّٰہِ وَالْبَاقِی بِا للّٰہِ اَلْوَسِیْلَۃِ اِلَی اللّٰہِ الْعَلِیْمِ وَالْمُعْرِضِ عَنْ مَّا سِوَی اللّٰہِ الْکَرِیْمِ قَلَنْدَرِ زَمَان قِبْلَہ غَرِیْب نَوَاز حَضْرَتْ خَوَاجَہ حَافِظْ مُحَمَّد اِبْرَاھِیم سِرَاجِیْ مُجَدِّدِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ مَجْمَعِ الْعُلُوْمِ الشَّرْعِیَّۃِ الْاِسْلَامِیَّۃِ وَمَعَارِفِ الصُّوْفِیَّۃِ الصَّافِیَّۃِ اَلْھَادِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الْاِخْلَاصِ وَالتُّقٰی وَالْمُتَوَکِّلُ عَلَی اللّٰہِ اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنِ الْکَثِیْرِ وَالْقَلِیْلِ اَلذَّبِیْحِ اِبْنِ الْخَلِیْلِ حَضْرَتْ خُوَاجَہ مُحَمَّد اِسْمَاعِیْل صَاحِبْ وَالِدِیْ مَاجِدِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ☆

[1] خاکسار فقیر ناچیز محمد سعد سراجی عفی عنہ اور برادرانِ طریقت .... پر اپنی رحمت فرما اور اپنی اور اپنے حبیبِ اقدس ﷺ کی محبت ومعرفت عطا فرما اور جملہ دینی ودنیوی حاجات کو پورا فرما اور ظاہری وباطنی جمعیت اوران اکابرین کی برکات وفیوضات سے مالا مال فرما رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

نوٹ: اس شجرہ شریفہ کی تلاوت کے وقت خالی جگہ میں اپنا نام پڑھیں۔

☆ تَمَّتْ ☆

---

[1] اضافہ از مترجم عفی عنہٗ برائے دعائے حسنِ خاتمہ۔

حواشی اسمائے گرامی شجرہ شریفہ بہ اضافۂ مترجم

سرورِ کونُ ومکان باعثِ تخلیقِ ہر دو جہاں شَفِیعُ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ حَضْرَتْ مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَوَاةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ افضل صَلَوَاتِكَ بِعَدَدِ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ اے اللہ ہمارے آقا اور ہمارے مولیٰ محمد اور ہمارے آقا اور ہمارے مولیٰ محمد کی آل پر اپنی معلومات کے مطابق برکت وسلامتی نازل فرما۔

(الف) سیّد پیغمبراں، شافعِ گناہ گاراں، محبوبِ رب العالمین، مونس وغم گسارِ ارواحِ عاشقین حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ آپ کی والدہ مکرمہ آمنہ بنتِ وھب ہیں۔ حضرت عیسیٰ **عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ.** کے آسمان پر اٹھائے جانے سے تقریباً چھ سو سال بعد سوموار بارہ ربیع الاوّل کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلانِ نبوت فرمایا۔ ترپن سال کی عمر میں مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ بارہ ربیع الاول سن گیارہ ہجری (۱۱ھ) کو تریسٹھ سال کی عمر شریف میں رفیق اعلیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ سے واصل ہوئے۔ تاریخ رحلت کے متعلق اس کے علاوہ کئی اور اقوال بھی ہیں لیکن زیادہ تر راجح قول مذکورہ بالا ہے۔ آپ ﷺ کی شان میں شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

چہ گویم وصفِ تو اے شاہِ لولاک — کہ شانت برتر است از فہم و ادراک
کلیم اللہ برطور و تو بر عرش — چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک (سید اکبر علی)

ترجمہ: ثنا کیا ہو تیری اے شاہِ لولاک — کہ تیری شان ہے بالائے اِدراک
کلیم اللہ طور اور عرش پر تو — جہانِ پاک سے کیا نسبتِ خاک (مرشد بابا)

مفہوم: اے شاہ لولاک میں آپ کی تعریف وثنا کیسے کروں۔ آپ کی شان وعظمت فہم وادراک سے بالاتر ہے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ **علیہ السلام** کو طور پر تشریف لے گئے جبکہ آپ کی رسائی سرِ عرشِ معلّٰی ہے یعنی خاک (طور) کا تقابل عالمِ پاک (عرشِ معلّٰی) سے ممکن نہیں۔

(ب) **فِی ا لمد یحۃ علیٰ صاحبھا ا لفُ ا لفِ التحِیَّۃ**

یارسولَ اللہ برحق رحمۃً لِلّٰعالمین — آپ سے بڑھ کر نہیں اللہ کے کوئی قرین
ساری خلقت میں نہیں کوئی آپ سے اعلیٰ ترین — آپ ہی کے دم سے قائم ہے یہ دنیائے حسین
اے شفیعِ عاصیاں اے تکیہ گاہِ خاطئین — آپ پر اترا وہ قرآں جو کہ ہے حبل المتین
زندگی ہے آپ کی تفسیرِ قرآنِ مبین — سیر گہ ہیں آپ کی ارض و سما ، عرشِ برین
لے گئے تشریف آپ بالائے افلاکِ برین — آپ نے پایا ہے شرف دید ربّ العالمین
اے امام الانبیا، اے مقتدائے مرسلین — ہر گھڑی امت کے غم میں آپ رہتے ہیں حزین
آپ کی طاعت ہے فوزِ ہر دو عالم کی ضمین — آپ کے رستے پہ جو ہیں، وہ ہیں اصحاب الیمین
مرتبے میں عرش سے بالا ہے وہ جائے زمین — جو ہے مسکن آپ کا ! اے سبز گنبد کے مکین
جس کے دل کی آپ ﷺ کے در پر جھکی مرشد! جبین — غیر کی چوکھٹ پہ سر رکھتا نہیں وہ بالیقین

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن

امیدوارِ نگاہِ رحمت وکرم: **محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا عفی عنہ**

خَلِیۡفَۃُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ حَضۡرَتۡ اَبُوۡ بَکۡرِنِ الصِّدِّیۡقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ

(الف) آن جناب رسول اللہ ﷺ کے پہلے خلیفہ اور افضل جانشین ہیں۔ آپؓ کا اسم شریف عبداللہ بن عثمان بن عامر ہے۔ بنی تمیم بن مرہ سے آپ کا نسب شریف ساتویں پشت میں سید الثقلین ﷺ کے ساتھ جا ملتا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ سلمہ بنتِ صخر ہیں۔ واقعہ اصحاب فیل کے دو سال چار ماہ بعد آپ ؓ کا تولد ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ سب لوگوں میں افضل ہیں۔ تریسٹھ سال کی عمر میں دو (۲) جمادی الاولیٰ یا تئیس (۲۳) جمادی الاخریٰ سن تیرہ ہجری (۱۳ھ) تاریخِ وفات ہے۔ آپ کی تاریخِ وفات کے بارے میں اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔ آپؓ کی قبر مبارک حضورِ اقدس ﷺ کے مرقد منوّر کے متصل واقع ہے۔ (اس مبارک مرقد کے ساکن پر لاکھوں صلوات، رحمتیں اور برکات نازل ہوں)

(سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ کے چند کلماتِ قدسیّہ: ☆ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میرے نزدیک اپنے خویش واقرباء کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے خویش واقرباء سے محبت وسلوک رکھنا پسندیدہ تر ہے۔ ☆ تاریکیاں پانچ ہیں اور ان کے چراغ پانچ ہیں۔ حبّ دنیا تاریکی ہے اور اس کا چراغ تقویٰ ہے۔ گناہ تاریکی ہے اور اس کا چراغ توبہ ہے۔ قبر تاریکی ہے اور اس کا چراغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ آخرت تاریکی ہے اور اس کا چراغ نیک عمل ہے۔ پل صراط تاریکی ہے اور اس کا چراغ یقین ہے۔ ☆ بخیل کا مال سات حالتوں میں سے ایک سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ مر جائے گا اور اس کا وارث ایسا شخص ہوگا جو اس کے مال کو فضول خرچی سے اڑا دے گا اور طاعت خدا کے سوا کسی اور کام میں خرچ کر دے گا یا اللہ تعالیٰ اس پر کسی جابر شخص کو مسلط کر دے گا جو اس کا مال بلا اختیار اس سے چھین لے گا، یا کوئی نفسانی خواہش اس میں پیدا ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ اپنے مال کو ضائع کر بیٹھے گا، یا اسے گھر یا عمارت (جس کا انجام خرابی ہے) کے بنانے کا خیال آ جائے گا اور اس کا مال صرف ہو جائے گا، یا اس مال کو حوادثِ دنیا میں سے کوئی حادثہ پیش آئے گا جیسا کہ جل جانا یا غرق ہو جانا یا چوری ہو جانا یا ان کی مانند کوئی اور حادثہ یا اس کو کوئی دائمی مرض لگ جائے گا جس کے سبب سے وہ اپنے مال کو ادویات میں خرچ کر دے گا یا وہ اپنے مال کو کسی جگہ دفن کر کے بھول جائے گا اور نہ پائے گا۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۴۱ تالیف علامہ محمد نور بخش توکلیؒ)

صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَضْرَتْ سَلْمَانِ فَارِسِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(الف) آپ رضی اللہ عنہ حضورِ اقدس ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے: سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلِ الْبَیْتِ۔ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اصحابِ صفہ میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سرورِ

کائنات ﷺ سے شرفِ صحبت رکھنے کے باوجود اخذِ طریقہ شریفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا۔ صحبت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی رہی۔ سن چھتیس ہجری (۳۶ھ) میں دوسو پچاس (۲۵۰) یا تین سو پچاس (۳۵۰) سال کی عمر میں مدائن میں وفات پائی رضی اللہ عنہ۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ تمہارے پاس جو کستوری موجود ہے اسے پانی میں حل کر کے میرے سرہانے کے گرد چھڑک دو کیوں کہ اب ایک ایسی قوم آنے والی ہے جو نہ انسان ہے نہ جِنّ۔ آپ کی اہلیہ کا کہنا ہے کہ میں نے آپؓ کے اس ارشاد کی تعمیل کی اور اس کے بعد گھر سے باہر نکلی تو آواز آئی اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ جب میں اندر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپؓ کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے اور آپؓ ایسے لیٹے ہوئے ہیں کہ گویا سو رہے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔ ''سابقین چار (۴) ہیں۔ میں سابقِ عرب ہوں، صُہَیبؓ سابقِ روم ہیں، سلمانؓ سابقِ فارس ہیں اور بلالؓ سابقِ حبش ہیں۔'' (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۴۳ تالیف از علامہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضْرَتْ قَاسِمُ بِن مُحَمَّدِنْ بُنِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم

(الف) حضرت امام قاسم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزند محمد کے بیٹے ہیں۔ آپ مدینہ منورہ کے سات (۷) فقہاء میں سے ہیں۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے کسبِ فیوض کیا۔ چوبیس جمادی الاخریٰ سن ایک سو ایک ہجری (۱۰۱ھ) کو مدینہ طیبہ طابہ میں رحلت فرمائی رضی اللہ عنہ۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) وفات کے وقت عمر ستر یا بہتر سال تھی۔ بعض مورخین کے نزدیک مکہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ کے درمیان رحلت فرمائی اور بمقام مشلّل دفن کیے گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے تھے کہ اگر امرِ خلافت میرے اختیار میں ہوتا تو میں قاسم کے سپرد کر دیتا۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میری تکفین اُن کپڑوں میں کی جائے جن میں نماز ادا کیا کرتا تھا یعنی قمیص، تہہ بند اور چادر۔ آپؓ کے صاحبزادے نے عرض کیا: ''ابا جان! کیا ہم دو کپڑے اور زیادہ کریں'' جواب دیا: ''جانِ پدر حضرت ابوبکر صدیق کا کفن تین ہی

کپڑے تھے۔مردے کی نسبت زندہ کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ رضی اللہ تعالی عنھم"

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۴۶ ، تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضْرَتْ اِمَام جَعْفَر صَادِقْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(الف) آپ کی کنیّت ابوعبداللہ لقب صادق ہے۔آپ سن اسی ہجری (۸۰ھ) میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ظاہری اور باطنی علوم میں یگانہ اور اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشان تھے۔آپ کا انتسابِ طریقت اپنے آبائے کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہے۔اس طریقۂ نسبت کوسلسلۃ الذھب (سونے کی لڑی) کہتے ہیں۔نیز اپنے جدِّ مادری حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنھم سے بھی اکتسابِ فیوض کیا۔ اکسٹھ سال کی عمر میں سن ایک سو چالیس ہجری (۱۴۰ھ) کو مدینہ منورہ میں رحلت فرمائی اور اپنے آباؤ اجداد کے احاطۂ قبور واقع جنت البقیع میں آسودۂ خاک ہوئے۔(سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ رضی اللہ عنہ کے کلماتِ قدسیہ میں سے چند یہ ہیں:

☆ چار چیزیں ہیں جن سے آدمی کو عار نہیں کرنا چاہیے۔اپنے والد کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونا۔اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔اپنے چوپائے کی خبر لینا خواہ اس کے سو غلام کیوں نہ ہوں اور اپنے استاذ کی خدمت کرنا۔ ☆ جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے تو اسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیر لیتی ہے تو اس سے اس کی ذاتی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔☆ آپ نے کسی قبیلے کے ایک شخص سے پوچھا کہ اس قبیلے کا سردار کون ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں۔آپ نے فرمایا کہ اگر تو ان کا سردار ہوتا تو جواب میں، میں نہ کہتا۔☆ تم ایسے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ جو بھوکا تھا پھر سیر ہوگیا۔☆ علماءِ شریعت اس وقت تک انبیاءِ کرام **علیھم السَّلام** کے امین ہیں جب تک کہ وہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۵۰ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضْرَتْ سُلْطَانِ الْعَارِفِیْنَ حَضْرَتْ شَیْخ بَا یَزِیْد بسطامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(الف) سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی کا اسمِ گرامی طیفور ہے۔مجاہدات، ریاضات اور کرامات

میں آپ کی حیثیت نہایت عالی اور ممتاز تھی۔ حضرت جنید بغدادیؒ سے منقول ہے کہ بایزید ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے ملائکہ کے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السّلام ہیں۔ تہتر سال کی عمر میں پندرہ شعبان سن دوسو ساٹھ ہجری (۲۶۰ھ) کو بسطام ایران میں شربتِ وصال نوش کیا۔ بعض کے بقول سالِ وفات سن دوسو چونتیس ہجری (۲۳۴ھ) ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) مندرجہ ذیل واقعہ سے آپ کے انتہائی متقی ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ آپ مکہ مشرّفہ سے آرہے تھے۔ جب ہمدان پہنچے تو آپ نے کسم کا بیج خرید کر خرقہ میں باندھ لیا۔ بسطام میں آکر جو کھولا تو اس میں چند کیڑے نظر آئے۔ فرمایا: ''میں نے ان کو بے وطن کیا ہے'' اسی وقت چل کر ہمدان واپس گئے اور اُن کیڑوں کو اُن کے ٹھکانے پر پہنچا دیا۔ ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک رات اپنی محراب میں پاؤں پھیلایا تو ہاتف نے مجھے آواز دی کہ جو شخص بادشاہوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے اسے چاہیے کہ حسنِ ادب سے بیٹھے۔ آپ کا ایک اور ارشاد ہے کہ اگر تم کسی شخص میں کرامات دیکھو یہاں تک کہ ہوا میں اڑتا ہو تو اس پر ریجھ نہ جاؤ جب تک اس کے اوامر ونواہی، حفظِ حدود اور آدابِ شریعت کو ملحوظ رکھنے کی جانچ پڑتال نہ کرلو۔

☆ وصال کے بعد لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھ سے پوچھا: ''بوڑھے! تو میرے واسطے کیا لایا'' میں نے عرض کیا: ''خداوندا! جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ تو ہمارے واسطے کیا لایا بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ تو کیا مانگتا ہے۔''

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۵۳، ۵۶ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضْرَتْ خَوَاجَهْ اَبُو الْحَسَنْ خَرْقَانِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

(الف) طریقت میں حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا انتساب روحانی اور اویسی طور پر حضرت بایزید بسطامیؒ سے ہے۔ آپ کے اقوالِ مبارکہ میں سے یہ ارشاد نہایت ہی اہم ہے: ''صوفی بہ مرقع وسجادہ صوفی نہ بود، صوفی بہ رسوم وعادات صوفی نہ بود، صوفی آں بود کہ نہ بود'' (صوفی مرقع وسجادہ سے صوفی نہیں ہوجاتا، صوفی صوفیوں کے رسوم و عادات اپنانے سے صوفی نہیں ہوجاتا بلکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو نہیں ہوتا)۔ اتوار کی رات اور بعض کے بقول منگل کی رات شبِ عاشور دس محرم الحرام سن چار سو اڑتالیس ہجری (۴۴۸ھ) میں عالمِ بقا کو کوچ کیا۔

(سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) نقل ہے کہ بوعلی سینا آپ کی شہرت سن کرخرقان آپ کے دولت خانے پر پہنچے۔اس وقت شیخ ایندھن لانے کے لئے جنگل گئے ہوئے تھے۔انہوں نے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں؟ بیوی نے جواب دیا کہ تم ایسے زندیق کو کیا کروگے اور ساتھ ہی بہت کچھ اپنے شوہر کے بارے میں سخت سست کہا۔بوعلی کے دل میں خیال آیا کہ جب بیوی ہی منکر ہے تو شیخ کا کیا حال ہوگا۔پھر وہ شیخ کی زیارت کے لئے جنگل کو چل پڑے۔وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ،شیر کی پشت پر گھاس کا گٹھا لادے چلے آرہے ہیں۔بوعلی حیران ہوئے اور پوچھنے لگے شیخ یہ کیا حالت ہے۔آپ نے جواب دیا کہ اگر میں ایسے بھیڑیے (یعنی بیوی) کا بوجھ نہ اٹھاؤں تو شیر میرا بوجھ کیسے اٹھائے گا۔جب دولت خانہ میں واپس لوٹے تو بوعلی بیٹھ گئے اور آپس میں بہت سی باتیں ہوئیں۔شیخ نے دیوار بنانے کے لئے مٹی میں پانی ڈالا ہوا تھا۔اٹھ کر فرمانے لگے کہ مجھے یہ دیوار بنانی ہے۔معذور رکھیے یہ کہہ کر دیوار بنانے لگے۔اچانک تیشہ آپ کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔بوعلی نے اٹھا کر دینا چاہا مگر ان کے اٹھنے سے پہلے وہ شیخ کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔یہ دیکھ کر بوعلی کو آپ کی صداقت کا مزید یقین ہوگیا۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۶۳ تالیف علامہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضۡرَتُ خَوَاجَہ اَبُو الۡقَاسِمۡ گُرۡگَانِیۡ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ

(الف) حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی طوس کے باشندے ہیں۔اپنے وقت کے قطبِ ربانی اور عارف سبحانی تھے۔آپ کی ارادت ونسبت دو طریقوں سے ہے۔ایک خواجہ ابوالحسن خرقانی سے مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق اور دوسری ارادت حضرت ابوعثمان مغربی سے ہے۔ابوعثمان مغربی کو ابوعلی رودباری سے ابوعلی رودباری کو سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی سے ہے۔پھر یہ نسبت امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاملتی ہے۔سن چارسو پچاس ہجری ۴۵۰ھ میں رحلت فرمائی۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ کے ارشاداتِ گرامی: ☆کسی کام میں جو گناہ نہ ہو بھائیوں کا ساتھ دینے کی فضیلت نفلی روزے سے کم نہیں ہے۔☆خواجہ عبیداللہ احرارؒ آپ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تو ایسے شخص کی صحبت میں رہ کہ تو سراسر وہ ہوجائے یا وہ سراسر تو ہوجائے۔یعنی دونوں حق سبحانہٗ میں گم ہوجائیں کہ نہ تو رہے اور نہ وہ۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۶۸ تالیف علامہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضْرَتْ خَواجَہْ اَبُوْ عَلِیْ فَارمَدِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ علیہِ

(الف) شیخ ابوعلی فارمدیؒ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔آپ نے باطنی استفادہ بطریقِ اُوَیسیَّت حضرت خواجہ ابوالحسن سے کیا۔سالِ ولادت سن چارسو چونتیس ہجری (۴۳۴ھ) ہے۔چار ربیع الاول پانچ سو گیارہ ہجری (۵۱۱ھ) کو وفات پائی۔ (سید اکبر علی دہلویؒ)

(ب) علمِ باطن میں آپ کا انتساب دو طریق سے ہے۔ایک شیخ بزرگوار ابوالقاسم گرگانیؒ سے دوسرے شیخ ابوالحسن خرقانیؒ سے۔جو قطبِ وقت اور اپنے زمانے کے مشائخ کے پیشوا تھے۔وعظ و تذکیر میں امام ابوالقاسم قشیری کے شاگرد ہیں۔عبادت، تہذیب، حسنِ ادب، ملیح استعارہ اور دقیق اشارہ اور رقتِ الفاظ میں کوئی آپ سے بازی نہیں لے گیا۔کلام پر تاثیر و تذکیر ہے۔مزار مبارک طوس میں ہے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۶۸ تالیف علّامہ محمد نور بخش تو کلیؒ)

حَضْرَتْ خَواجَہْ اَبُوْیُوْسُفْ ھَمْدَانِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(الف) حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔چار سو چار ہجری (۴۰۴ھ) اور بعض کے بقول پانچ سو پانچ ہجری (۵۰۵ھ) سالِ ولادت ہے۔کافی عرصہ کوہِ آذربائی جان میں سکونت پذیر رہے۔صاحبِ کرامات تھے۔اصفہان، عراق، خراسان اور سمرقند و بخارا کے لوگ آپ کے انوار کی تابانیوں سے منور ہوئے۔پچانوے (۹۵) سال کی عمر میں وفات پائی۔آپ کا مزار مبارک خطۂ ہرات کے ایک گاؤں مرو شاہجہان میں مرجعِ فیض ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ عالم، عامل، عارف، زاہد، پرہیزگار، صاحبِ احوالِ جلیلہ و کراماتِ واضحہ و مقاماتِ سنیہ تھے۔اور علوم و معارف میں قدم راسخ اور فتاویٰ دینیہ میں یدِ بیضا اور احکامِ شریعہ میں دستگاہِ کامل اور خواطرِ قلبیہ سے واقفیت رکھتے تھے۔اپنے وقت کے منفرد شیخ تھے۔خراسان میں مریدین کی تربیت آپ پر ختم تھی۔استفادہ کی خاطر آپ کی مجلس میں ہر وقت علماء، فقہاء اور صلحاء کا بڑا مجمع رہتا تھا۔ساٹھ سال سے زیادہ مسندِ ارشاد پر فائز رہے۔آپ کا یہ ارشاد نہایت ہی قابلِ قدر اور قابلِ عمل ہے: تم خدا تعالیٰ سے صحبت رکھو۔اگر یہ میسر نہ آئے تو

اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔
(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۱۷ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

خَواجۂِ جہَان حَضرَتْ خَواجہْ عَبدُ الْخالِقْ غِجدَوانیْ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہِ

(الف) سلسلۂ خواجگان کے سردار حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ ہیں آپؒ کا ارشاد ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام میرے پیرِ سبق (درس) اور حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ پیرِ صحبت ہیں۔ آپ کو سُنن کی اتبّاع اور بدعت سے اجتناب میں نہایت درجے کا التزام تھا۔ جن آٹھ اصطلاحی کلمات پر طریقۂ خواجگان مبنی ہے وہ آپ سے منقول ہیں۔ جو یہ ہیں:۔ (۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یادکرد (۶) بازگشت (۷) نگاہ داشت (۸) یادداشت۔ آپ نے بارہ ربیع الاول سن چھ سو چھ ہجری (۶۰۶ھ) اور بعض کے نزدیک سن چھ سو پندرہ ہجری (۶۱۵ھ) کو وفات پائی۔ لفظ غجدوان کے حرف غ کے نیچے کسرہ ہے۔ (سید اکبر علی دہلویؒ)

(ب) ☆ ایک دفعہ ایام عاشوراء میں لوگوں کی ایک بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی اور آپ معرفت پر کلام فرما رہے تھے کہ اچانک ایک جوان زاہدوں کی صورت میں خرقہ پہنے اور سجادہ کندھے پر ڈالے ہوئے حاضر ہوا اور گوشے میں بیٹھ گیا۔ حضرت خواجہ نے اس کی طرف نظر کی۔ کچھ دیر کے بعد وہ اٹھ کر کہنے لگا اے خواجہ! حضور رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے: اِتَّقُوا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ (مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اَللّٰہِ عَزَّوَجَلّ کے نور سے دیکھتا ہے)۔ ''اس حدیث کا بھید کیا ہے؟''۔ آپ نے فرمایا: ''اس حدیث کا بھید یہ ہے کہ تو زنّار توڑ دے اور ایمان لائے''۔ اس نے کہا: ''پناہ بخدا کہ میرے پاس زنّار ہو''۔ حضرت خواجہؒ نے خادم کی طرف اشاہ کیا۔ چنانچہ خادم اٹھا اور اس نے اُس جوان کے بدن پر سے خرقہ اٹھا دیا۔ پس خرقہ کے نیچے سے زنّار ظاہر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر جوان نے اسی وقت زنّار توڑ دیا اور ایمان لایا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا: ''یارو! آؤ ہم بھی اس نومسلم کی طرح زنّار توڑ ڈالیں اور ایمان لائیں۔ جس طرح اس نے زنّارِ ظاہری توڑا ہے ہم اپنے زنّارِ باطنی جس سے مراد خود پسندی ہے توڑ ڈالیں تا کہ اس کی

طرح ہم بھی بخشے جائیں''۔ یہ سن کر حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اور وہ حضرت خواجہؒ کے قدموں پر گر کر توبہ کرنے لگے۔☆ آپ کی ولایت اس مرتبے تک پہنچ گئی تھی کہ ایک وقت کی نماز میں خانہ کعبہ جاتے اور واپس آجاتے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۷۶ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضُرَتُ خَوَاجَهُ مُحَمَّدُ عَارِفُ رِيُوَ گَرِيُ رَحُمَةُ اللّٰهِ عَلَيُهِ

(الف) حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے باطنی فیض حاصل کیا اور ان کے کبار خلفاء میں سے ہیں۔ یکم شوال چھ سو سولہ ہجری (۶۱۶ھ) میں عالمِ ملکوت کی طرف رحلت فرمائی۔ مولد و مدفن دونوں ریوگر ہیں۔ (سید اکبر علی شاہ)

(ب) ☆ ریوگر بخارا سے چھ فرسنگ شرعی (تقریباً تینتیس کلومیٹر) اور غجدوان سے ایک فرسنگ شرعی (تقریباً ساڑھے پانچ کلومیٹر) ہے۔ آپ کے فرمودات و ملفوظات پر مشتمل مختصر کتابچہ ''عارف نامہ'' تصوف و عرفان اور تہذیبِ اخلاق کے معمولات و تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ جسے حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم (حیدر آباد سندھ) نے سن انیس سو ترانوے عیسوی (۱۹۹۳ء) میں طبع کیا۔ مذکورہ کتابچے کا خطی نسخہ خاکسار مترجم نے انہیں فراہم کیا تھا۔ مذکورہ خطی نسخہ کے آخر میں آپ کے ارتحال کے متعلق یہ قطعہ تحریر ہے:

افسوس شد نہاں مہِ تاباں بزیرِ خاک   کلک سیاہ پوش جگر ریش سینہ چاک
تاریخ بہرِ رحلتِ او جستم از قلم   قطبِ زمان و عارف للہ زد رقم

۶۱۶ھ

(ج) آپ کے چند مبارک ارشادات: ☆ معرفت کے تمام طور طریقوں کا نچوڑ یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی طور پر محتاج ہونے کی پہچان ہو جائے۔☆ اے عارف! سعادت و نیک بختی کے طلبگاروں اور ارادت مندوں کے راستوں پر چلنے والوں کی اساس......توبہ...... ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

اَلتَّا ئِبُ مِنَ ا لذَّنْبِ كَمَنْ لَآ ذَنْبَ لَهٗ   گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے سرے سے گناہ نہ کیا ہو۔

توبہ کے مفہوم کی حقیقت یہ ہے کہ بارگاہ کبریاء سے دوری کا سبب بننے والے راستے سے بچ کر اللہ تعالیٰ

سے نزدیک کر دینے والے راستے کی طرف لوٹا جائے۔☆اے عارف! بندہ کو خدائے واحد کی بارگاہ میں جس قدر بھی مرتبہ محبت اور درجۂ قرب حاصل ہوتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے معافی نہیں مل جاتی۔ خبردار! انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام ، اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت قرب اور رفعتِ منزلت رکھنے کے باوجود اوامر و نواھی کے معاملہ میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت قدم اور مستحکم تھے۔ یہاں تو اولیاءُ اللہ کا مذکور ہی کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَأْتِیَکَ الْیَقِیْنُ مفہوم: اپنے رب کی عبادت یقین آنے (یعنی مرتے دم) تک کر۔

☆اے عارف! جس پرندے کے ساتھ بارِ گراں بندھا ہو وہ پرواز نہیں کر سکتا اسی طرح جو سالک دنیاوی بندھنوں میں جکڑا ہوا ہو تو وہ کیسے فنافی اللّٰہیت کی فضائے بیکراں میں پرواز کر سکتا ہے اور رضائے الٰہی کے صحرائے طلب وجستجو میں قدم رکھ سکتا ہے۔ (مستفاد از عارف نامہ فارسی خطی تصنیف حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ)

حَضْرَتْ خَوَاجَه مَحْمُوْدِ اِنجِیْرِ فَغْنَوِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

(الف) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنویؒ حضرت خواجہ عارف ریوگریؒ کے کبار خلفاء میں سے ہیں۔ خلافت و ارشاد میں صاحبِ امتیاز تھے۔ طالبانِ سلوک کو ان کی صلاحیت و اہلیت اور موقع و مصلحت کے مناسبت سے ذکرِ جہر کراتے تھے۔ گل کاری و نقاشی کو ذریعۂ معاش کے طور پر اختیار کیا تھا۔ جائے پیدائش انجیر فغنہ ہے۔ سترہ ربیع الاول یومِ وصال ہے اور سالِ وفات نامعلوم۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) سترہ ربیع الاول سن سات سو سترہ ہجری (۷۱۷ھ) کو ارتحال فرمایا۔ مزار مبارک بخارا سے تقریباً ساڑھے سولہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع گاؤں **وابکنہ** میں مرجع فیض ہے۔

(سلسلہ سراجیہ مجددیہ تالیف: حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ)

حَضْرَتْ خَوَاجَهْ عَزِیْزَان عَلِیْ رَامِیْتَنِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

(الف) حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ قطب الوقت تھے۔ حنفی المذہب تھے۔ جو شخص ایک مرتبہ بھی آپ کے شرفِ صحبت سے سعادت اندوز ہوتا تو اسے نسبتِ حقیقت تک رسائی ہو جاتی اور جب کوئی مزدور صبح کو آپ کے حضور میں آتا تو شام کو دولتِ حضوری سے مالا مال ہو کر لوٹتا۔ چھ یا آٹھ ذوالقعدسن سات سو پندرہ ہجری (۷۱۵ھ)

اور بقولِ بعض سات سوا کیس یا آٹھ سو اٹھائیس ہجری (۷۲۱ھ/ ۸۲۸ھ) تاریخ وفات ہے۔ ولایتِ بخارا کا ایک بڑا قصبہ رامیتن آپ کی جائے پیدائش اور خوارزم میں مرقدِ مقدس ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ کا یہ ارشادِ گرامی نہایت ہی قابلِ قدر وعمل ہے: ''سالکانِ طریقت کو ریاضت و مجاہدہ بہت کرنا چاہئے تا کہ وہ کسی مرتبہ ومقام پر پہنچ جائیں لیکن ایک راستہ اس سب سے نزدیک ہے کہ جس پر چل کر مقصود کو بہت جلد پہنچ سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ سالک اچھے اخلاق اور خدمات کے ذریعے کسی صاحبِ دل کے قلب میں جگہ پائے۔ چونکہ اس گروہ کا دل نظرِ حق کا مورد ہے اس لئے سالک کو اس نظر سے حصہ مل جائے گا''۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۹۰ تالیف علاّمہ محمد نور بخشؒ)

حَضْرَتْ خَوَاجَهْ مُحَمَّدْ بَابَا سَمَّاسِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

(الف) حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند بخاریؒ ابھی اس عالمِ خاک وباد میں تشریف نہیں لائے تھے کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ کی ان پر نگاہِ عنایت تھی۔ جب بھی حضرت بابا ممدوح کا گزر قصرِ ہندوان پر ہوتا تو عموماً یہ ارشاد فرماتے: ''وہ وقت نہایت ہی قریب ہے جب یہ کوشکِ ہندوان قصرِ عارفان میں بدل جائے گا'' حضرت خواجہ بابا محمد سماسیؒ کی وفات دہم جمادی الاولیٰ کو ہوئی۔ سالِ وفات نامعلوم ہے۔ آپ کا مولد و مدفن قصبہ رامیتن کے دیہاتوں میں سے ایک گاؤں سماس ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) ایک روز آپ اپنے خلیفہ سید امیر کلالؒ کے مکان سے قصرِ عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر فرمایا کہ وہ خوشبو اب زیادہ ہوگئی ہے اور بے شک وہ مرد پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت حضرت نقشبندؒ کی ولادت کو تین روز ہو چکے تھے۔ آپ کے جدامجد آپ کو لے کر خواجہ محمد بابا سماسی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نے ان کی بابت فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے۔ پھر اپنے اصحابؒ سے فرمایا کہ یہ وہی مردِ خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ بعد ازاں سید امیر کلالؒ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میرے فرزند بہاؤالدینؒ کے حق میں شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا۔ اگر تم اس میں کوتاہی کرو گے تو میں تمہیں معاف نہ کروں گا۔ امیر موصوف نے کھڑے ہو کر اور ادب سے ہاتھ سینے پر رکھ کر عرض کیا کہ اگر کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۹۲ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضرتْ سَیِّدْاَمِیر کُلَال رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہ

(الف) حضرت سید امیر کلالؒ مقتدائے عصر اور رہنمائے زمانہ تھے۔ بالیوں کو کچل کر ان میں سے اناج نکالنے والے اور ایک جگہ پر اکٹھا کر کے گاہ کرنے والے کو کلال کہتے ہیں۔ آپ کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی اور کاشتکاری تھا۔ جب رحمِ مادر میں تھے تو ان کی والدہ جب کبھی کوئی مشکوک نوالہ نگل لیتی تھیں تو پیٹ میں فوراً درد پڑ جاتا تھا۔ گیارہ جمادی الاخریٰ سن سات سو چوہتر ہجری (۷۷۴ھ) کو خدائے پاک کے جوارِ رحمت میں پیوست ہوئے۔ مزار مبارک سوخار مضافاتِ رامیتن میں ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) حضرت خواجہ بابا سماسیؒ کے حلقۂ ارادت میں آنے سے پہلے حضرت امیر کلال ایک پہلوان سے کشتی لڑ رہے تھے۔ حاضرین کی ایک سیاہ باطن جماعت غیبت کرنے لگی کہ ایسے بزرگ زادہ اور سید زادہ کو اس کام میں جو بدعت ہے مشغول نہ ہونا چاہیے۔ اسی وقت اس جماعت پر خواب نے غلبہ کیا۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ قیامت برپا ہے اور وہ کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہر چند کوشش کرتے ہیں مگر نکل نہیں سکتے۔ ناگاہ حضرت امیر کلالؒ ان کے پاس پہنچتے ہیں اور ان کو اس کیچڑ سے نکال لیتے ہیں۔ جب وہ بیدار ہوئے تو حضرت امیر کلالؒ نے ان کے کان پکڑ کر کہا کہ یارو! ہم اسی روز کے لئے زور آزمائی کرتے ہیں۔ تم درویشوں کے حق میں بد اعتقاد نہ بنو۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو سب نے توبہ کی اور مردانِ راہ خدا بن گئے۔ جس بزرگ کا یہ حال کشتی لڑنے کے وقت ہو مابعد کو اس پر قیاس کر لینا چاہیے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص: ۹۵ تالیف علّامہ محمد نور بخش توکلیؒ)

خَواجَۂ خَواجُگَانْ پِیرِ پِیرَان حَضرَت سَیِّدْ بَہاءُ الدِّین نَقْشبَندِ بُخَارِیْ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیہ

(الف) **امام الطریقۃ مجدد الشریعۃ** خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبندؒ نے ظاہری طور پر سید امیر کلالؒ سے اور روحانی طور پر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے تربیت پائی اور فیوضات و برکات سے مالا مال ہوئے۔ مقامات و مراتبِ ولایت پر آپ کی طرح کوئی کم ہی فائز ہوا ہوگا۔

سکہ کہ در یثرب و بطحاء زدند　　　　نوبت آخر بہ بخارا زدند

ترجمہ

یثرب و بطحا میں سکّہ جو ڈھلا　　　　پھر بخارا میں بخوبی وہ چلا　　　　(مرشد بابا)

آپ کے لقب شریف نقشبند سے موسوم ہونے کا سبب یہ ہے کہ آبائے کرامؒ سے آپ کا پیشہ قالین بافی تھا۔ قالینوں میں طرح طرح کی نقاشی و گل کاری کرتے تھے۔ تاریخِ ولادت اٹھارہ محرم الحرام سن سات سو اٹھارہ ہجری (۷۱۸ھ) اور تاریخِ رحلت تین ربیع الاول سن سات سو اکانوے ہجری (۷۹۱ھ) یا سات سو تریسٹھ ہجری (۷۶۳ھ) یا سات سو اکہتر ہجری (۷۷۱ھ) ہے۔ کل عمر شریف تہتر سال اور دو ماہ تھی۔

(سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز شام کے وقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ درویش اتا کے بالاخانے پر تشریف رکھتے تھے۔ پڑوس میں بخارا کے ایک امیر کا محل تھا جس میں قوالوں کی ایک جماعت گا رہی تھی اور صوفیاء کا ایک گروہ رقص کر رہا تھا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے قبیل ملاہی (اللہ کی یاد سے غافل کر دینے والے امور) میں سے ہے۔ اِس کا سننا جائز نہیں۔ اِس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ ہم کانوں میں روئی ٹھونس لیں۔ حضرت خواجہؒ کا یہ فرمانا تھا کہ سب کا حال متغیر ہو گیا اور وہ آوازیں کسی کو سنائی نہ دیں۔ صبح کو پڑوسیوں نے رات کے حالات درویشوں سے بیان کر کے دریافت کیا کہ آپ لوگوں کی رات کیسی گزری۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت خواجہؒ کی عنایت سے وہ آوازیں ہمیں سنائی نہ دیں۔ یہ سن کر پڑوسیوں نے بہت تعجب کیا۔ (آپ کا مزار مبارک قصرِ عارفان میں مطلعِ انوار ہے)

آپ کے چند کلماتِ قدسیہ: ☆ تُو شمع کی طرح بن، تُو شمع کی طرح نہ بن۔ شمع کی طرح بننے کا مطلب یہ ہے کہ تو دوسروں کو روشنی پہنچائے اور شمع کی طرح نہ بننے کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو تاریکی میں نہ رکھے۔ ☆ متوکل کو چاہیئے کہ خود کو متوکل خیال نہ کرے بلکہ اپنے توکُّل کو کسب میں چھپائے۔ ☆ درویش کو تحمل و برداشت میں ڈھول کی مانند ہونا چاہیئے کہ ہر چند طمانچے کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔ ☆ یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے وہ گیند لے جائے مگر گیند ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ (اس فرمان میں اس امر

کی طرف اشارہ ہے کہ کوشش کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے)

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۱۱۶، ۱۲۷ تالیف: علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضُرَتُ خَوَاجَهٗ عَلاؤُالدِّیْن عَطَّار رَحُمَةُ اللّٰهِ عَلَیُهِ

(الف) حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے مجاز، خلیفۂ اول اور جانشینِ اکمل ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کے فرزندانِ گرامی بھی آپ سے منسوب ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے آپ کو بشارت دی تھی کہ تمہیں اپنی قبر کے گردونواح میں ساٹھ فرسخ (تقریباً تین سوستائیس کلومیٹر) تک کے فاصلے پر مدفون لوگوں کے لئے سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ بدھوار کی رات نمازِ عشاء کے بعد بیس رجب سن آٹھ سوتین ہجری (۸۰۳ھ) میں جامِ وصال نوش کیا۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) ☆ حضرت عطارؒ ابھی طالبعلم ہی تھے کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے اُن کو اپنے داماد ہونے کا شرف بخشا اور اپنی زندگی ہی میں بہت سے طلباء کی تربیت اُن کے سپرد کردیتے تھے اور فرماتے تھے کہ علاؤالدین نے ہمارا بوجھ بہت ہلکا کردیا ہے۔ ☆ **آپ کا فرمان** ہے کہ صحبت سنتِ مؤکدہ ہے۔ ہرروز یا ہر دوسرے روز اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے اور ان کے آداب ملحوظ رکھنے چاہئیں۔ اگر ظاہری دوری پڑ جائے تو ہر مہینے یا ہر دوسرے مہینے خط وکتابت کے ذریعے اپنے ظاہری وباطنی حالات عرض کرنا چاہئے اور اپنے مکان میں ان کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھنا چاہیے تاکہ غیبتِ کلی واقع نہ ہو۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۳۴ تالیف: علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضُرَتُ مَوُلَانَا یَعُقُوْبِ چَرُخِیُ رُحُمَةُ اللّٰهِ عَلَیُهِ

(الف) حضرت خواجہ یعقوب چرخیؒ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے رکنِ رکین تھے۔ آپ کے وجودِ باجود کے ظہور سے اس طریقہ شریفہ کو رواجِ تامّ اور فروغِ عام حاصل ہوا۔ ولایتِ غزنی کا ایک گاؤں چرخ آپ کی جائے ولادت ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) ☆ آپ خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے بڑے اصحاب میں سے ہیں۔ چونکہ آپ نے تکمیلِ طریقت حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ سے کی اسی سبب سے ان ہی کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔ ☆ پنجم صفر سن آٹھ

سوا کیاون ہجری (۸۵۱ھ) میں شربتِ وصال نوش فرمایا۔ مزار مبارک حصار (ماوراء النہر) کے گاؤں ہلفتو میں مرجعِ فیوض و برکات ہے۔ آپ صاحبِ تصانیف ہیں جن میں سے قرآنِ مجید کے آخری دو پاروں کی تفسیر اور تصوف و معرفت میں رسالہ انسیہ اور رسالہ ابدالیہ بہت مشہور ہیں۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۱۳۹،۱۴۳ تالیف: علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

(ج) خاکسار مترجم نے رسالہ انسیہ (فارسی) معروف اہلِ قلم جناب محمد نذیر صاحب رانجھا سے اردو زبان میں ترجمہ وتحشیہ کروا کے اپنے مکتبہ سراجیہ (موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) کے زیر اہتمام ۱۹۸۳ء میں فارسی متن کے ہمراہ طبع ونشر کیا نیز خاکسار کے فراہم کردہ رسالہ ابدالیہ کے فارسی خطی نسخہ کو جناب رانجھا صاحب موصوف کی ترتیب، تقابل اور حواشی کے ساتھ مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد نے طبع و نشر کیا۔ واضح رہے کہ رسالہ انسیہ حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبندؒ کے حالات بابرکات اور رسالہ ابدالیہ زیادہ تر ابدال کے اثبات و وجود اور احوال و کوائف کے مشتملات پر محیط ہے۔

(خاکسار مترجم محمد سعد سراجی مرشد با باعفی عنہ)

حَضُرَتُ خَوَاجَهُ نَاصِرُالدِّیْن عُبَیْدُاللّٰهِ اَحُرَارُ رَحُمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

(الف) حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ اپنے وقت کے قطب اور نویں صدی ہجری (۹۰۰ھ) کے مجدّد تھے۔ نقشبندی نسبت حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کی خدمت میں رہ کر حاصل کی اور دیگر مشائخِ کرامؒ سے بھی کسبِ فیوض کیا۔ سوموار کی رات کو انیس ربیع الاول سن نوسو اٹھاسی (۹۸۸ھ) میں شربتِ وصال نوش کیا۔ آپ کا ارشاد ہے: ''مجھے شریعت کی ترویج اور بدعت کی توہین وانہدام پر مامور کیا گیا ہے''۔ ''قامع وقلّاع بدعت'' کے اعدادِ ابجد سے نوسو اٹھاسی برآمد ہوتا ہے جو آنجناب کا سالِ ارتحال ہے۔ مدفن مبارک سمرقند میں منبع انوار اور مطلع فیوض و برکات ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) خواجہ احرارؒ کی نوے سالہ زندگی متضاد حالتوں سے عبارت ہے۔ ان کی زندگی کا ابتدائی حصہ مکمل غربت وافلاس میں گزرا لیکن بعد میں اس قدر مال و دولت کے مالک ہوئے جس کا اندازہ لگانا ممکن نہ تھا۔ آپ کے تصنیف کردہ رسائل وملفوظات کے مطالعے سے اسلامی فکر کے اُمہات ومتون پر آپ کی گہری نظر کی شہادت

ملتی ہے۔شیخی نہیں کرتے تھے لیکن مریدوں کا حلقہ ان کے گرد جمع رہتا تھا۔آپ صاحبِ اقتدار بھی نہ تھے لیکن حاکمانِ وقت آپ کی ہیبت سے لرزہ براندام رہتے تھے اوران کے احکام سے سرتابی نہیں کرتے تھے۔آپ کی بدولت وسطی ایشیا اورقرب وجوار کے علاقوں میں طریقۂ نقشبندیہ کوفروغ ملا۔اسلامی شریعت کی بالادستی پر زور دیتے اور علاقے کے حکمرانوں کو اسلامی شعائر کا پابند رہنے کی تلقین فرماتے اور نفاذِ شریعت میں ان کے ساتھ تعاون کرتے۔علاقے کے مظلوم ومحروم طبقات کی اخلاقی ومادی حمایت اوران کی دادرسی میں پیش پیش رہتے۔☆ازبکستان میں احرار ولیؒ کے نام سے معروف ہیں۔ (نقدِعمر ص:۱۲۶ تالیف ڈاکٹر عارف نوشاہی)

حَضْرَتْ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ زَاهِدْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

(الف) حضرت مولانا محمد زاہدؒ نے خرقہ ارادت حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے مبارک ہاتھوں سے پہنا اوراُن کی توجہات عالیہ کی سعادات وبرکات سے بہرہ اندوز ہوکر مرتبۂ خلافت پر فائز ہوئے۔یکم ربیع الاول کی رات کوداعی اجل کو لبیک کہا۔ (سیداکبرعلی شاہ دہلویؒ)

(ب) جب خواجہ احرارؒ کے ارشاد کا آوازہ آپؒ کے کان میں پہنچا تو حصار سے سمرقند کی طرف روانہ ہوئے اورسمرقند میں پہنچ کر محلّہ وانسرا میں اترے۔محلّہ وانسرا سے حضرت خواجہ احرار کا مسکن تین کوس پر تھا۔حضرت کو بذریعہ کشف معلوم ہوگیا کہ مولانا زاہدؒ ہماری ملاقات کے لئے آرہے ہیں۔آپ کے دل میں آیا کہ مولانا کے استقبال کے لئے نکلیں۔عین دوپہر کے وقت آپ نے فرمایا کہ سواری کا اونٹ لاؤ۔آپ اس پر سوار ہوگئے۔ تمام مریدین ساتھ تھے۔کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں جارہے ہیں۔آپ نے اونٹ کواُس کے حال پرچھوڑ دیا کہ جہاں چاہے چلا جائے۔جب حضرت خواجہ احرار،مولانا کی قیامگاہ پر پہنچے تو اونٹ خود بخود رُک گیا اور حضرت اتر پڑے۔مولانا کو حضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار دوڑے آئے اور حضرت کا استقبال کیا اورآپ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔مولانا نے خلوت میں اپنی واردات اور معاملات ومقامات حضرت کے آگے پیش کئے اور بیعت کی خواہش کی۔حضرت نے آپ کو بیعت کرکے اسی مجلس میں درجہ تکمیل تک پہنچا دیا۔اورخلافت عطا کرکے وہیں سے رخصت کردیا۔یہ دیکھ کر حضرت کے بعض اصحاب آتش غیرت میں جلنے لگے کہ مولانا محمد زاہد کو آپ نے پہلی ہی صحبت میں خلافت عطا فرمادی۔حالاں کہ ہم برسوں سے آپ کی

خدمت کر رہے ہیں مگر ہم پر یہ عنایت نہیں فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ مولانا محمد زاہد چراغ، تیل اور بتی تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے۔ ہم نے اس کو صرف روشن کر کے رخصت کر دیا۔ یہ معاملہ حضرت خواجہ کے تصرّف عظیم اور مولانا محمد زاہد کے کمال استعداد و قابلیت پر دلالت کرتا ہے۔ آپ قدس سرہٗ کا وصال موضع وخش میں غرّہ ربیع الاوّل سن نوسو چھتیس ہجری (۹۳۶ھ) میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۱۵۸،۱۵۹ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضُرَتُ خَوَاجَهُ دُرُوِیُش مُحَمَّدُ رَحُمَةُ اللّٰهِ عَلَیُهِ

(الف) حضرت خواجہ درویش محمدؒ نے اپنے خالو مولانا محمد زاہدؒ سے طریقت وخلافت حاصل کی۔ اَلُمَوُتُ جُسُرُ تُوُصِلُ الُحَبِیُبَ اِلَی الُحَبِیُبِ۔ (موت ایک ایسا پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے) کے مصداق جمعرات کے دن انیس محرم الحرام سن نوسو ستر ہجری (۹۷۰ھ) کو خالقِ حقیقی سے واصل ہوئے۔ مزار مبارک شہر سبز کے مضافات میں واقع موضع اسقرار میں منبعِ فیوض و برکات ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ بیعت سے پندرہ سال پہلے زہد و ریاضت میں مشغول رہے اور تجرید وتفرید کی حالت میں بے خور و خواب ویرانوں میں اوقات بسر کرتے تھے۔ ایک روز بھوک کی شدت میں آسمان کی طرف منہ اٹھایا تو اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اگر صبر وقناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد کی خدمت میں جاؤ۔ وہ تم کو صبر وقناعت سکھا دیں گے۔ یہ سن کر حضرت مولانا موصوف، خواجہ ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درجۂ تکمیل کو پہنچے اور ان کے ارتحال کے بعد ان کے مستقل نائب ہو گئے۔ ورع وتقویٰ، عمل بہ عزیمت اور حفظِ نسبت میں آپ شانِ عظیم رکھتے تھے۔ گم نامی اور اخفاءِ احوال کا بہت التزام کرتے تھے۔ اسی واسطے بچوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے تاکہ کسی کو آپ کے حال وکمال سے آگاہی نہ ہونے پائے۔ ایک روز کسی ترک درویش کا آپ کے شہر میں گزر ہوا۔ اس نے کہا کہ یہاں ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے اور مولانا موصوف کی طرف اشارہ کیا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۱۵۹ تالیف: علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضُرَتُ مَوُلَانَا خَوَاجَه اَمُکِینگی رَحُمَةُ اللّٰهِ عَلَیُهِ

(الف) حضرت مولانا خواجہ امکینگیؒ نے خرقہ ارادت اپنے والد ماجد خواجہ درویش کے دستِ مبارک سے

پہنا۔آپ کو **طریقہ شریفہ نقشبندیہ** کے آداب وشرائط کا انتہائی التزام تھا۔خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کے طریقہ مبارکہ پر قدم پیا تھے۔بائیس شعبان سن ایک ہزار نو ہجری (۱۰۰۹ھ) تقریباً نوے سال کی عمر میں رحمتِ الٰہی سے پیوست ہوئے۔آپ کا مولد ومرقد قریہ امکنہ ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) نصیحت آموز واقعہ: ایک درویش جو حضرت مولانا کا مرید تھا ناقل ہے کہ ایک رات حضرت کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔میں بھی دیگر خدام کے ساتھ ہم رکاب تھا۔میرے پاؤں ننگے تھے۔اتفاقاً ایک کانٹا چبھا جس سے میں بیقرار ہو گیا۔مجھے خیال آیا کہ اگر حضرت مجھ کو پاپوش عنایت فرماتے تو کیا اچھا ہوتا۔حضرت نے اس خیال سے آگاہ ہو کر فرمایا: ''جب تک پاؤں میں کانٹا نہیں چبھتا تو پھول ہاتھ نہیں آتا''۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص: ۱۵۹ تالیف: علّامہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضْرَتْ خَوَاجَهْ بَاقِیْ بِاللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

(الف) حضرت خواجہ باقی باللہ سمرقندی الاصل ہیں۔ولادت باسعادت کابل (افغانستان) میں ہوئی۔والد کی جانب سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ کے جدِّ مادری شیخ محمد عمر یاغستانیؒ سے جا ملتا ہے۔ظاہری علوم کی تحصیل مولانا صادق حلوائی سے کی اور خواجہ عبیداللہ احرار کی روحانی تربیت کے طفیل باطنی کمالات ومدارج پر فائز ہوئے۔ایک بشارت کی تعمیل میں خواجہ امکنگیؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ تین ماہ تک حضرت خواجہ ممدوح کے فیوضات وبرکات سے مستفیض ہوتے رہے۔بعد ازاں دہلی ہندوستان تشریف لے گئے اور سلوک ومعرفت کے متلاشیوں کا مرجع قرار پائے۔چالیس سال کی عمر میں سنیچر کے دن پانچ جمادی الاخریٰ سن ایک ہزار بارہ ہجری (۱۰۱۲ھ) کو اس دارِ ناپائیدار سے دار القرار کو کوچ کیا اور دہلی میں آسودۂ رحمتِ الٰہی ہوئے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) ☆ سترِ احوال، دیدِ قصور، عزلت نشینی اور گم نامی آپؒ کا شیوہ تھا۔سادات اور علماء کی تعظیم میں مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔تمام امور میں آپ کا عمل عزیمت واَولیٰ پر تھا۔سماع ورقص ووجد کو آپ کے ہاں دخل نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز ایک درویش نے آپ کے حضور میں باآواز بلند پکار کر کہا ''**اللّٰہ**''، تو آپ نے فرمایا کہ اس کو کہہ دو کہ ہماری مجلس کے آداب ملحوظ رکھ کر ہمارے پاس آیا کرے۔

☆ **آپ کا ارشادِ گرامی ہے:** ''ہمارے طریقے کا دارومدار تین باتوں پر ہے۔ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا۔ دوام آگاہی اور عبادت۔ اگر کسی شخص کی ان تینوں چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل وفتور واقع ہو جائے تو وہ ہمارے طریقے سے خارج ہے۔ ہم غربت کے بعد دولت اور قبول کے بعد ردّ سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں''۔

☆ آپ کے دو صاحبزادے خواجہ عبیداللہ المعروف خواجہ کلاں اور خواجہ عبداللہ المعروف خواجہ خورد طریقت ومعرفت کے آفتاب وماہتاب تھے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۱۸۵،۱۷۴ تالیف: علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

اِمَامِ رَبَّانِیُ مُجَدِّدِالَفُ ثَانِیُ حَضُرَتُ شَیُخ اَحُمَد فَارُوقِیُ سَرُهَندِیُ رَحُمَةُ اللّٰهِ عَلَیُهِ

(الف) حضرت مجدّ دالف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی فروع میں حنفی المذہب اور عقائد میں مجتہد تھے۔ اپنے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اور کئی اور علماء کرام سے بعض علوم کی تحصیل کی۔ اس کے بعد سیالکوٹ میں مولانا کمال کاشمیریؒ سے کتب معقولات اور شیخ یعقوب کاشمیریؒ سے کتب حدیث کی تحصیل کی۔ نیز قاضی بہلول بدخشانیؒ سے بعض تفاسیر واحادیث وغیرہ کی اجازت حاصل کی۔ کتبِ اَخلاق اور بیشتر سلاسلِ صوفیہ کی سند واجازت اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالاحد فاروقیؒ سے پائی۔ سلسلۂ نقشبندیہ کے فیوض وبرکات کا استفادہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کر کے مدارجِ بلند اور مراتبِ ارجمند پر فائز ہوئے۔ حضرت خواجہ ممدوح آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے'' شیخ احمد آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے سائے میں گم ہیں۔ آج زیرِ آسمان ان جیسا کوئی نہیں۔'' آپ کے خوارق وکرامات حدِ شمار سے باہر ہیں۔ جب آپ کی عمر شریف حضورِ اقدس ﷺ کی عمر مبارک (یعنی تریسٹھ سال) کو پہنچی تو منگل کے دن ستائیس صفر سن ایک ہزار چونتیس ہجری (۱۰۳۴ھ) کو اس دارِ فانی سے دارِ باقی کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک سرہند شریف میں مطلع فیوض وانوار اور منبعِ کرامات وبرکات ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ اپنے چالیسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں: ''اس سیر وسلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے۔ جو آفاقی اور انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے۔ اور یہ اخلاص شریعت کے اجزا میں سے ایک جزو

ہے۔ کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں علم و عمل واخلاص۔ پس طریقت وحقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کے لئے شریعت کے خادم ہیں۔ اصل مقصود تو یہی ہے (یعنی شریعت کی پابندی)۔ مگر ہر ایک کا فہم یہاں تک پہنچ نہیں پاتا۔ اکثر اہلِ جہان اپنے خواب وخیال کی دنیا میں آسودہ ہیں۔ اور اخروٹ اور منقیٰ (یعنی بیہودہ اور نکمی باتوں) پر کفایت کیے ہوئے ہیں۔ وہ شریعت کے کمالات کو کیا جانتے ہیں۔ اور انہیں حقیقت وطریقت کا کیا پتہ ہے۔ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز سمجھتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ صوفیہ کی بیہودہ باتوں پر مغرور اور احوال ومقامات پر فریفتہ ہیں۔ **هَدَا هُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ سَوَاءَ الطَّرِيْقِ وَ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.** اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت دے اور ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔‘‘

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ حصہ اول و دفتر اول (در المعرفت) ترتیب حضرت مولانا یار محمد الجدید البدخشیؒ)

(ج) بارگاہِ مجددیؒ میں علّامہ اقبالؒ کا نذرانۂ عقیدت

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے — اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — اس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرارؒ
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(بالِ جبریل)

عُرْوَةُ الْوُثْقٰى حَضْرَتْ خَوَاجَهْ مُحَمَّدْ مَعْصُوْم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

(الف) حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندیؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں توحیدِ وجودی کے بارے میں گفتگو فرماتے تھے۔ ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ سولہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل کر لی۔ گیارہ سال کی عمر میں ذکر ومراقبہ کا طریقہ اپنے والد بزرگوار سے اخذ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی فرمایا کرتے: ’’نسبتوں کے حصول میں محمد معصوم کا حال (مشہور فقہی کتاب) شرح وقایہ کے مصنّف کی مانند ہے۔ وہ شرح وِقایہ کا جس قدر حصہ تالیف فرماتے ان کا پوتا اسے زبانی حفظ کر لیتا‘‘۔ حضرت

مجدّ دالف ثانی کے طریقہ کی فروغ وترویج آپ کی بدولت ہوئی۔ منگل کے دن نو ربیع الاول سن ایک ہزار تہتر ہجری (۱۰۷۳ھ) کو شربتِ وصال نوش کیا۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) ☆ آپ کے والد امجد حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ محمد معصوم کی آمد ہمارے واسطے بہت مبارک ثابت ہوئی کیونکہ ان کی پیدائش کے چند ماہ بعد ہم حضرت خواجہ محمد باقی باللہؒ کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور ان کی خدمت میں جو دیکھا سو دیکھا۔

☆ **کرامت:** ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا اور لوگوں کو اس شعبدہ سے فریفتہ کرتا تھا۔ جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ کو غیرت وجلال نے آلیا اور بہت سی آگ روشن کی اور ساتھ ہی یہ آیت قرآنی یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْدًاوَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ (اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا) پڑھ کر دم کی اور پھر ایک شخص سے فرمایا کہ اس میں بیٹھ کر ذکر کر۔ چنانچہ وہ آگ میں بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہوا اور آگ اس پر گلزار ہو گئی۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۲۶۳،۲۷۱،۲۸۴ تالیف: علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

☆ **آپ کے دو اہم ارشادات:** اے بھائی! ناجنس اور مخالفِ طریقہ آدمی کی صحبت سے پرہیز کر اور بدعتی کی مجلسوں سے بھاگ۔ حضرت یحیٰی معاذ رازی فرماتے ہیں: ''تو تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کر: غافل علماء، مداہنت کرنے والے قاری، اور جاہل صوفی۔'' ☆ جو شخص کہ شیخی کی مسند پر بیٹھا ہے۔ اور اس کا عمل جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کے موافق نہیں اور وہ زیورِ شریعت سے آراستہ نہیں۔ پناہ ہزار پناہ اس سے دور رہ۔ بلکہ اس شہر میں نہ رہ جہاں وہ رہتا ہے۔ مبادا کہ زمانہ گزرنے پر تیرے دل میں اس کی طرف میلان پیدا ہو جائے اور وہ تیرے کارخانہ میں خلل ڈال دے۔ کیونکہ وہ مقتدا بننے کے لائق نہیں۔ وہ پوشیدہ چور ہے اور شیطان کا جال ہے۔ اگرچہ تو اس سے طرح طرح کے خوارق دیکھے اور بظاہر دنیا سے بے تعلق پائے تو اس کی صحبت سے اس سے بھی بڑھ کر بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔

(مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی جلد دوم مکتوب: ۱۱۰)

سُلْطَانُ الْاَوْلِیَاءِ حَضْرَتْ شَیْخ سَیْفُ الدِّیْن رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

(الف) حضرت شیخ سیف الدینؒ، قیوم زمان حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ ابن حضرت مجدد الف ثانیؒ

کے فرزندِ پنجم ہیں۔ ولادت سن ایک ہزار پچپن ہجری (۱۰۵۵ھ) کو ہوئی۔ باطنی نسبت اپنے والد ماجد سے اخذ کی۔ آغازِ شباب میں کامل اکمل ہوئے۔ آپ کو شریعتِ محمدی عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفِ الصَّلٰوٰتُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ کی نشر و اشاعت اور مجددی سلسلے کی ترویج و فروغ میں نہایت اہتمام تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تبلیغ فرماتے تھے۔ پینتالیس سال کی عمر میں بیس جمادی الاخریٰ سن ایک ہزار پچانوے (۱۰۹۵ھ) کو داعی اجل کی پکار پر لبیک کہا۔ آپ کا روضہ مبارک آپ کے جدِّ امجد کے روضہ مبارک کے متصل سرہند شریف میں موردِ فیض و برکت ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ کی ایک مشہور کرامت: آپ کا ایک مرید صوفی پایندہ محمد کابل سے عراق کی طرف جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک رافضی سے ملا۔ رافضی نے حضرات شیخین **رَضِی اللّٰہ تعالی عَنہما** کو گالیاں دیں۔ صوفی موصوف نے طیش میں آ کر اسے قتل کر دیا۔ لیکن بعد میں وہ ڈرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے ہمراہی آ کر مجھے تنگ کریں۔ ابھی اسی خیال میں تھا کہ اچانک ایک برقعہ پوش سوار نمودار ہوا اور اس نے عصا سے اس رافضی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کسی قسم کا اندیشہ نہ کر کیونکہ میں نے اس کو گدھے کی صورت میں تبدیل کر دیا ہے۔ صوفی نے جب رافضی کی لاش کی طرف نظر دوڑائی تو اسے گدھے کی شکل میں پایا۔ تو پھر اس نے سوار سے دیدار کی التماس کی۔ جب سوار نے برقعہ اٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ آپ حضرت شیخ سیف الدین ہیں۔ جب اس رافضی کے ہمراہی آئے تو انہوں نے گھوڑے کو خالی پا کر جوش و خروش کیا لیکن جب اس کی لاش کو گدھے کی صورت میں دیکھا تو شرمندہ ہو کر اسے دفن کر دیا اور کچھ نہ کہا۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۲۹۱ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حضرت حَافِظُ مُحَمَّدُ مُحْسِنُ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(الف) حضرت خواجہ حافظ محمد محسنؒ اولیاءِ کرام میں سے ہیں۔ ہزاروں لوگوں نے آپ سے باطنی استفاضہ کیا۔ سن ایک ہزار انیس ہجری (۱۱۱۹ھ) میں وصالِ محبوب لا یزال سے ہم کنار ہوئے۔ مزارِ پر انوار کشمیر میں مرجعِ خلائق ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک روز ہم اپنے پیر حضرت حافظ محمد محسن کے مزار کی زیارت کے لئے گئے۔ ہم نے واقعہ میں دیکھا کہ بدن شریف اور کفن درست ہے مگر پاؤں کے تلوے

کے چہرے اور کفن کے اُس حصہ میں خاک نے اثر کیا ہوا ہے۔ وجہ دریافت کی گئی تو حضرت حافظ صاحب ممدوح نے فرمایا کہ تمہیں اس امر کا علم ہوگا کہ ہم نے کسی غیر شخص کا پتھر اس کی اجازت کے بغیر وضو کی جگہ رکھ لیا تھا اور ارادہ یہ تھا کہ مالک جب آئے گا اس کے حوالہ کر دیں گے۔ ہم نے ایک بار اس پتھر پر اپنا قدم رکھا تھا۔ اُس عمل کی نحوست سے مٹی نے اثر کیا ہے۔ بے شک جس کا قدم تقویٰ میں آگے ہے اس کا قرب و ولایت بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۲۹۷ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضرَتْ سَیِّدُ نُورُ مُحَمَّدُ بَدَایُوْنِیُ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(الف) حضرت سیّد نور محمد بدایونی ؒ کو حضرت شیخ سیف الدین ابنِ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہما کی جانب سے خلافت کی سعادت ارزانی ہوئی اور حضرت خواجہ حافظ محمد محسنؒ سے کسب فیوضات کیئے اور عظیم روحانی کیفیات اور باطنی کمالات سے سرفراز ہوئے۔ آپ پر اس قدر استغراق و سرشاری کا غلبہ رہتا تھا کہ نمازوں کے اوقات کے بغیر ہوش میں نہ آتے۔ شریعت پر عمل کا اس قدر اہتمام تھا کہ ایک دفعہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت دایاں قدم پہلے رکھا تو تین دن تک فیضِ باطن رک گیا اور بکثرت توبہ و استغفار کرنے سے انسدادِ فیض کی کیفیت رفع ہوئی۔ گیارہ ذوالقعدہ سن ایک ہزار ایک سو پینتیس ہجری (۱۱۳۵ھ) کو اس دارِ ناپائیدار سے دارالقرار کو رحلت فرمائی۔ آخری آرام گاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی دہلویؒ کے جوار میں استفادۂ خلائق کا مرکز ہے۔ (اللہ تعالیٰ ان سب ممدوحین بزرگوں پر رحمت فرمائے)۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) حسنِ معاملت: ایک دفعہ آپ کی قیامگاہ کے قریب ایک بھنگ فروش نے دوکان کھولی۔ آپ نے فرمایا کہ بھنگ کی ظلمت نے ہماری باطنی نسبت کو مکدّر کر دیا ہے۔ یہ سن کر آپ کے ارادت مندوں نے اس پر سختی کی اور دُکان خراب کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ نسبتِ باطنی اب پہلے سے زیادہ مکدّر ہوگئی ہے کیونکہ خلافِ شرع احتساب وقوع میں آیا ہے۔ پہلے نرمی سے اسے توبہ کرانی چاہیے تھی۔ اگر وہ تائب نہ ہوتا تو سختی سے منع کرتے۔ پس آپ نے اسے تلاش کر کے بلوایا اور مریدوں کی جرأت کی معافی مانگی اور بڑی نرمی سے فرمایا کہ خلاف شرع پیشہ اچھا نہیں۔ کوئی مباح پیشہ اختیار کرنا چاہیے۔ وہ یہ دیکھ کر تائب ہوگیا اور داخلِ طریق ہوگیا۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۲۹۶ تالیف علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

حَضرَتْ خَواجۂ شَمسُ الدِّین حَبِیبُ اللّٰہِ حَضرَتْ مِیرزَا مَظْھَر جَانِ جَانَانْ شَہِیدْ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(الف) حضرت مرزا مظہر جانِ جانان اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی کے دست حق پرست پر بیعت اور سعادت مصافحہ سے شرف یاب ہوئے اور آخر میں شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد سنامیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر شروع سے آخر تک مجدّدی احمدی نسبت کی تکمیل کی۔ ایک دن حضرت خواجہ محمد عابد ممدوح نے حضرت مرزا صاحب موصوف سے فرمایا ''آپ کی تمام معلومات و بشارات صحیح ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو حضور اقدس ﷺ کی مہر مبارک سے ان کی تسجیل و تصدیق (Verification) کرادوں''۔ نویں اور دسویں محرم الحرام کی درمیانی رات سن ایک ہزار ایک سو پچانوے ہجری (۱۱۹۵ھ) کو شربتِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ کی تاریخِ وفات اس رباعی سے ظاہر ہے۔

ہست حدیثے از پیغمبر صلّے اللہ علیہ الاکبر
عاش حمیدًا مات شہیدًا سال وفات مرزا مظہر

ترجمہ

ہے یہ حدیثِ پاک پیمبر صلّے اللہ علیہ الاکبر
عاش حمیدًا مات شہیدًا سالِ وفات مرزا مظہر

(مرشد بابا)

آپ کا مزار مبارک آپ کی اپنی خانقاہ شریف (واقع چتلی قبر) دہلی شاہ جہان آباد میں مرجع خلائق ہے۔
(سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ علوی سیّد ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد امرائے نامدار میں سے تھے اور تیموری سلاطین سے قرابت رکھتے تھے۔ آپ کا میلان دنیا کی طرف نہیں تھا۔ عشق ومحبت و ذوق وشوقِ خداوندی سے سرشار تھے۔ ظاہری علوم میں آپ کو کامل دستگاہ حاصل تھی۔ آپ کا ایک دیوان فارسی میں ہے جبکہ کئی اردو غزلیں بھی آپ نے کہی ہیں۔ شعر فہمی میں نہایت با کمال تھے۔ ''**خریطۂ جواھر**'' کے نام سے بعض اساتذہ کے منتخب اشعار کا مجموعہ

بھی آپ کی یادگار تالیف ہے۔ نازک الطبع اور ظریف الطبع تھے۔ پہلے پہل سید نور محمد بدایونی کے مرید ہوئے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ پھر حافظ سعد اللہ، سید محمد عابد اور حاجی محمد افضل **رحمۃ اللہ علیہم** سے ارادت ہوئی اور فیوضات حاصل کئے۔ آپ نہایت صاحبِ کشف و کرامت تھے اور مولانا فخر الدین چشتی اور خواجہ میر درد آپ کے معاصر تھے۔

کرامت: ☆ آپ کا ایک مرید عظیم آباد گیا تھا اس کے بھائی نے آکر کہا کہ سنا ہے کہ وہ قید ہو گیا ہے۔ آپ اس کی رہائی کی دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ قید نہیں ہوا کل اس کا خط آئے گا جو اس نے بھیجا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ آپ نے کہا تھا ویسا ہوا۔ ☆ ایک بڈھے نے آکر کہا کہ میں دیکھنے آیا ہوں کہ طنطنۂ جانان رحمانی ہے یا شیطانی؟ آپ کو غصہ آگیا اور تیز نظر سے اس کی طرف دیکھا اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور اس نے با آوازِ بلند کہا کہ میں نے توبہ کی۔ خدا کے واسطے مجھے معاف کیجیے۔ جب اس نے خدا کا واسطہ دیا تو آپ نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر اٹھایا۔ ☆ آپ کو شہادت کی آرزو تھی۔ چنانچہ سن ایک ہزار ایک سو پچانوے ہجری (۱۱۹۵ھ) میں کسی شیعہ نے آپ کو قرابین چھوڑ کر مار دیا جس سے آپ دو روز تکلیف میں لوٹ پوٹ رہے اور یہ شعر پڑھتے رہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن   خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

ترجمہ

بنا کی خاک وخوں میں لوٹنے کی رسم کیا اچھی   سدا ان عاشقانِ سادہ پر رحمت ہو مولیٰ کی

(مرشد بابا)

شاہ وقت نے کہلا بھیجا کہ آپ قاتل کا پتہ بتائیں تا کہ ہم اس کو سزا دیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ مردہ کا مارنا گناہ نہیں کیونکہ میں پہلے سے مرا ہوا ہوں۔ اگر قاتل مل بھی جائے تو اسے سزا نہ دی جائے۔ آپ نے نو محرم کو جام شہادت نوش کیا۔ آپ کا مزار مبارک خانقاہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے جو ترکمان دروازہ سے چتلی قبر آتے ہوئے داہنی طرف واقع ہے۔

(مزارات اولیاءِ دہلی حصہ دوم ص:۱۹،۲۰ تالیف: مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلویؒ)

مُجَدِّدْمِائَۃُ الثّٰلِثِ وَ الْعَشَرْ نَائِبِ خَیْرُ الْبَشَرْ ﷺ خَلِیْفَۂِ خُدَا مُرَوِّجِ شَرِیْعَتِ مُصْطَفٰی ﷺ حَضْرَتْ مَوْلَانَا عَبْدُاللّٰہِ الْمَعْرُوْفِ بَشَاہِ غُلَامْ عَلِیْ دِھْلَوِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(الف) حضرت قبلہ غلام علی شاہ صاحب شیرِ خدا حضرت علی المرتضٰی کی اولاد میں سے ہیں۔صوبہ پنجاب کے موضع بنگالہ میں سن گیارہ سواٹھاون ہجری (۱۱۵۸ھ) میں آپ کی ولادت ہوئی۔اٹھارہ سال کی عمر میں سن گیارہ سو چوہتر ہجری (۱۱۷۴ھ) کوحضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوکر فیوضِ باطنی سے مستفیض ہوئے اور پندرہ سال مسلسل حضرت ممدوح کی صحبت میں رہ کرسلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کے تمام مقامات طے کیے۔آپ کے سراپا فیوض وبرکات کوائف واحوال آفتابِ نصف النھار سے بڑھ کرروشن ہیں۔دور دراز کے خطوں اور علاقوں کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگ آپ کے حضورِصحبت کے طفیل مرتبہ کمال وتکمیل پر فائز ہوئے۔آپ کا ایک ملفوظ شریف ہے"طریقۂ مجددیہ میں فیض کے چار دریا جمع ہیں۔دریائے نقشبندیہ، دریائے قادریہ، دریائے چشتیہ اوردریائے سہروردیہ۔"

آپ کا یہ الہام بہت مشہور ہے: "ایک دن میں نے کہا "**یَا شَیْخ عَبْدَالْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئاً لِلّٰہِ**"۔ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی خدا کے لئے میری مدد فرمایئے"۔تو غیب سے ندا آئی کہ اس طرح کہو "**یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ شَیْئاً لِلّٰہِ**"۔ "اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کررحم کرنے والے!اپنی اُلوھیّت وربوبیّت کے طفیل میری مدد فرمایئے"۔اتوار کے روز بائیس صفر سن ایک ہزار دوسو بیالیس ہجری (۱۲۴۲ھ) میں اس دارِ ناپائیدار کوالوداع کہا۔مزار مبارک آپ سے منسوب خانقاہ (شاہ غلام علی شاہ دہلوی) میں مہبط انوارِالٰہی ہے۔ مندرجہ ذیل شعر سے آپ کا سالِ ولادت وحیات ووفات ایک ساتھ ثابت ہے۔

سالِ تولید وحیات وفوت آں سلطانِ پاک   مظہرِ جود و امامِ مظہرِ یزدانِ پاک

۱۲۴۲ھ

(سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد ماجد نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کوخواب میں

دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے کا نام علی رکھنا۔ چنانچہ تولّد کے بعد آپ کا نام علی ہی رکھا لیکن جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو پاس ادب آپ نے اپنا نام غلام علی مشہور کیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام عبدالقادر رکھنا۔ یہ بزرگ شاید حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ کے چچا نے جنھوں نے ایک مہینہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا آپ کا نام بحکم رسول اللہ ﷺ عبداللہ رکھا۔☆ آپ کو ہمیشہ شہادت کی آرزو رہی۔

آپ کا یہ ارشاد مبارک نہایت قابلِ غور وفکر ہے: آدمی چار قسم کے ہیں: نامرد، مرد، جوانمرد اور فرد۔ دنیا کا طالب نامرد ہے، عقبیٰ کا طالب مرد، عقبیٰ اور مولیٰ کا طالب جوانمرد اور مولیٰ کا طالب فرد ہے۔

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص:۳۱۹، ۳۳۱ تالیف: علاّمہ محمد نور بخش توکلیؒ)

غَوۡثِ اَوَان قُطۡبِ زَمَان حَضۡرَتۡ شَاہِ اَبُوۡ سَعِیۡدِ اَحۡمَدِیۡ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ

(الف) حضرت شاہ ابوسعید حضرت امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ ذوالقعدہ سن ایک ہزار ایک سو چھیانوے ہجری (۱۱۹۶ھ) کو آپ کی ولادت مصطفےٰ آباد رام پور شہر میں ہوئی۔ تاریخ ولادت ''حافظ وعالم ولی بادا'' سے ظاہر ہے۔ حافظ، قاری، حاجی اور محدث تھے۔ پہلے پہل سلسلہ مجددیہ زبیریہ کے خلیفہ حضرت شیخ درگاہی علیہ الرحمۃ سے کسبِ نسبت کی۔ بعد ازاں حضرت شاہ غلام علی شاہ سے تعلق جوڑا۔ حضرت شاہ صاحب موصوف نے ان کو اپنا جانشین بنایا۔ مشرق ومغرب کے عامۃ النّاس آپ کی جانب رجوع ہوئے۔ اپنے شیخ بزرگوار کی وفات کے دس سال بعد فریضۂ حج کی ادائیگی اور زیارتِ حرمین الشریفین کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر عید الفطر کے دن سن ایک ہزار دو سو پچاس ہجری (۱۲۵۰ھ) کو بحالتِ سفر رحمتِ خداوندی سے واصل ہوئے۔ آپ کا تابوت شریف ٹونک سے دہلی منتقل کیا گیا اور اپنے پیر ومرشد کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔

تاریخ وفات بزبانِ عربی ''یُنَوِّرُ اللّٰہُ مَضۡجَعَہٗ'' سے ظاہر ہے جبکہ بزبانِ فارسی مولوی حافظ خلیل احمد مضطرب یحیوی مجددی کا تحریر فرمودہ یہ قطعہ آپ کی تاریخِ وفات پر دالّ ہے۔

امام مرشدِ ما شاہ ابوسعید سعید | بروز عید چوں شد واصلِ جناب خدا
دلِ شکستہ و مغموم گفت تاریخش | ستونِ محکمِ دینِ نبی فتادہ زِ پا

۱۲۵۰ھ

ترجمہ

وہ بوسعید کہ تھے ہادیِ طریقِ صفا | بروز عید ہوئے حاضرِ حضورِ خدا
دلِ شکستہ و مغموم نے کہی تاریخ | ستونِ محکمِ دینِ نبی فتادہ زِ پا

۱۲۵۰ھ (مرشد بابا)

(ب) آپ کا اسمِ گرامی زکیُّ القدر تھا جیسا کہ انساب الطاہرین میں ہے۔ کنیت ابوسعید ہے اور آپ کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت دوسری ذی القعدہ ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۷۸۲ء کو ریاست رام پور میں ہوئی۔ ''حافظ و عالم و ولی بادا'' سے سال ولادت ظاہر ہے۔ اور وفات حجاز مقدس سے واپسی پر بہ روز شنبہ یکم شوال ۱۲۵۰ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۸۳۵ء ریاست ٹونک میں ہوئی۔ مولوی خلیل الرحمان قاضی ٹونک نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نواب صاحب اور علماء و عمائدین اور اہالی شہر حاضر تھے۔ فرزندِ دوم شاہ عبدالغنی آپ کے ساتھ تھے وہ آپ کے تابوت کو دِلّی لائے۔ اَنسابُ الطاہرین میں ہے کہ شاہ احمد سعید صاحبؒ نے تابوت شریف منگوایا تھا۔

مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ میں ہے کہ چالیس دن کے بعد جب آپ کو تابوت سے نکالا' معلوم ہو رہا تھا کہ ابھی غسل دیا گیا ہے کوئی تغیر نہیں ہوا تھا آپ کے نیچے روئی بچھائی تھی وہ نہایت معطّر تھی۔ لوگ اس کو تبرکاً لے گئے۔ آپ کے وصال کی تاریخ مولوی حافظ خلیل احمد مضطرب یحیوی مجددی نے حسب ذیل کہی ہے۔

آپؒ کی عمر شریف قمری حساب سے ۵۳ سال' ۱۰ ماہ' ۲۸ دن اور شمسی حساب سے ۵۲ سال' ۳ ماہ' ۲۲ دن کی ہوئی۔ آپ نے دس سال کی عمر میں قران مجید حفظ کیا اور قاری نسیم احمد سے فنِ تجوید حاصل کیا' آپ کی ترتیل و خوش الحانی مشہور تھی۔ اوائل عمر میں ضیاء النبی مجددی کے ساتھ لکھنو جانا ہوا' وہاں جس مسجد میں آپ نماز پڑھتے تھے اس کے قریب کفایت اللہ مجذوب رہا کرتے تھے اور وہ اکثر اوقات برہنہ ہوا کرتے تھے۔ وہ جب آپ کو دیکھتے سترِ عورت فرماتے۔ کسی نے اُن سے پوچھا۔ کیا بات ہے کہ آپ اس شخص کو دیکھ کر سترِ عورت کرتے

ہیں۔ اُنہوں نے کہا۔ ''وہ وقت آنے والا ہے کہ ان کو منصب ملے گا اور وہ مرجعِ اقارب ہوں گے۔'' مجذوب نے آپ سے کہا۔ ''تحصیل علم سے جلد فارغ ہو' تم سے ارشادِ خلق وابستہ ہے''۔ آپ نے مفتی شرف الدین۔ شاہ رفیع الدین اور اپنے ماموں شاہ سراج احمد سے کتبِ متداولہ پڑھیں۔ اور اپنے ماموں اور اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ غلام علی اور شاہ عبدالعزیز سے حدیث کی سند حاصل کی ہے۔ آپ پہلے اپنے حضرت والد سے بیعت ہوئے۔ اُنہوں نے آپ سے کہا: تمہارا مرغِ ہمّت بلند پرواز ہے۔ لہٰذا اس خاندان کے خلفاء سے تکمیل نسبت کرو۔ چنانچہ آپ حضرت شاہ درگاہی، خلیفہ حضرت شاہ جمال اللہ خلیفہ حضرت قطب الدین خلیفہ حضرت محمد زبیر مجددی قدس اللہ اسرارہم سے بیعت ہوئے۔ بارہ سال تک فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ شاہ درگاہی نے آپ کو خلافت عطا کی اور اپنا جانشین بنایا' وہ آپ پر نہایت مہربان تھے۔ آپ کی طرف لوگوں کا رجوع ہوا۔ جذبہ وشوق کے آثار آپ کے مریدوں میں ظاہر تھے۔ اس کے باوجود جب آپ مکتوبات شریف کا مطالعہ فرماتے تھے۔ کمی کا احساس ہوتا تھا۔ کیونکہ نسبتِ مجددیہ میں یہ باتیں باقی نہیں رہتیں۔ بلکہ حضرات صحابہ رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی طرح افسردگی میں عمر گزرتی ہے۔ اُن کا سماع قرآن مجید' اُن کا حضور نماز اور اُن کا طریقہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہوتا ہے۔ اتفاق سے اس دوران میں آپ کا دِلّی آنا ہوا۔ آپ نے دِلّی سے حضرت قاضی ثناء اللہ کو پانی پت خط لکھا کہ میں آپ سے باطنی استفادہ کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب نے محبت بھرا خط آپ کو لکھا اور آپ کو حضرت شاہ غلام علیؒ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ چناچہ ۱۲۲۵ھ میں آپ نے مشیخت چھوڑ کر حضرت شاہ غلام علیؒ کی غلامی اختیا کی۔ یہ شعر آپ کے حسبِ احوال ہے۔

از برائے سجدۂ عشق آستانے یافتم — سرزمینے بود منظور آسمانے یافتم

شاہ صاحب ممدوح کا باطنی سلسلہ حضرت سیف الدین کو دو واسطوں سے پہنچتا ہے۔ حضرت مرزا جانِ جانان مظہر اور حضرت سید نور محمد بدایونی وسائط ہیں۔

حضرت شاہ ابوسعید صاحب کا نسبی سلسلہ حضرت سیف الدین کے ساتھ ان تین واسطوں سے منسلک ہوتا ہے۔ حضرت شاہ ابوسعید ابن حضرت صفی القدر ابن حضرت عزیز القدر ابن حضرت محمد عیسیٰ ابن حضرت سیف الدین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ۔ اس لئے شاہ صاحب ممدوح آپ کے احوال پر خصوصی عنایات فرمایا کرتے

تھے۔ایک طرف آپ کی حضرت قبلہ شاہ صاحبؒ کے ساتھ سچی محبت اور عقیدت اور دوسری طرف ان کی آپ پر انتہائی عنایت وشفقت۔ لہٰذا سالوں اور مہینوں کے مراحل ہفتوں میں طے ہونے لگے اور کچھ ہی مہینے گزرے تھے کہ حضرتِ مرشد شاہ غلام علی شاہ صاحبؒ نے آپ کو خلافت عنایت کی اور سالکوں کی تسلیک کا معاملہ آپ کے سپرد ہوا۔ شاہ صاحب موصوف کے آخری دور کے دو نامور خلفاء مولانا خالد کردی اور سیّد اسماعیل مدنی نے آپ سے توجہات لی ہیں اور فوائد حاصل کئے ہیں۔

۱۲۳۰ھ میں آپ نے قرآن مجید نمازِ اوّابین میں شاہ صاحب کو سنایا۔ شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا بتاؤ کیا آرزو رکھتے ہو۔آپ نے عرض کی کہ میں آپ کی ضمنیّت کا طلبگار رہوں۔ شاہ صاحب نے فرطِ محبت سے آپ کو اپنے مبارک سینے سے چمٹا لیا اور دیر تک توجہاتِ خاصہ سے سرفراز فرماتے رہے۔ اواسطِ ماہِ جمادی الاولیٰ بارہ سوتینتیس ہجری میں آپ کو منصبِ قیّومیت کی بشارت دی۔

آپ کا قیام لکھنؤ میں تھا کہ شاہ صاحب کی علالت شروع ہوئی۔ شاہ صاحب نے اس دوران میں آپ کو دو خط تحریر فرمائے۔ ایک میں لکھا ہے:

''تعجب است کہ قصدِ آمدن اینجانہ کردہ اند۔ فقیر را بہ حسبِ ظاہر صحت محال، وافسوس کہ شما ایں قدر تاخیر می نمائید ع خوباں دریں معاملہ تاخیر می کنند۔ می بینم کہ منصب آخر مقاماتِ ایں خاندان عالی شان بہ شما متعلق و وابستہ شد و پیشتر ازاں در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما بر چارپائی ما نشستہ اید و قیّومیّت بہ شما عطا کردند''۔	ترجمہ: تعجب ہے کہ آپ نے ادھر آنے کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ فقیر کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق صحت مند ہونا محال لگتا ہے۔ اور افسوس ہے کہ آپ اس قدر دیر کر رہے ہیں۔ ع خوبان ایسے کاموں میں تاخیر ہیں کرتے۔ مجھ پر یہ امر واضح ہے کہ اس عالی شان خاندان کے مدارج و مقامات کا منصب آخر کار آپ کی ہستی سے وابستہ ہو گیا ہے۔ اور اس سے پہلے مجھے اپنی گزشتہ بیماری میں نظر آیا کہ آپ میری چارپائی پر بیٹھے ہیں اور آپ کو قیومیت عطا ہوئی ہے۔

اس خط کے ملنے پر آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے شاہ احمد سعیدؒ صاحب کو اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود اپنے پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ صاحب نے خانقاہ اور مکانات آپ کے سپرد کئے اور آپ کو اپنا

جانشین بنایا۔شاہ صاحب کی وفات دوصفرسن بارہ سو چالیس ہجری (۱۲۴۰ھ) میں ہوئی۔آپ نو سال تین مہینے ان کے مسندِ ارشاد پر بیٹھے اور جمادی الآخریٰ سن بارہ سوانچاس ہجری (۱۲۴۹ھ) میں اپنے دوسرے صاحبزادہ شاہ عبدالغنی کو لے کرحج کے لئے روانہ ہوئے۔حج اورزیارت سے مشرف ہوکر دلّی تشریف لارہے تھے کہ ٹونک میں آپ کی وفات ہوئی۔رَحِمَہُ اللّٰہُ

(مستفاد از: مقاماتِ خیر ص:۷۰ تا ۷۳ تصنیف: حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ)

(ج) تصوف وسلوک میں آپ کا تحریرفرمودہ رسالہ ''ھدایۃ الطّالبین'' طریقہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کا دستورالعمل ہے۔جو آپؒ کے پیرومرشد حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلویؒ کا پسندیدہ ومصدَّقہ ہے۔

غَوْثِ اَوَان مَحْبُوْبِ رَحْمٰن حَافِظِ قُرْاٰنُ وَسِیْلَتُنَااِلَی اللّٰہِ الْمَجِیْدِ حَضْرَتْ شَاہ اَحْمَدْ سَعِیْد اَحْمَدِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(الف) حضرت شاہ احمد سعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت یکم ربیع الاول سن ایک ہزار دوسو بہتر ہجری (۱۲۷۲ھ) مصطفیٰ آباد عرف رام پور میں ہوئی۔دس سال کی عمر میں حضرت قبلہ شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور سلوک اخذ کرنا شروع کیا۔کتب حدیث اور بیشتر کتابیں حضرت قبلہ شاہ صاحب ممدوح سے پڑھیں۔ان میں سے بعض باقاعدہ پڑھیں اور بعض کی صرف سماعت کر کے استفادہ کیا۔بیس سال کی عمر میں عقلی ونقلی علوم سے فارغ ہوکر دستارِفضیلت زیبِ سر کی۔اپنے والد ماجد کے ارتحال کے بعد مسند ارشاد وسجادگی پر فائز ہوئے۔ ماہ محرم سن ایک ہزار دوسو چوہتر ہجری (۱۲۷۴ھ) میں دہلی سے اہل وعیال کے ہمراہ مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی اور اس دیارِ پاک کو اپنا مسکن بنایا اور بلدۂ طیبہ میں سلسلہ عالیہ شریفہ نقشبندیہ کو خوب خوب رواج وفروغ بخشا۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست اقدس سے جام معرفت نوش کیا۔ جب عمر شریف ساٹھ سال کو پہنچی تو شدید تپ اور کثرتِ اسہال سے ایسے بیمار پڑے کہ جانبر نہ ہوسکے۔منگل کے دن ظہر وعصر کے درمیان پندرہ ربیع الاول سن بارہ سوستتر ہجری (۱۲۷۷ھ) کو شربتِ وصالِ خدائے لم یزل ولا یزال نوشِ جان کیا۔ بموجب وصیّت جنت البقیع میں ذوالنُّورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قبہ شریفہ کے پہلو میں بجانبِ قبلہ آسودۂ خاک ہوئے۔

قطعۂ تاریخِ ارتحال

چون شاہ احمد سعید فخرِ کمل ‏ ‏ ‏ رحلت فرمود یافت در خلد محل
پر سند اگر سالِ وفاتش حسرت ‏ ‏ ‏ گو سہ شنبہ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ

قطعۂ تاریخِ ارتحال اردو از مترجم

شاہ سعید احمد کہ تھے شیخ اجل ‏ ‏ ‏ جا بسے جنت میں وہ فخرِ کمل
سالِ وصل مرشد! کوئی پوچھے تو کہہ ‏ ‏ ‏ ہجری بارہ سو ستتر برمحل

(سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

(ب) حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ نے اپنے ایک رسالہ کمالاتِ مظہری (تالیف ۱۲۳۷ھ) میں شاہ احمد سعید احمدی کے بارے میں لکھا ہے:

حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابوسعید بہ	حضرت احمد سعید فرزندِ حضرت ابوسعید علم و
علم وعمل و حفظ قرآن مجید و احوالِ نسبت	عمل، حفظِ قرآنِ مجید اور نسبتِ شریفہ کے
شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود۔	احوال میں اپنے والد ماجد کے قریب ہیں۔

۱۲۴۹ھ میں آپ کے والد بزرگوار جب حج کے لئے روانہ ہوئے تو خانقاہ شریف آپ کے حوالے کی جہاں آپ نے طالبانِ حق کو چوبیس سال سات ماہ تک فیض یاب کیا۔

ہندوستان کے مقتدر علماء نے ان حالات میں جبکہ انگریز دہلی پر چڑھ آئے تھے اور مسلمانوں کے جان و مال کو خطرہ لاحق تھا، مسلمانوں پر جہاد فرض ہونے کی بابت فتویٰ جاری کیا تو اس فتویٰ کے اولین محرک اور دستخط کنندہ حضرت قبلہ شاہ احمد سعید صاحب تھے اور جہاد کا دہلی میں سب سے پہلے چرچا بھی آپ نے کیا اور فتویٰ جہاد پر اپنے دستخط ثبت کئے۔

۱۲۷۴ھ بمطابق ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں بے شمار علماء و مشائخ نے بلادِ اسلامیہ کی طرف ہجرت کی ان میں حضرت شاہ احمد سعیدؒ کا اسمِ گرامی سرِ فہرست ہے۔ ان انتہائی خراب حالات میں بھی آپ چار ماہ تک کامل استقامت کے ساتھ دہلی میں مقیم رہے۔ جب کوئی آپ سے ہجرت کے لئے کہتا تو آپ فرماتے کہ ہم اپنے مشائخِ کرامؒ کی اجازت کے بغیر شہر سے باہر نہیں جاسکتے۔ ان حالات میں آپ اپنے فرزندان و مریدین

کے ہمراہ بادشاہ سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ کے پاس تشریف لے گئے اور کتاب وسنت کے موافق اس کی فہمائش کی۔

آخر استخارہ مسنونہ کے بعد اپنے افرادِ خاندان اور اہل وعیال (جن کی تعداد چالیس تھی) کے ساتھ حرمین شریفین کی طرف ہجرت کے لئے روانہ ہوئے اور راستے کے بے شمار مصائب کے باوجود آپ اپنے خلیفۂ نامدار حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے پاس ان کی خانقاہ موسیٰ زئی شریف تشریف لے گئے۔ حاجی صاحب موصوف نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ چالیس روز وہاں رہے۔ ایک اور قول ڈھائی ماہ کے قیام کا بھی ہے۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ نے خدمت کی انتہا کر دی۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ نے بموقعِ روانگی اپنے تمام مریدین اور خانقاہ دہلی حضرت حاجی صاحب قبلہ کے سپرد کی اور اپنے دستِ خاص سے یہ تحریر بھی ان کو عنایت کی:

''مریدان خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت میدارند بجائے من مقبول بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند بدانند و توجہات از ایشان گرفتہ باشند۔۔۔ و بہ ضمنیت خویش ہم ایشانرا مخصوص گردانیدند وخانقاہ ومکاناتِ محل سرائے خود وتسبیح خانہ حوالہ ایشاں نمودند''

میرے مرید جو ہندوستان وخراسان میں سکونت پذیر ہیں اب میرے خلیفہ مقبول بارگاہِ احد حضرت حاجی دوست محمد صاحب کو میری جگہ پر سمجھیں اور ان سے توجہات حاصل کریں۔۔۔اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہ نے اپنی ضمنیت سے بھی ان کو مخصوص فرمایا اور اپنی خانقاہ اور اپنے رہائشی مکانات اور تسبیح خانہ بھی حاجی صاحب موصوف کے حوالے فرمایا۔

(محمد مظہر: مناقب احمدیہ ومقاماتِ سعیدیہ صفحہ ۲۴۰۔۲۴۱)

حضرت حاجی صاحب قبلہ نے حضرت شاہ احمد سعیدؒ کی موجودگی میں اپنے خلیفہ مولوی رحیم بخش اجمیری ہرصوری (ف ۱۲۸۳ھ) کو اسی وقت خانقاہ شریف (دہلی) جانے کا حکم دیا اور وہ فی الفور روانہ ہوگئے۔

حضرت شاہ احمد سعید دہلویؒ کا جہاز آخر شوال میں جدہ شریف پہنچا۔ آپ نے ۱۲۷۴ھ بمطابق ۱۸۵۸ء کو حج ادا کیا اور ربیع الاول ۱۲۷۵ھ کو مدینہ منورہ میں حاضری دی۔

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے عبدالرشید، عبدالحمید، محمد عمر، محمد مظہر اور ایک صاحبزادی روشن آراء تھیں۔

حضرت شاہ محمد مظہر نے مناقب ومقامات احمد یہ سعید یہ میں آپ کے خلفاء میں سے اسی (۸۰) حضرات کے نام لکھے ہیں۔حضرت شاہ محمد عمر نے ''**انساب الطاهرین**'' میں لکھا ہے کہ سینکڑوں افراد کو آپ نے اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔آپ کے علم ظاہری کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے صاحب سرا لکاملین نے لکھا ہے:

بسیارے از علمائے زماں شاگرد حضرت ایشاں بودند مثل مولوی عبدالقیوم بن مولوی عبدالحی ومولانا محمد نواب ومولوی احمد علی سہارن پوری محدث ومولوی ارشاد حسین مجددی ومولوی فیض الحسن سہارن پوری و مولوی عبدالعلی بن قاری ہاشم وغیرہم	زمانے کے بہت سے علماء آپ کے شاگرد تھے۔ مثلاً مولانا عبدالقیوم بن مولانا عبدالحی ،مولانا محمد نواب،مولانا احمد علی سہارن پوری محدث،مولانا ارشاد حسین مجددی،مولانا فیض الحسن سہارن پوری اور مولانا عبدالعلی بن قاری ہاشم وغیرہم۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ کی تصانیف: (۱) سعید البیان فی مولد سید الانس والجان ﷺ (اردو) مطبوعہ (۲) الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی) (۳) الفوائد الظابطہ فی اثبات الرابطہ (فارسی) (۴) انہار اربعہ (فارسی) مطبوعہ (۵) تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ المسائل الاربعین (فارسی) مطبوعہ (۶) اثبات المولد والقیام (عربی) (۷) **مجموعۂ مکتوبات**: آپ کے تمام مکاتیب تا حال جمع نہیں کیے گئے۔صرف ایک سو سینتیس (۱۳۷) مکاتیب آپ کے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے جمع کیے۔جنہیں جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم نے تحفہ زواریہ کے عنوان سے ۱۳۷۳ھ میں کراچی سے طبع ونشر کیا۔اس مجموعہ شریفہ کے اکثر وبیشتر مکاتیب حضرت قبلہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کے نام ہیں۔

(تلخیص از رشحات عنبریہ تالیف: حضرت شاہ محمد مظہر مجددی مہاجر مدنی بمقدمۂ پروفیسر محمد اقبال مجددی صفحہ ۱۱ تا صفحہ ۱۴)

(ج) خاکسار مترجم مجموعہ فوائدِ عثمانی نے رسالہ اثبات المولد و القیام (عربی) تصنیف حضرت قبلہ شاہ احمد سعید صاحبؒ کے خودنوشت نسخہ مخزونہ کتب خانہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کا عکس جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی کے مفصّل تحقیقی مقدمہ کے ساتھ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۹ء میں اپنے مکتبہ سراجیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف سے طبع ونشر کیا۔

حَاجِیُ الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ مَقْبُوْلِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَ الْمَغْرِبَیْن وَسِیْلَتُنَااِلَی اللّٰہِ الصَّمَدُ حَضْرَتْ حَاجِیْ دُوْسْت مُحَمَّدْ قَنْدَھارِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

(الف) حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ یوسف زئی افغان ہیں۔آپ کی جائے پیدائش قندھار (افغانستان) کی مضافات ہے۔آپ کی (علمی) نشو ونما عراق کے شہروں میں ہوئی۔ظاہری علوم و فنون میں سرآمدِ آفاق تھے۔ابتدائے طفولیت سے فیض وکرامت کے عالمگیر آثار آپ کی جبینِ استقامت پر ہویدا تھے۔خوارق وکرامات اور عزائمِ عبادات میں آپ کی پختگی واستقامت کا آوازہ بادِ صبا سے آگے آگے تھا۔آپ نے سلاسل صوفیہ کی تحصیلِ سلوک سے قبل ہی اپنی قوتِ جذبیہ کی بدولت حقائقِ ملکوتی کے حصار کی تسخیر کی اور خواص وعوام کے ہاں خلیلِ قبولیت کا تاج زیبِ سر کیا اور آفاق میں اورنگِ یکتائی پر فائز ہوکر سربرآوردۂ روزگار ہوئے۔جب کچھ عرصہ بعد ولایت کے فردِ وحید حضرت حافظ شاہ احمد سعید نقشبندی مجددیؒ کے حضورِ صحبت سے مشرف ہوئے اور اپنی استعداد وصلاحیت کی بنا پر اپنے مرشدِ افاضت کیش کے ارشاد کے حسنِ تاثیر کی بدولت تمام مشہور سلاسلِ طریقت میں خلافتِ عظمیٰ سے بہرہ ور ہوکر ہدایتِ عامہ میں سرگرم ہوگئے۔سرعتِ تاثیر میں اور بہ سہولت مدارجِ سلوک طے کرانے میں آپ کی کمال مہارت پر دور ونزدیک کے عامۃ الناس کو اتفاق تھا۔کثرتِ ارشاد میں ضرب المثل تھے۔آپ کا مرقدِ منور کوہ سلیمان (کسے غر) کے دامن میں واقع موضع موسیٰ زئی شریف (ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) میں اپنی بنا کردہ خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔آپ کا سالِ ولادت باسعادت سن بارہ سو سولہ ہجری (۱۲۱۶ھ) ہے۔اتوار اور سوموار کی درمیانی شب کو بائیس شوال المکرّم سن ایک ہزار دو سو چوراسی ہجری (۱۲۸۴ھ) کو اڑسٹھ (٦٨) سال کی عمر میں شربتِ وصال محبوبِ لم یزل ولایزال نوش کیا۔

(سید اکبر علی شاہ دہلوی)

(ب) آپؒ کی وفات پر مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے جو طویل مرثیہ لکھا اس کے آخری شعر سے آپ کے سالِ ولادت اور سالِ وصال ظاہر ہیں۔اُس مرثیے کے آخری پانچ شعر یہاں درج ہیں:

گوہرِ درجِ ولایت قمرِ برجِ ہدایت
داشت در ظلِ حمایت ہر کجا انسے و جانے

مہر یک لمعہ زرایش بحر رشحے ز عطایش
نہ چنانست ثنایش کہ بر آید ز زبانے

سالِ میلادِ سعید وے و تاریخِ وصالش
جُستم از پیرِ خرد دوش بفرخندہ بیانے

در یکے بیت بترتیب چنین گفت و گہر سفت
گہرے کش نتوان یافت قرین در دلِ کانے

بجہان آمد و آراست اقالیمِ جہان را
واز جہان رفت و بفرسود دل و دینِ جہانے

۱۲۱۶ھ　　　　۱۲۸۴ھ

(ج) رسالہ " ذکر السّعیدین فی سیرت الوالدین صفحہ ٤٤ تا ٤٦" **تصنیف: حضرت محمد معصوم نقشبندی مجددیؒ نبیرۂ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی مہاجر مدنی سے ایک اقتباس:**

جناب حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ ، حضرت قبلہ شاہ احمد سعید صاحبؒ کے اسبقِ اصحاب و اکملِ خلفاء میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے مرتب فرمودہ پیر و مرشد ممدوح کے مجموعۂ مکتوبات کے دیباچہ میں جو اپنے باطنی احوال و کوائف تحریر کئے ہیں ان کا اختصار یہاں درج ہے:

"فقیر طالب علمی کے ایام میں محبتِ الٰہی کے جذبے سے سرشار و مغلوب ہو کر شیخِ کامل کی طلب و تلاش میں ایک عالم کے سفر و سیاحت میں رہا۔ کئی مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن تسکینِ قلب حاصل نہیں ہوئی اور اضطراب و بیقراری کی کیفیت برقرار رہی۔ استخارہ کے بعد دہلی کا عزمِ صمیم کیا۔ بندرگاہ بمبئی میں حضرت شاہ ابوسعید نقشبندی مجددیؒ کی پابوسی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ ان دنوں حرمین شریفین کے مبارک سفر کے ارادے سے وہاں تشریف فرما تھے۔ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی لیکن اضطراب کم نہ ہوا بلکہ اس میں زیادت ہوئی یہ کیفیتِ حال حضرت قبلہ ممدوح سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ میں حج و زیارت کو جا رہا ہوں تم میری واپسی تک یہاں رہو یا دہلی جا کر میرے فرزند میاں احمد سعید کی حاضری میں رہ کر توجہ حاصل کرو۔ پھر میں بمبئی سے حضرت قبلہ سے اجازتِ رخصت لے کر دہلی روانہ ہوا۔ راستے میں حضرت قبلہ شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی قُدس سرہٗ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں تم ہمارے خلیفہ ہو۔ اس سے دہلی پہنچنے کا ذوق و شوق اور بھی بڑھ گیا تا کہ جتنا جلد ہو سکے قطبِ دوراں غوثِ زماں شیخی و امامی و استاذی حضرت شاہ احمد سعید صاحب کی حاضری سے سعادت اندوز ہو جاؤں۔ دہلی پہنچ کر آپ کے چہرۂ اقدس پر نظر پڑتے ہی دلی تسکین و

طمانیت ارزانی ہوئی۔ **الحمد اللہ**۔ پھر نئے سرے سے بیعت کی۔ ع

با کریماں کار ہا دشوار نیست

عادت ہے کریموں کی احسان وعطا کرنا

(مرشد بابا)

ایک سال دو ماہ پانچ روز حضرت مرشدی کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس عرصے میں اس ناچیز نالائق کو نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ کے سلاسل شریفہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اپنی ایک دستار، قمیص اور کلاہ کی عنایات کیں اور اجازت نامہ تحریر فرما کر ولایتِ خراسان کو رخصت فرمایا''۔

حضرت مرشد ممدوح نے اجازت نامے میں حضرت حاجی صاحب موصوف کے حق میں یہ کلمات تحریر فرمائے:

فَصَارَ مَجْمَعَ الْاَ نْوَارِ وَ مَعْدَنَ الْبِحَارِ فَاَجَزْ تُهٗ بِاِجَازَ ةٍ مُطْلَقَةٍ لِاِ رْشَادِ الطُّلَّابِ وَاِلْقَاءِ السَّكِيْنَةِ فِیْ قُلُوْبِ الْاَحْبَابِ	جب وہ مجمعِ انوار اور معدن بحار ہو گئے۔ تو پھر میں نے ان کو سلوک و معرفت کے طالبوں کو طریقِ رشد و ہدایت دکھانے اور محبّین کے قلوب میں سکینت و طمانینت کے القاء کرنے کے کی اجازت دی۔

جب وطن پہنچے تو آپ سے اس قدر ارشاد اور طریقہ شریفہ کی نشر و اشاعت ہوئی جو حدِ بیان سے باہر ہے۔ سینکڑوں ہزاروں مریدین اور خلفاء بالواسطہ اور بلاواسطہ آپ کی توجہات سے عرصۂ ظہور میں آئے۔ آپ کی کئی خانقاہیں ولایتِ خراسان میں معمور و آباد ہیں۔ منبعِ فیوضات اور مصدرِ خوارق و کرامات تھے۔ پیر و مرشد حضرت قبلہ شاہ صاحب فرماتے تھے: ''جیسے مولانا خالد کردی ہمارے پیر و مرشد شاہ غلام علی شاہ صاحب کے خلفاء میں سے کثرتِ ارشاد میں ممتاز تھے ایسے ہی حاجی صاحب ہمارے خلفاء میں کثرتِ ارشاد میں ممتاز و معزّز ہیں''۔

مرتبۂ فنا فی الشیخ جو وصولِ الی اللہ کا ذریعہ ہے آپ کو اس قدر حاصل تھا کہ کم کسی کو حاصل ہوا ہوگا۔ اپنے پیر و مرشد کے دریائے محبت میں ایسے مستغرق تھے کہ وقتِ حضوری آپ پر بے خودی و مدہوشی کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ پیر و مرشد کی کفش برداری کو کمالِ فخر و عزت جانتے تھے بلکہ آپ کا بیت الخلاء اپنے ہاتھ سے پاک

کرتے تھے۔انتہائے خدمت ومحبت کی بدولت پیرومرشد کے کمالات ان کی ذات میں بخوبی جلوہ گر تھے۔ ع

ہر کہ خدمت کرد ، او مخدوم شد

جس نے خدمت کی ، ہوا مخدوم وہ (مرشد بابا)

جہان اور اہلِ جہان کے مخدوم ٹھہرے۔حضرت مرشد ممدوح کو ان سے اس قدر خصوصی محبت والفت تھی کہ کم کسی کے ساتھ ہوگی۔انتہائی الطاف وعنایات ان پر مبذول فرماتے یہاں تک کہ جب ہجرتِ حرمین شریفین فرمائی تو ہندوستان وخراسان کے اپنے تمام وابستگانِ طریقہ کو ان کے سپرد فرمایا اور مذکورہ ممالک کی نیابت کے مضمون پر ایک عمومی سند ان کے نام تحریر فرمائی جو مناقبِ احمدیہ ومقاماتِ سعیدیہ میں درج ہے۔جب حضرت ممدوح قبلہ نے اپنے افرادِ خاندان وفرزندان کے ہمراہ ہجرتِ حرمین شریفین فرمائی تو خانقاہ دہلی، تسبیح خانہ اور مکانات کی خدمت ان کے سپرد کی اور ساتھ ہی انہیں اس امر کا مختار بھی بنایا کہ خواہ خود وہاں رہیں یا کسی خلیفہ کو انتظام وانصرام کے لئے مقرر کریں۔

(نوٹ: خاکسار مترجم کان اللہ لہٗ نے مندرجہ بالا اقتباس کے زبان کی تسہیل وتہذیب کی ہے)

حَضُرَتُ خَواجَهُ مُشْكِل كُشَا سَيِّدُالْاَوُلِيَاءِ سَنَدُ الْاَتُقِيَاءِ زُبُدَةُ الْفُقَهَاءِ رَأسُ الْعُلَمَاءِ رَئِيسُ الْفُضَلَاءِ شَيْخُ الْمُحَدِّثِيْنَ قِبْلَةُ السَّالِكِيْنَ اِمَامُ الْعَارِفِيْنَ بُرُهَانُ الْمَعُرِفَتِ شَمْسُ الْحَقِيُقَةِ فَرِيُدُالْعَصرِوَحِيُدُالزَّمَانِ حَاجِى الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيُفِيْنِ مَظْهَرِفَيْضِ الرَّحُمَانِ پير دستگير حَضُرَتُ مَوْلَانَا مُحَمَّدُ عُثْمَان صَاحِب رَحُمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه

حضرت قبلہ خواجہ حاجی محمد عثمان دامانیؒ کی ولادت باکرامت سن ایک ہزار دوسو چوالیس ہجری (۱۲۴۴ھ) میں موضع لونی تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ جناب حضرت قبلہ دوست محمد قندھاریؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ باطنی فیوضات سے مالامال ہوئے۔ مسلسل اٹھارہ سال، چار ماہ اور تیرہ یوم کا عرصہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کی خدمت وصحبت میں گزارا اور سلسلہ نقشبندیہ کے تمام مقامات ومدارج طے کئے۔حضرت حاجی صاحب قبلہ قندھاری کے ہزاروں خلفاء

تھے لیکن وقتِ وصال حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب کو اپنا قائم مقام، خلیفہ مطلق اور اپنا نائب مناب برحق بنا کر اپنی مسند نشینی کے لئے مختص فرمایا۔ حضرت قبلہ دامانیؒ کے باطنی فیوضات جہان بھر میں مشہور ہیں۔ خراسان، دامان، پنجاب، ہند اور سندھ کے شہروں اور قصبوں کے ہزاروں افراد آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہو کر فیض یاب ہوئے۔ انتیس سال اور دو ماہ مسندِ رشد و ہدایت پر فائز رہ کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو بے حد فروغ و شیوع بخشا۔ اشراق کے وقت منگل کے دن بائیس شعبان المعظم سن تیرہ سو چودہ ہجری (۱۳۱۴ھ) کو اس جہانِ فانی کو وداع کہا۔ آپ کوہ سلیمان (کسے غر) کے دامن میں واقع موضع موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں اپنے پیر و مرشد کے مبارک قدموں میں آسودۂ خاک ہیں۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

سر بوقتِ ذبح اپنا ان کے زیرِ پائے ہے　　　یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

(اضافہ از مترجم)

لہ مَجْمَعُ الْبِحَارِ مَظْهَرُ الْاَنْوَارِ اَلْعَالِمُ الْفَاضِلُ وَالْقُطْبُ الْكَامِلُ مَحْبُوْبُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلْوَلِيُّ ابْنِ الْوَلِيِّ شَيْخِيْ وَاِمَامِيْ پِيْر دَسْتَگِيْر نَيِّرُ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ وَسِرَاجُ الْمِلَّةِ وَالْوِلَايَةِ وَالدِّيْن حَضْرَتْ خُوَاجَهْ مُحَمَّد سِرَاجُ الدِّيْن صَاحِب دَامَانِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب قطبِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی کے فرزندِ اکبر ہیں۔ سوموار کے دن بوقتِ اشراق سن بارہ سو ستانوے ہجری (۱۲۹۷ھ) کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ والدِ گرامی نے آپ کی نسبت فرمایا تھا: ''پسرِ شیر شیر خواہد شد یعنی شیر کا بیٹا شیر ہی ہوگا'' تقریباً ساڑھے سولہ سال کی عمر میں تمام ظاہری و باطنی علوم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد دستارِ فضیلت زیبِ سر کی اور اپنے والدِ گرامی کے زیرِ تربیت تمام مدارجِ سلوک طے کیے۔ تقریباً ساڑھے سترہ سال

لہ قطبِ زمان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے بعد حضرت سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الدین، حضرت خواجہ حافظ محمد ابراھیم صاحب قلندر اور حضرت علامہ محمد اسماعیل صاحب سراجی مجددی یکے بعد از دیگرے خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے متولی و سجادہ نشین ہوئے۔ اس لئے یہاں خاکسار مترجم عفی عنہٗ نے ان تینوں مذکورہ اکابر کے اسماء گرامی اور مختصر حالات کا اضافہ ضروری سمجھ کر کیا۔

کی عمر میں اپنے والدِ گرامی کے وصال کے بعد مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔قرآنِ مجید حافظ شاہ محمد اخوندزادہ قوم بابڑ سے پڑھا۔تمام دینی علوم کی تحصیل جناب مولانا محمود شیرازی اور مولانا حسین علی صاحب واں بھچرانوی سے کی جبکہ علمِ تصوف میں مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی ،مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندی اور دیگر بنیادی کتبِ تصوف اپنے والدِ ماجد سے بالتحقیق والتفصیل پڑھیں۔آپ شہنشاہِ فقر وتصوف تھے۔برصغیر پاک و ہند اور افغانستان میں آپ کی بدولت نقشبندی مجددی تعلیمات کو عملی فروغ ارزانی ہوا۔آپ کی شخصیت شریعت وطریقت کی جامع تھی اور ہر طبقۂ معاشرت میں آپ کی روحانی شخصیت نے نفوذ کیا۔علماء، فضلاء،فقراء،صوفیاء،حکماء،گدایانِ بےنوا،اصحابِ دولت وثروت اُمراء،ذی مرتبت و جاہ رؤساء اور اہلِ حرفت وصنعت وغیرہ آپ کے دربارِ گوہر بار پر جبینِ نیاز جھکاتے اور بقدرِ ظرف و استعداد آپ کے خوانِ ولایت سے بہرہ ور ہوتے۔آپ کی فقیری ودرویشی میں شاہی وامارت کی شان تھی۔استغنا و بےنیازی کا پیکر تھے۔کسی بھی امیر کبیر کے در پر کبھی نہ گئے اور نہ ان کی دعوت وضیافت قبول کی۔آپ کا آستانہ فیض آشیانہ جنگل میں منگل کا نمونہ تھا۔آپ کی خانقاہ بےشمار طلب گارانِ طریقت اور اہلِ حاجت کے لئے مسکن و مامن تھی۔ آپ کی ہستی ایک ایسے ابر کی مانند تھی جو ہر وقت برستا رہتا ہے۔آپ کے خلفاء کرام میں آپ کے فرزندِ اکبر قلندرِ وقت حافظ محمد ابراہیم مجددی،مولانا حسین علی صاحب واں بھچرانوی،حضرت مولانا غلام حسن صاحب خانقاہ سراجیہ سواگ شریف،مولانا محمد امیر رنگپوری متخلص بہ عاجز،مولانا عبدالرحمٰن پشاوری،مولانا عبدالرحمٰن بگھاروی،مولانا فضلِ علی قریشی مسکین پوری،مولانا قاضی عبدالرسول صاحب انگوی،مولانا شہاب الدین عرف مولوی احمد صاحب ڈیروی،مولوی سید احمد صاحب بابڑ ڈیروی،حضرت پیر امیر شاہ گیلانی کیلوی،مولانا ابوسعد احمد خان صاحب بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں،قاضی قمرالدین صاحب چکڑالوی،مولانا غلام حسین کان پوری،مولانا حاجی محمد رفیق صاحب ہری پال شین غری اور مولانا شاہ محمد صاحب دندوی وغیرہم رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وہ ہستیاں ہیں جو فلکِ طریقت کے آفتاب وماہتاب تھے جن سے لاتعداد افراد ورجال راہِ شریعت و طریقت کے راہی ہوئے۔الغرض بقولِ شاعر

اے مجموعۂ صد خوبی بچہ نامت خوانم

اے سراپا حسن و خوبی آپ کو کیا نام دوں (مرشد بابا)

آپ نے اپنے زیرِ نگرانی فقہ حنفی کی مشہور ضخیم کتاب ''مبسوط تصنیف: شمس الائمہ سرخسیؒ'' کی احادیث کی تخریج کا کام شروع کیا لیکن بمشکل چالیسویں حدیث تک پہنچے تھے کہ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

آج بھی حضرت قبلہ کے فیوض و برکات کا سمندر خانقاہ شریف موسیٰ زئی اور آپ کے خلفاءِ کرام کے آستانوں میں ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ آپ قبلہ سن ایک ہزار تین سو چوبیس ہجری (۱۳۲۴ھ) بمطابق ایک ہزار نو سو سات عیسوی (۱۹۰۷ء) میں اپنے چیدہ چیدہ خلفاء کے ہمراہ سعادتِ حج و زیارت سے مشرف ہوئے اور اس مسعود موقع پر حضورِ اقدس ﷺ نے آپ کو اپنی بارگاہِ اقدس میں شرفِ حضوری بخشا۔

حج و زیارت کے اس مبارک سفر میں سید ابو محمد برکت علی شاہ صاحب علاول پوری ثم کلکتوی، مولانا عبدالرحمٰن پشاوری (بہادر کلے)، قاضی قمر الدین سکنہ چکڑالہ (میانوالی)، مولانا غلام حسین کانپوری، مولوی محمد عیسیٰ خان گنڈہ پور پتی خیل رئیسِ اعظم ٹڈی کلاچی، جناب اللہ یار خان اعوان، ملا صدرو، مولوی غلام حسن صاحب ڈیروی، مولانا ابوسعد احمد خان بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں، مولوی شیر محمد، ملا محمد قبول، حافظ محمد عبداللہ (استاذِ صاحبزادگان والاشان) اور مولوی محمد اشرف ڈیروی رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَجْمَعِیْنَ کو آپ کی معیت کا شرف حاصل تھا۔ اس کے علاوہ تیئیس (۲۳) اور رفقاءِ حج و زیارت بھی تھے۔

مختصر سی علالت کے بعد بروزِ جمعہ چھبیس ربیع الاول سن تیرہ سو تینتیس ہجری (۱۳۳۳ھ) بمطابق سن ایک ہزار نو سو پندرہ عیسوی (۱۹۱۵ء) میں اس شہنشاہِ ولایت نے تقریباً ساڑھے چھتیس سال کی عمر میں اس عالمِ فانی کو خیرباد کہا۔ آپ کا مزارِ پرانوار مسجد خانقاہ شریف موسیٰ زئی کے شمال میں واقع احاطۂ مزاراتِ اکابر میں اپنے والدِ گرامی کے پہلو میں منبعِ فیوض و برکات ہے۔

قطعہ تاریخِ وصال گفتۂ حکیم مولوی محمد ابراہیم لائل پوری مرحوم

چوں سراج الدین صوفی ابنِ عثمان نقشبند ‌ ‌ ‌ رفت از دنیا بعقبیٰ چوں قضا آمد برو
بحرِ تاریخِ وصالش در تفکر شد اثیم ‌ ‌ ‌ پس حسابش آنچہ از ہاتف بگوش آمد شنو
گفت رضوانش پس از اہلاً و سہلاً مرحبا ‌ ‌ ‌ اے سراج الدین صوفی زود در فردوس رو

۱۳۳۳ھ

ایضاً قطعۂ تاریخِ وصال درسنۂ عیسوی گفتۂ حکیم صاحب موصوف

چوں سراج الدین صوفی نقشبندی احمدی
رفت، در جنت اقامت کرد، دنیارا بہشت
پس برائے سالِ تاریخش بفکرت شد اثیم
آنچہ از رضوان بگوشِ ہوش آمد او نوشت
گفت با آباؤ اجدادش زشادی می چمید
با سراج الدین وہ وہ روشنم گردد بہشت

۱۹۱۵ء

مرثیہ دررحلتِ حضرت خواجہ سراج الاولیاء بزبانِ اردو
گفتۂ مولوی محمد عبداللہ۔ اورنگ آباد (دکن)

مجھ سے حالِ غم بیاں ہو کیا بھلا
وہ سراجِ دین و ایمان اٹھ گیا
حامیِ شرعِ محمد ﷺ مصطفیٰ
قبلۂ دین ، وارثِ خیرالوریٰ
کعبۂ ایماں ہمارے بالیقیں
جو سبق دیتے تھے ہم کو رشد کا
خادموں کو چھوڑ کر محزون یاں
جنت الفردوس کا رستہ لیا
قبر ان کی نور سے معمور ہو
روضۂ خلدِ بریں ہو ان کی جاء
صبر کردے یا اِلٰہ العالمین
جانشین اور سب مریدوں کو عطا
قبلۂ عالم کے جو ہیں جانشین
ان پہ تیری معرفت کا در ہو وا
ہو زیارت مجھ کو مرشد کی نصیب
بس یہی ہے شوق اب دل میں بھرا
ہوں حضوری سے مشرف آپ کی
آرزو میری یہ ہے صبح و مسا
بے وطن اس ملک میں عاجز ہوں میں
میرے حق میں خیر کی کیجئے دعا
لکھ فقیرا سالِ رحلت اس طرح
ان کو یارب قرب حاصل ہو ترا

۱۳۳۳ھ

اَلْفَانِیْ فِی اللّٰہِ وَالْبَاقِی بِا للّٰہِ اَلْوَسِیْلَۃُ اِلَی اللّٰہِ الْعَلِیْمِ وَالْمُعْرِضُ عَن مَّا سِوَیٰ اللّٰہِ الْکَرِیْمُ قَلَنْدَرِ زَمَان قِبْلَہ غَرِیْب نَوَاز حَضْرَتْ خَوَاجہ حَافِظْ مُحَمَّد اِبْرَاھِیْم سِرَاجِیْ مُجَدِّدِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

حضرت قبلہ حافظ محمد ابراھیم صاحب قلندر نقشبندی مجددی سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ کے فرزندِ اکبر تھے۔آپ کا سالِ ولادت سن تیرہ سو پندرہ ہجری (۱۳۱۵ھ) ہے۔حافظ اولیاء مرحوم اور حافظ عبداللہ مرحوم سے قرآنِ عظیم الشان حفظ کیا۔حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچرانوی،مولانا محمد امیر صاحب رنگپوری دامانی اور مولانا قریشی عطا محمد صاحب گھنڈوی (میانوالی) رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے اور معقول ومنقول تمام دینی و درسی کتابوں کی تعلیم مکمل کی۔سلوک وتصوف کی تعلیم مولانا حسین علی صاحب موصوف سے پائی۔مولانا نے اپنے اس مرشد زادے ہی کو تعلیم دینے کے لئے تصوف وسلوک پر ایک جامع رسالہ تحریر فرمایا جس کا عنوان آپ کے نام کی مناسبت سے تحفہ ابراھیمیہ رکھا۔نیز حضرت حافظ صاحب موصوف نے تمام مقامات و مدارجِ سلوک وتصوف اپنے والدِ گرامی کی نگرانی میں طے کیے۔جب حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب نہایت مختصر علالت کے بعد عالمِ شباب میں غیر متوقع طور پر اس دنیا سے آناً فاناً کوچ کر گئے تو اپنی اس بیماری کے آخری ساعات میں اپنے فرزندِ اکبر حافظ صاحب موصوف کو اپنا مجاز اور نائب ومناب مختص کیا اور ساتھ ہی اپنی دستار مبارک اُن کو اس فرمان کے ساتھ عنایت فرمائی کہ اسے اپنے سر پر باندھ کر خلفاء ومریدین اور زائرین وواردین کے استقبال،انصرام اور انتظام کی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوں اور ساتھ ہی میری نیابت وخلافت میں ان کی روحانی ضروریات اور دیگر مقتضیات کو نمٹائیں۔یہ دستار مبارک مولانا حسین علی صاحب بھچرانویؒ نے اپنے مرشد زادہ موصوف کے زیبِ سر کی۔حضرت خواجہ سراج الاولیاء کے سپردِ خاک کیے جانے کے بعد تمام موجود خلفاء ومریدین نے حافظ صاحب موصوف کی خلافت و نیابت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کے دستِ حق پرست پر تجدیدِ بیعت کی۔جن میں سرِ فہرست آپ کے استاذِ محترم مولانا حسین علی صاحب واں بھچرانوی موصوف تھے۔آپ علم وفضل،فقر وتصوف،جود وسخا اور بے نیازی واستغنا وغیرہ صفات کے جامع تھے۔مشہور درسی کتاب کافیہ آپ کے نوکِ زبان تھی۔

حضرت خواجہ محمد سراج الاولیاءؒ کے ارتحال کے چند ہفتے بعد آپ پندرہ چیدہ چیدہ خلفاء و مریدین کے ہمراہ حضرت مجدّد دومنوّر الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور دیگر مشائخِ سرہند رحمۃ اللہ علیھم کی زیارت کے سفر پر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً بیس برس تھی۔ اِس سفر فیض اثر کے دوران مولانا حسین علی صاحب واں بھچرانوی، مولانا احمد خان صاحب بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں (میانوالی)، مولانا غلام حسن صاحب بانی خانقاہ سراجیہ حسن آباد سواگ شریف (لیّہ)، مولانا عبدالرحمٰن صاحب بانی خانقاہ نقشبندیہ بگھار شریف (راولپنڈی) اور مولانا عبدالاحد صاحب کڑی شموزئی (ڈیرہ اسماعیل خان) آپ کے ہمراہ تھے۔

(مستفاد از کتاب مسمّٰی بہ سفرنامہ منظوم (قلمی) از تصنیف مولوی احمد دین ولدِ حکیم شیخ محمود میانہ مرحوم باشندۂ گنجیال ضلع شاہ پور تحصیل خوشاب مقیم شہر کھولہ شریف میانوالی)

چونکہ حافظ صاحب کے مزاج پر قلندری، استغنا اور انزوا کا غلبہ تھا اس لئے اپنے فرزندِ اکبر وارشد حضرت علاّمہ محمد اسمٰعیل صاحب سراجی مجددی کو ان کے تحصیلِ علم اور اخذِ سلوک کے معاً بعد اپنا نائب مناب اور جانشین مقرر فرمایا اور خانقاہ شریف موسیٰ زئی اور خانقاہ ڈیپ شریف (وادیٔ سون) کی تمام ذمہ داریاں ان کو سونپ دیں۔ آپ صاحبِ تصنیف تھے۔ رسالہ درعلمِ غیب۔ حرمتِ سجدۂ تعظیم۔ شرح ہدایۃ الطالبین۔ اور رسالہ در تصوف وسلوک واحوال سلسلۂ نقشبند اور فوائد سراجیہ آپ کی تصنیفات ہیں۔

اس گدڑی کے لعل نے تقریباً تریسٹھ سال کی عمر میں دس رجب سن تیرہ سو چھہتر ہجری (۱۳۷۶ھ) بمطابق گیارہ فروری سن انیس سو ستاون عیسوی (۱۹۵۷ء) کو بمقام بہاول پور بر مکانِ افسر الاطباء حکیم عبدالرشید مرحوم اس جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔ دوسرے دن گیارہ رجب کو اپنے اکابر رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ کے مبارک احاطۂ مزارات میں بمقام خانقاہ شریف موسیٰ زئی اپنے والدِ گرامیؒ کے پہلو میں آسودۂ خاک ہوئے۔ تقریباً تین ہفتوں پر محیط قیامِ رحیم یار خان و بہاول پور کے دوران حضرت قبلہ استاذی مولانا قاضی عبدالجلیل صاحب نقشبندی مجددیؒ متوفّی دس (۱۰) جنوری ۱۹۷۸ء بانی جامعہ قادریہ رحیم یار خان، سکنہ انگہ شریف وادیٔ سون (ضلع خوشاب) نے آپ کی خدمت گزاری اور تیمارداری میں دن رات ایک کر دیئے اور آپ کے جسدِ خاکی کو بہ عجلتِ تمام موسیٰ زئی شریف اپنے ہمراہ لے آئے۔ **رحمھم اللّٰہ تعالٰی اجمعین.**

قطعہ تاریخِ وفات: تاریخِ وفات قبلہ و کعبہ سیّدی و سندی مقبول بارگاہِ رب الرحیم مولانا خواجہ محمد

ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ از محترم قاضی فتح محمد صاحب فاتح بی اے بکھر۔

قطبِ وقت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۷ عیسوی

(ا) یازدہ ماہِ رجب ہنگامِ شب　مرشدِ کامل بذیرِ خاک خفت
سالِ اُو فاتح زروئے اِرتحال　حافظ ابراہیم مولانا بگفت

۱۳۷۶ ہجری

(ب)مرشدِ کامل کہ بودہ دستگیرِ بےکساں　سلکِ مروارید معنی از برائے ما بسفت
ماغریباں راز فیضِ رُشد خود محروم کرد　آں مکرم زودتر افسوس زیرِ خاک خفت
فی البدیہ بر رحلتِ اُو فاتحِ جادو بیاں　سالِ کامل دستگاہِ نورِ عیاں حافظ بگفت!

۱۹۵۷ عیسوی

مَجۡمَعُ الۡعُلُوۡمِ الشَّرۡعِیَّۃِ الۡاِسۡلَامِیَّۃِ وَالۡمَعَارِفِ الصُّوۡفِیَّۃِ الصَّافِیَّۃِ اَلۡھَادِیۡ اِلٰی سَبِیۡلِ الۡاِخۡلَاصِ وَالتُّقٰی وَالۡمُتَوَکِّلُ عَلَی اللّٰہِ اَلۡمُسۡتَغۡنِیُ عَنِ الۡکَثِیۡرِ وَالۡقَلِیۡلِ اَلذَّبِیۡحُ اِبۡنُ الۡخَلِیۡلِ حَضۡرَتُ خُوَاجَہ مُحَمَّد اِسۡمَاعِیۡل صَاحِبُ وَالِدِیۡ مَاجِدِیۡ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ

حضرت خواجہ مولانا محمد اسماعیل صاحب ذبیح حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب مجددی کے فرزندِ اکبر ہیں۔آپ کا سالِ ولادت سن ایک ہزار تین سو پینتیس ہجری (۱۳۳۵ھ) بمطابق سن ایک ہزار نو سو سولہ عیسوی (۱۹۱۶ء) ہے۔آپ کے نانا میاں خیل تاجو خیل قبیلے کے رئیسِ اعظم خان بہادر محمد ربّ نواز خان مرحوم حضرت خواجہ محمد سراج الاولیاءؒ کے محبوب و مخلص مرید تھے۔اس دنیا میں قدم رکھتے ہی آپؒ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور آپ شفقتِ مادری سے محروم ہو گئے۔آپ کی پرورش حضرت قبلہ حافظ صاحبؒ کے خدام نے گھر سے باہر لنگر خانہ میں کی۔آپ کم و بیش ساڑھے دس سال کی عمر میں سن ایک ہزار تین سو پینتالیس ہجری

(۱۳۴۵ھ) بمطابق سن ایک ہزار نو سو چھبیس عیسوی (۱۹۲۶ء) جامعہ عباسیہ (یونیورسٹی) بہاولپور میں اسلامی علوم کے حصول کے لئے داخل کیے گئے۔ مسلسل دس سال جامعہ مذکورہ میں آپ نے تعلیم کی تکمیل کی اور علاّ مہ کی امتیازی سند حاصل کی۔ اس دس سال کے عرصے میں آپ نے علوم وفنون کی مروجہ ستر کتابیں پڑھیں۔ شیخ الجامعہ حضرت علاّ مہ غلام محمد گھوٹوی، حضرت مولانا محمد صادق صاحب، حضرت مولانا عبید اللہ صاحب، حضرت مولانا احمد علی صاحب، حضرت مولانا فاروق احمد صاحب، حضرت مولانا برکت علی صاحب اور حضرت مولانا عبدالحمید رضوانی صاحب رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَجْمَعِیْنَ جامعہ عباسیہ میں آپ کے اساتذۂ کرام تھے۔ ان میں سے ہر ایک علم وفضل کا جبل تھا۔ آپ کو دی گئی علاّ مہ کی سند پر ان تمام اساتذۂ کرام کے مبارک دستخط ثبت ہیں۔ نیز اس سند پر ریاست بہاولپور کے اس وقت کے وزیرِ تعلیم میجر شمس الدین مرحوم کے دستخط بھی بزبانِ انگریزی ثبت ہیں۔ جب سن ایک ہزار تین سو پچپن ہجری (۱۳۵۵ھ) بمطابق سن انیس سو چھتیس عیسوی (۱۹۳۶ء) آپ جامعہ عباسیہ سے تحصیلِ علم کر کے گھر لوٹے تو اپنے والدِ گرامی کے حکم پر واں بھچراں (میانوالی) تشریف لے گئے اور دو سال حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بھچرانویؒ سے ترجمہ وتفسیرِ قرآن مجید، علمِ حدیث میں سُننِ ترمذی شریف اور سُننِ ابی داؤد شریف (کامل)، صحیح بخاری شریف کے بعض مخصوص مقامات اور علمِ تصوف وسلوک میں مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، کنز الہدایات تالیف ملاّ محمد باقر لاہوری، ارشاد الطالبین تالیف حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی، ہدایۃ الطالبین تالیف حضرت شاہ ابوسعید احمدی مجددی، انہارِ اربعہ تالیف حضرت قبلہ شاہ احمد سعید احمدی مجددی وغیرہ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَجْمَعِیْنَ کتب بکمال وتمام پڑھیں اور ساتھ ہی سلوک ومعرفت کے تمام مدارج و مقامات تا دائرۂ لاتعین اپنے والدِ ماجد اور مولانا حسین علی واں بھچرانوی کے زیرِ تربیت رہ کر طے کیے۔ سن انیس سو انتالیس عیسوی (۱۹۳۹ء) کو والدِ گرامی نے آپ کو شرفِ بیعت بخشا اور اسمِ ذات کی تلقین فرمائی۔ مولانا حسین علی واں بھچرانویؒ نے بھی آپ کو تحریری اجازت نامۂ خلافت عنایت کیا جس کا آغاز اس طرح ہے:

اَجَزْتُ الطَّرَائِقَ كُلَّهَا لِحَضْرَتِ مُحَمَّدُ اِسْمَاعِيْل كَمَا اَجَازَنِیْ شَیْخِیْ وَ اِمَامِیْ سَیِّدِیْ مُحَمَّدْ عُثْمَان قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ	جس طرح میرے شیخ اور میرے امام میرے سردار حضرت خواجہ محمد عثمان قدس اللہ روحہ نے مجھے تمام سلاسلِ طریقت کی اجازت عطا فرمائی تھی اسی طرح میں نے ان تمام سلاسلِ طریقت کی اجازت حضرت محمد اسمعیل کو دے دی ہے۔

روحانی اور ظاہری علوم پر آپ کی گہری نظر تھی۔ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے وسیع کتب خانہ کی اکثر و بیشتر کتابیں آپ کے مطالعہ سے گزر چکی تھیں۔ نظری و عملی سلوک و تصوف میں یکتائے وقت تھے۔ حضراتِ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریقہ علی جادۃ الشریعۃ آپ کا لائحہ عمل تھا۔

آپ کے والدِ گرامی محترم قبلہ حافظ صاحب قلندر نے اپنی وفات سے پندرہ سال قبل ہی خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، خانقاہ شریف سراجیہ ڈیپ شریف و خانقاہ لوڑ گے غنڈان (افغانستان) ہر سہ کی تولیت اور مریدین مسترشدین اور زائرین کی تربیت وانصرام اور مہمان داری کی ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر ڈال دیں جو آپ نے کماحقہٗ نبھائیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات کو خوب خوب فروغ بخشا۔ اپنے اکابرؒ کے معمول کے مطابق سالانہ عرس شریف کا انعقاد، ذکر و مراقبہ اور ختماتِ شریفہ کی پابندی آپ کا معمول رہیں۔ موسمِ گرما آپ اپنے اہل وعیال سمیت خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف سون میں گزارتے تھے۔ آپ کے دورِ حیات میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور خانقاہ ڈیپ شریف جنگل میں منگل کا سماں پیش کرتیں اور واردین، زائرین اور مستفیدین کا تانتا بندھا رہتا اور لنگر خانہ گرم رہتا اور حسبِ مقام و مرتبہ ہر ایک کی خاطر و مدارات کی جاتی۔ سن چودہ سو پانچ ہجری (۱۴۰۵ھ) کو حضرات مشائخِ کرام موسیٰ زئی شریف کے سالانہ عرس مبارک کے مجمعِ عام میں آخری دعا کے موقع پر آپ نے اپنے ہر تینوں بیٹوں حضرت صاحبزادہ محمد نعمان صاحب، حضرت صاحبزادہ مفتی محمد سعید صاحب اور راقم السطور خاکسار محمد سعد سراجی دوستی عفی عنہ کی دستار بندی کر کے تمام سلاسلِ طریقت میں اجازتِ خلافت سے نوازا اور بطریقِ طفرہ لطائفِ عشرہ پر توجہ دی اور تمام مقاماتِ سلوک طے کرائے اور ساتھ ہی فرمایا کہ جس میں کمال ہوگا وہ گوئے سبقت لے جائے گا۔ واضح رہے کہ آپؒ کے فرزند اصغر صاحبزادہ حافظ محمد یوسف صاحب جو کہ بڑے ہونہار اور ستودۂ صفات تھے نے بہ عالمِ شباب چوبیس ذی قعدہ سن ایک ہزار چار سو پانچ ہجری (۱۴۰۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۸۵ء) کو انتیس (۲۹) سال کی

عمر میں اس عالم فانی سے عالمِ باقی کو رحلت فرمائی اور خانقاہ شریف کے احاطہ مزارات میں اپنے اکابر کے پہلو میں آخری آرام گاہ پائی۔ آپ کے خلفاء و مجازین کی تعداد پچاس سے زائد ہے اور آپ کے عم زاد بھائی حضرت صاحبزادہ شمس الدینؒ متوفّٰی چھ صفر سن چودہ سو بیس ہجری (۱۴۲۰ھ) ابنِ حضرت خواجہ محمد علاؤ الدین صاحب نوریؒ بھی آپ سے بیعت تھے۔ اِن خلفاءِ کرام نے نقشبندیت کی بے ریا تعلیمات کی نشر و اشاعت میں بھرپور سعی کی۔ آپ کے دور میں ہر دو خانقاہیں حضرت خواجہ سراج الاولیاء کے بابرکت دور کی مانند پر رونق، منبعِ فیوض و برکات اور مرجعِ خلائق رہیں۔

آپ صاحبِ تصنیف تھے۔ آپ کا رسم الخط نہایت عمدہ تھا۔ آپ نے فنِ خطاطی باقاعدہ طور پر قیامِ بہاولپور کے دوران ریاست بہاولپور کے مشہور کاتب مولوی عبدالقادر صاحب سے سیکھا۔ خطِ نسخ، خطِ نستعلیق اور خطِ شکستہ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ تجلیاتِ دوستیہ، کمالاتِ عثمانیہ، مقاماتِ سراجیہ، سلسلۃ الذہب موسوم بہ سلسلہ سراجیہ مجددیہ، ترجمہ مقاصد السالکین، ترجمہ فضائل الباری (مجموعۂ ملفوظات بزبانِ فارسی حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری)، ترجمہ مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری اور مجموعۂ وظائف آپ کی علمی یادگاریں ہیں۔ جن کی کتابت آپ نے خود فرمائی۔ نیز مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ تصنیف حضرت شاہ محمد مظہر مجددیؒ کی کتابت کئی سالوں میں تکمیل کی اور حضرت صاحبزادہ غلام محمد مرحوم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ حسن آباد سواگ شریف (تحصیل کروڑ ضلع لیّہ) کو تحفۃً عنایت فرمائی۔ اس کی کتابت خطِ نسخ اور خطِ نستعلیق کا حسین امتزاج ہے۔ تحصیلِ علم کے دوران و مابعد آپ اردو اور فارسی زبانوں میں شعر و شاعری کرتے تھے اور ذبیح تخلص تھا لیکن مسند نشینی کے بعد اس شغل کو خیر باد کہہ دیا۔

تقریباً پچاس سال کارِ دعوت و ارشاد اور تربیتِ سالکین و مریدین فرماتے رہے۔ بروزِ جمعۃ المبارک بوقتِ عصر چار محرم الحرام سن ایک ہزار چار سو چودہ ہجری (۱۴۱۴ھ) بمطابق پچیس جون سن ایک ہزار نو سو ترانوے عیسوی (۱۹۹۳ء) کو چھہتر سال کی عمر میں سی ایم ایچ راولپنڈی میں جامِ وصال نوش فرمایا۔ چونکہ آپ ہر نماز کے بعد گیارہ بار صلوٰۃ ناریہ کا ورد کیا کرتے تھے اس لئے خاکسار مترجم محمد سعد سراجی عفی عنہ نے آپ کے آخری لمحاتِ وصال میں بر بنائے اختصار آپ کو صلوٰۃ ناریہ کا ورد کرایا اور ساتھ ہی اعزّہ و اقارب کی حقوق بخشی کرائی۔ اس وقت موسلا دھار بارانِ رحمت کا نزول ہو رہا تھا۔

دوسرے دن بروزِ ہفتہ بوقتِ عصر آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ مفتی محمد سعید سراجی صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں وطنِ عزیز کے گوشے گوشے سے ایک کثیر خلقت نے شرکت کی اور اس کے بعد اپنے اکابرین کے احاطۂ مزارات میں اپنے والدِ گرامی حضرت حافظ محمد ابراہیم قلندرؒ کے پہلو میں سپردِ خاک کیے گئے۔ **رضوان اللّٰہ تعالی علیهم اجمعین.**

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قطعۂ تاریخِ ارتحال حضرت عمدۃ السالکین زبدۃ العارفین علّامہ محمد اسمٰعیل سراجی مجدّدیؒ

از: پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (ایم اے پی ایچ ڈی ڈی لٹ) حیدرآباد (سندھ)

آہ بگذشت آں شہیرِ زمن — بے بدل فاضلے بہ شرعِ متیں
خوش سخن، خوش مزاج، خوش اوقات — ہر کس از لطفِ اوست خوشہ چیں
ہفت محفل ازو شدہ روشن — شد چراغِ طریقتِ ہمہ دیں
دادم از دست ، دل دریں آشوب — چہ بود حالِ زارِ سعد حزیں؟
سعد کہ ہست پورِ او نیکو — ناصرش باد ذوالجلال ومعیں
نفعِ دنیا و نفعِ دیں ہم یافت — او کہ در خدمتش بود قریں
شیخِ نافع محمد اسمٰعیل — محفل آراست در بہشتِ بریں

۱۴۱۴ھ — ۱۹۹۳ء

مختصر حالاتِ حیات حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ

وطن مالوف: حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کا آباؤ اجداد سے وطن مالوف قصبہ لونی (تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) ہے۔ جو حضرت قبلہؒ کی آخری آرامگاہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف سے تقریباً پندرہ میل بجانبِ شمال واقع ہے۔

قومیت: آپ کی قومیت درّانی اچکزئی کی ذیلی شاخ......حمید زئی......ابراھیم زئی ہے۔آپ کے اجداد الجاد میں سے قاضی شمس الدین مرحوم تھے جو احمد شاہ ابدالی کے عہدِ بادشاہی میں منصب قضا پر فائز تھے۔

ولادت باسعادت: حضرت قبلہؒ کی ولادت باسعادت سن ایک ہزار دوسو چوالیس ہجری (۱۲۴۴ھ) کو قصبہ لونی میں ہوئی۔ حضرت قبلہؒ کے والد بزرگوار مولانا محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ایک نہایت صالح اور باخدا شخص تھے اور اپنے وقت کے بلند پایہ فقیہہ تھے اور ہمیشہ سے ان کا یہ معمول رہا کہ قرآن شریف کے ایک منزل کی تلاوت روزانہ کر کے ہفتہ میں ایک ختم شریف کرتے۔ یہ آپ کے علوم دینیہ کے ساتھ ذوق ومحبت اور اس زمانے کے رواجِ عام ہی کا نتیجہ تھا کہ سن رشد وتمیز کو پہنچنے سے پہلے اپنے فرزند خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کو علوم دینیہ کی تحصیل کے لئے گھر سے باہر سفر پر بھیجا۔

محبت فقراء اہل اللہ: جب ضروری دینی علوم کی تحصیل سے فراغت پائی تو حضرت قبلہؒ کے دل میں فقراء اور اولیاء اللہ کی محبت اور ان کے مجالس مبارکہ سے مستفیض ومستفید ہونے کا شوق جاگزین ہوا۔

بیعت مرشد وتکمیلِ علم: حضرت قبلہؒ کے بھائی محمد سعید صاحبؒ اپنے ماموں مولانا نظام الدینؒ کے ہاں قصبہ کھوئی بہارہ میں تعلیم پا رہے تھے اور مشہور درسی کتاب یوسفؑ زلیخا (فارسی) زیرِ درس تھی۔ حضرت قبلہؒ اپنے برادرِ موصوف کے پاس پہننے کے کپڑے پہنچانے کے لئے کھوئی بہارہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے ماموں موصوف نے آپ سے پوچھا: ”میرے پیرومرشد حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ قصبہ چودھوان کے

نزدیک ان دنوں قیام پذیر ہیں۔ان کی خیر وعافیت کی خبر تمہیں ہے یا نہیں؟'' آپ نے جواب دیا: ''مجھے ان کے متعلق کوئی علم نہیں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کے پیر کون صاحب ہیں اور کہاں قیام پذیر ہیں''۔جب آپ کھوئی بہارہ سے واپس گھر کی طرف آنے لگے تو آپ کے ماموں نے آپ سے کہا: ''قصبہ چودھوان تمہارے راستے میں ہے وہاں میرے پیرومرشد کی خدمت میں میرے سلام عرض کر دینا اور یہ بھی میری طرف سے عرض کر دینا کہ جناب کے جو درویش کام کی غرض سے یہاں آئے ہیں وہ کل حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گے''۔

آپ وہاں سے رخصت ہو کر چودھوان آئے اور حضرت قبلہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کی قیام گاہ (کڑی) پر پہنچے اور ایک مسافر کی طرح ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور اپنے ماموں کا سلام پیش کیا۔

حضرت قبلہؒ نے آپ سے استفسار فرمایا: ''میرے درویش جو قصبہ کھوئی بہارہ کو کام سے گئے ہیں کب واپس آئیں گے''۔آپ نے عرض کیا: ''قبلہ وہ کل واپس آئیں گے''۔

اتنی سی مختصر گفتگو کے بعد آپ حضرت حاجی صاحب قبلہؒ سے رخصت ہو کر تحصیل علم کی خاطر اپنی درس گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔کچھ دن گزر جانے کے بعد ذوق وشوق الٰہیہ نے آپ کو آلیا اور ہر وقت اس قدر استغراق کی حالت طاری رہنے لگی کہ کتاب اور مطالعہ سے رہ گئے۔اپنے استاد سے عرض کی کہ اب مجھ سے تحصیل علم کا کام نہیں ہوتا کیونکہ محبت الٰہیہ روز بروز غلبہ کر رہی ہے۔میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ کسی اہل اللہ کی خدمت میں حاضری دوں اور بیعت ہو جاؤں۔آپ کے استاد نے فرمایا **ھدایہ** (آخر) کا کچھ حصہ باقی ہے اس کو مکمل کر لو تو اس کے بعد انشاء اللہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا اور اکٹھے بیعت ہوں گے۔

آپ نے عرض کی: ''**ھدایہ** ختم کرنے میں چند دن کی دیر ہے اور میرا اضطراب کمال درجہ کو پہنچ گیا ہے کیونکہ ہر وقت ایسا استغراق غالب ہے جو مجھے کوئی کام نہیں کرنے دیتا۔میں کل **بفضلہ تعالیٰ** روانہ ہو جاؤں گا''۔

اس اثناء میں آپ کے استاد کے بڑے بھائی (جو آپ کے استاد کے استاد بھی تھے) نے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اگر تم نے فقیری اختیار کر لینے کا حتمی اور یقینی ارادہ کر لیا ہے۔تو یہ بہت مناسب اور موزوں ہے اپنے اس ارادے پر مضبوطی سے مستحکم ہو جاؤ''۔

آپ نے عرض کیا: ''میرے دل کی گہرائیوں سے اب صرف یہی آواز آرہی ہے کہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری صاحبؒ سے بیعت ہو جاؤں''۔

بعدازاں حضرت قبلہ اپنے درس کو ترک کر کے بیعت کے ارادہ سے چودھوان کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب موسیٰ زئی شریف کی نہر کے کنارے پر پہنچے تو چونکہ نسبت غالب آنے کی وجہ سے وجود مبارک میں سخت گرمی اور حرارت پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے نہر میں کود گئے اور چند لمحے خوب نہائے باوجود اس کے کہ اس زمانے میں آپ اس قدر توانا تھے کہ ہاڑ جیسے گرم مہینے میں پیاس کی حالت میں دوپہر کے وقت روانہ ہو پڑتے تو غروب آفتاب تک پیدل چلتے رہتے اور گرمی کی وجہ سے دل برداشتہ نہ ہوتے اور تنگی محسوس نہ کرتے۔

۸/ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ کو عصر کے وقت آپ حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے عرض کی تو حضرت قبلہؒ نے انکار فرمایا کہ:

''فقیری اختیار کردن بسا مشکل است''	فقیری اختیار کرنا بہت مشکل ہے۔

آپ نے عرض کی:

من محض برائے ایں کار تیار شدہ آمدہ	میں صرف اسی کام کیلئے تیار ہو کر آیا ہوں اور
ام واز ہر چیز تعلق برداشتہ ام وپس	ہر شے سے تعلق منقطع کر لیا ہے اور ہر چیز سے
پشت کردم ہر چیز را ودادم سہ طلاق	پیٹھ پھیر دی ہے اور تین طلاقیں دیدی ہیں
	(یعنی اعلان کلی کا اعلان کیا ہے)

حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا ''باش''، یعنی اپنے اس ارادہ پر مستحکم ہو جاؤ۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ بیعت کے وقت عجیب وغریب حالت ظاہر ہوئی۔

اس سے قبل علمِ صرف ونحو، علمِ عقائد، علمِ فقہ، اصولِ علمِ تفسیر اور دیگر ضروری علوم سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس کے بعد پیرومرشد حضرت حاجی صاحب قبلہؒ سے علمِ حدیث میں مشکوٰۃ شریف اور صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، اور سنن ابن ماجہ) اور علمِ اخلاق میں احیاء العلوم کامل اور علمِ تفسیر میں معالم التنزیل (کامل) اور علمِ سیر کاملاً اور علمِ تصوف میں مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی سرھندیؒ (کامل) ومکتوبات سراپا برکات حضرت خواجہ محمد معصوم سرھندیؒ (کامل) نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھے اور تصوف کی دوسری بنیادی کتابیں بھی کماحقہٗ پڑھیں اوران کی سند حاصل کی۔ایک دن حضرت پیرومرشد حاجی صاحب نے فرمایا''کیا تمہیں ووہ دن یاد ہے جب آپ اپنے ماموں کا سلام پہنچانے کے لئے آئے تھے''۔حضرت قبلہؒ نے عرض کی مجھے اچھی طرح یاد ہے۔پھر حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی زبان دُر فشان سے فرمایا:''میں نے اس دن تمہاری پیشانی میں اپنے حضرات رَحِمَهُمُ اللّٰهُ کی نسبت مشاہدہ کرلی تھی اور سمجھ لیا تھا کہ یہ شخص ہمارے حضرات کے فیض ونسبت سے ضرور رنگین ومالا مال ہوگا۔لیکن اس کے بعد جب کچھ مدت گزرنے پر تم نہ آئے تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید میرے کشف میں کوئی خطاء واقع ہوگئی ہے۔اب جب تم آگئے ہوتو تمہارا نوشتۂ ازلی ظاہر ہوگیا ہے''۔

کبھی کبھار حضرت حاجی صاحب قبلہؒ آپ سے فرماتے:''تمہارے لئے مناسب ہے کہ حسبِ ضرورت علمِ منطق کی تحصیل کرلو''۔آپ نے عرض کیا:''منطق پڑھنے کو میرا جی نہیں چاہتا کیونکہ مقصود تو اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے''۔

پھر چند دن کے بعد حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے فرمایا''سفید ریش حضرت خضر **علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام** فرماتے ہیں کہ عثمان کو علمِ منطق پڑھنے پر مجبور نہ کریں کیونکہ اُس کا مقصود خدائے پاک ہے''پھر فرمایا''مجھے ہر کام میں سُفید ریش مشورہ دیتے ہیں اُن کی صلاح کے بغیر میں کوئی کام نہیں کرتا''۔

خدمتِ مرشد: حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کے بعد آپ نے اپنے گھر بار اور کاروبار کی طرف سے اپنا منہ موڑ لیا اور حضرت پیرومرشد کی خدمت گزاری میں اپنا تن من دھن لگا دیا۔اورسفر وحضر میں جو خدماتِ شاقّہ آپ بجالائے وہ صرف آپ ہی کا حصہ ہے۔

ہفتہ کے دن ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ کو نمازِ مغرب کے بعد آپ حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ سے بیعت ہوئے اس تاریخ سے لیکراُن کے وصال مبارک تک اپنے دن رات خدمتِ مرشد میں ایک کردیئے۔

حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ نے سوموار اور منگل کی درمیانی رات کو ۲۲ شوال المکرّم ۱۲۸۴ھ کو جام وصال نوش کیا۔اوراس عالمِ فانی سے دارِ جاودانی کو ارتحال فرمایا اور بمقام اعلیٰ علیین جو ہر قسم کے خوف و ہزن سے بری صدیقین کا مسکن ہے تشریف لے گئے۔حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے اپنے پیرومرشد کی حیات میں

شادی تک بھی نہ کی تا کہ بمصداقِ آیتِ قرآنی:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .

مفہوم: اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ پس ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور اللہ ہی کے پاس اجرِ عظیم ہے۔[1]

دنیاوی علائق حائل نہ ہوں اور مرشد کی خدمت وحاضری میں رکاوٹ پیدا نہ ہو (حضرت قبلہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری ایام موسیٰ زئی شریف میں گزارے اور یہیں وفات پائی اور آج بھی آپ کی آخری آرامگاہ مرجع خلائق ومنبع فیوض ہے)

حضرت پیرومرشد خواہ سفر پر ہوتے یا گھر پر آپ کے مشکل ترین امور اور اہم خدمات حضرت قبلہ خواجہ محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بیشمار مرتبہ اکثر صبح کے وقت خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف سے ڈیرہ اسماعیل خان کا رخ کرتے اور پیدل چل پڑتے اور اسی دن ڈیرہ اسماعیل خان پہنچ جاتے وہاں پیرومرشد کے فرمائے ہوئے کام کو ان کی خواہش کے مطابق سرانجام دیتے اور اسی دن واپس پیدل روانہ ہوتے اور شام کی نماز پیرومرشد کی معیت میں خانقاہ شریف موسیٰ زئی میں ادا کرتے۔ جذب واشتیاق کے کمالِ غلبہ کے سبب راستے کی دشواریوں اور مشکلات کا احساس مطلقاً نہ ہوتا۔

پیرومرشد کی جو خدمات حضرت خواجہ محمد عثمانؒ نے انجام دیں وہ کسی دوسرے مرید یا خلیفہ کے حصے میں نہ

---

[1] بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ کو اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے۔ ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا اور بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتی۔ اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے جو اہل وعیال اتنے بڑے خسارے اور نقصان کا سبب بنیں وہ حقیقتاً اس کے دوست نہیں کہلا سکتے بلکہ بدترین دشمن ہیں۔ جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا۔ اس لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ ان دشمنوں سے ہوشیار رہو اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو جس کا نتیجہ ان کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش کی ہوتی ہے۔ بہت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے دین کی حفاظت کرتی اور نیک کام میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں اور کتنی ہی سعادت مند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لئے باقیاتِ صالحات بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل ومنت سے ان میں سے کرے۔ (تفسیرِ عثمانی تصنیف: حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

آئیں۔کئی دفعہ ہندوستان وخراسان (افغانستان) کے سفروں میں حاضرِ خدمت رہے۔

اگرچہ حضرت حاجی صاحب قبلہ قندھاریؒ کے خدا شناس خلفاء بہت تھے لیکن حضرت خواجہ محمد عثمانؒ کا آپ سے تعلق قلبی اور رسوخِ باطنی اس قدر زیادہ تھا کہ علمِ حدیث، علمِ اخلاق، علم سیر اور علمِ تصوف کی سند اپنے پیرو مرشد حضرت قندھاریؒ سے پائی۔سلوک وتصوف کے تمام مقامات تفصیل وتحقیق کے ساتھ اپنے پیرو مرشدؒ کے زیرِ نظر طے کئے۔فیوض وبرکات وانوار سے مالا مال ہوئے۔

تمام مشہور طریقوں نقشبندیہ، مجددیہ، احمدیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندریہ اور شطاریہ کی مطلق اجازت پائی اور شرفِ خلافت سے مشرف ہوئے۔

وفات پیرو مرشد و مسند نشینی: پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب قبلہ کی ہمہ وقتی خدمات آپ کے ذمہ تھیں۔ان کے مرضِ وفات کے ایام میں خدمتِ اقدس میں اطباء اور معالجین کو بلانے کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔آپ نے ہر وقت حضرت قبلہ کی خدمتِ اقدس میں کمرِ خدمت کس کر رکھی اور اس سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ ہونے دیا۔جب حضرت پیرو مرشد قبلہ قندھاری پر مرض کا غلبہ شدید ہو گیا اور وقتِ آخر آن پہنچا تو آپ کو اپنے مسند پر قائم مقام خلیفہ اور نائب مناب مقرر فرمایا۔خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف، خانقاہ شریف دہلی اور خانقاہ شریف غنڈان خراسان (افغانستان) کا انتظام وانصرام اور جملہ تولیت آپ کے سپرد فرمائی۔

شبِ دوشنبہ بائیس شوال المکرّم سن بارہ سو چوراسی ہجری (۱۲۸۴ھ) کو قبلۂ عالم و عالمیان جناب حاجی الحرمین الشریفین خواجہ دوست محمد قندھاریؒ نے عالمِ فانی سے دارِ جاوِدانی کو رحلت فرمائی اور صدیقین وشہداء کے مسکن اعلی عِلّیّن کی جانب تشریف لے گئے۔ **اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.**

زیارتِ حرمین شریفین: حضرت پیرو مرشد قبلہ قندھاری قدس سرہٗ کی وفات کے بعد تین سال تک آپؒ خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں مریدین، زائرین، خلفاء اور مسترشدین کی تربیت وتولیت اور مہمانداری میں رہے۔بعد ازاں آپ کے دل میں حرمین شریفین کی زیارت کے شوقِ فراواں اور عقیدتِ بے پایاں کے جذبات موجزن ہوئی اور آپ عازمِ حرمین شریفین **زادھما اللہ شرفا و عظمة** ہوئے۔جب فرض حج بیت اللہ کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے جب مدینہ طیبہ وارد

ہوئے تو آپ پر سرورِ کائنات و مفخرِ موجودات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کا رابطۂ محبت اور غلبۂ شوق وعقیدت اس قدر حاوی ہو گیا کہ در و دیوار سے صورتِ محبوب ﷺ مشاہدہ فرماتے۔ مدینہ طیبہ میں گیارہ روز قیام رہا۔ اس عرصے میں بسببِ ادب واحترام کھانا پینا یک قلم ترک کر دیا تا کہ قضائے حاجت کی ادائیگی خدانخواستہ ایسی جگہ نہ ہو جائے جہاں حبیبِ خدا ﷺ نے قدومِ میمنت لزوم فرمایا ہو۔ کیونکہ مدینہ طیبہ کی سرزمین سب کی سب پیغمبرِ خدا ﷺ کی قیام گاہ اور مسکن مبارک ہے۔

حرمین شریفین سے واپسی: جب فریضہ حج کی ادائیگی اور زیارتِ گنبدِ خضریٰ سے شاد کام و بامراد ہوئے تو واپس خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف تشریف لے آئے اور پیرومرشد حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہٗ کی مسندِ ارشاد پر رونق افروز ہوئے۔ ہندوستان، افغانستان اور کئی دوسرے ممالک کے ہزاروں عقیدت مندوں کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل فرمایا۔

پابندیٔ شریعت: آپ نے شریعتِ مصطفوی پر استقامت کے ساتھ کاربند رہنے کو اپنا لائحہ عمل بنایا۔ گفتار و کردار، نشست و برخاست، خورد و نوش، وضع قطع اور لباس وغیرہ الغرض تمام شعبہ ہائے حیات میں آپ کی یہ کوشش ہوتی کہ سنتِ مبارکہ رسول اللہ ﷺ سے سرِ مو انحراف نہ ہو۔ صلوٰۃِ خمسہ اول وقت میں باجماعت ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ خانقاہ شریف میں مقیم درویشوں اور اعتکاف کرنے والوں کو ہمیشہ یہ تاکید فرماتے کہ نمازِ تہجد، مراقبہ اور کثرتِ ذکرِ الٰہی کی پابندی کی جائے اور اکثر فرماتے کہ یادِ الٰہی سے ایک لمحہ بھی غفلت نہیں ہونی چاہیے۔ اکثر آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر ہوتا:

ذکر کن ذکر تا ترا جان است　　　پاکیِ دل ز ذکرِ رحمٰن است

ذکر کر جب تک ہے رشتہ جان کا　　　پاکیِ دل ذکر ہے رحمٰن کا　　　(مرشد بابا)

منکسر المزاجی: آپ قبلہ کے مرید اور عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں تھے لیکن آپ کمال کسرِ نفسی سے فرمایا کرتے کہ میں پیر اور بزرگ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ میں تو اپنے پیرومرشد حضرت قبلہ خواجہ حاجی مولانا دوست محمد قندھاری کے مزارِ پرانوار کا جاروب کش ہوں۔

خانقاہ شریف کے اخراجات اللہ کے توکل پر جاری تھے۔ بظاہر ایک دھیلے کی آمدنی کسی طرف سے مقرر نہ

تھی۔بعض اوقات مہمانوں کی تعداد سینکڑوں ہو جاتی۔ زائرین اور واردین کے علاوہ خانقاہ شریف میں ہر وقت قیام پذیر خدام و مریدین مردوں اور خواتین کی تعداد مع افرادِ خانہ چالیس سے زائد تھی۔ ان سب کے اخراجات و مصارف کا واحد کفیل صرف ذاتِ خداوندی کا بھروسہ تھا۔بعض ظاہر بین، حاسدین جب اس قدر کثیر اخراجات و مصارف کو ملاحظہ کرتے تو گمان کرتے کہ آپ کوئی عملِ تسخیر رکھتے ہیں یا عامل ہیں یا عملِ کیمیا (سونا بنانے کا طریقہ) جانتے ہیں۔

آپ قبلہ علم، اخلاق، سخاوت اور توکّل کا سمندر تھے۔ جب کبھی کبھار خانقاہ شریف میں کوئی فتویٰ استفسار کے لئے آ جاتا تو حضرت قبلہ فرماتے: ''میں خود کو فتویٰ کا حکم جاری کرنے میں شامل نہیں کرتا۔ میں درویش ہوں اور درویشی کرتا ہوں اور دنیا میں ہر آدمی کی اپنی ایک ڈیوٹی ہے''۔ حالانکہ حضرت قبلہ ایک بہت بڑا کتب خانہ [۱] رکھتے تھے جس کی نظیر شاید اس وقت ہندوستان بھر میں نہ ہو۔ خاکسار راقم (مولف و مصنف) کے خیال میں حضرت قبلہؒ منکسر المزاجی، خلق و متانت کا مجسمہ تھے۔ آپ سے تعلق رکھنے والا ہر شخص یہی سوچتا کہ حضرت قبلہ جو لطف و مہربانی اس کے ساتھ فرماتے ہیں کسی اور سے نہیں فرماتے۔ کسی سائل کے سوالوں کو کبھی رد نہیں کیا۔ جب کبھی کوئی سائل حاضر ہوتا تو اس کو اس کی حیثیت کے مطابق عطا کرتے اور لوٹاتے۔

حضرت قبلہ کے استغنا کا ایک واقعہ: ایک سال حضرت قبلہؒ موسمِ گرما گزارنے کے لئے خانقاہ شریف غنڈان (افغانستان) تشریف لے گئے۔ ایک دن وہاں کے قبیلوں توخے، خدرزئی کے سب چھوٹے بڑے مرد و زن حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی و زاری سے عرض کیا: ''ہم ایک کاریز اور اس سے آباد ہونے والی ملحقہ آبادی جس کی قیمت دس ہزار روپے اور سالانہ آمدنی دو ہزار روپے ہے، حضرت قبلہ کے لنگر اور خانقاہ شریف کے اخراجات و مصارف کے لئے ہدیہ کے طور پر نذر کرتے ہیں۔

---

[۱] آج کل حضرت قبلہ کا یہی کتب خانہ خانقاہ شریف موسیٰ زئی میں موجود ہے۔ والدِ بزرگوار حضرت قبلہ محمد اسماعیل صاحب سراجی مجددی مرحوم کی حیاتِ مبارکہ میں اس کتب خانہ کی دیکھ بھال خاکسار مترجم عفی عنہ کے سپرد تھی۔ جب بھی کوئی کتاب ان کو ضرورت پڑتی تو خاکسار سے فرماتے اور خاکسار وہ کتاب فوراً پیش کر دیتا۔ خاکسار نے متعدد کتابوں کا اپنی طرف سے اس میں اضافہ کیا۔ اس کتب خانہ کی کتب کی تعداد تقریباً چھ ہزار ہے جن میں ایک چوتھائی خطی ہیں۔ اس کتب خانہ کی بہت سی کتابیں حضرت قبلہ حافظ محمد ابراہیم قلندر مرحوم کے زمانے میں بعض خلفاء عاریتاً لے گئے جو واپس نہ کی گئیں۔ نیز بہت سی کتابیں حضرت قبلہ کے افرادِ خاندان میں پھیلی پڑی ہیں۔

حضرت قبلہ اسے منظور فرمائیں''۔ حضرت قبلہ نے یہ جائیداد لینے سے انکار فرمایا۔ بعد ازاں ان قبیلوں کے افراد نے یہ جائیداد قبول کروانے کے لئے ہر چند حضرت قبلہ کو آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن آپ نے ہر بار انکار کیا اور قبول نہ کی۔

دوست مارا زر دہد منت نہد رازقِ ما رزق بے منت دہد

یار زر کرتا ہے احساں سے عطا رزق بے منت کے دیتا ہے خدا (مرشد بابا)

مفہوم: دوست ہمیں منت رکھ کر زر دیتا ہے۔ جبکہ ہمارا رازق کسی منت و احسان کے بغیر ہمیں رزق عطا کرتا ہے۔

اور فرمایا فقیر کے سب کام خداوندِ کریم کے سہارے اور بھروسے پر جاری وساری ہیں۔

ایک اور واقعہ: ایک دن حضرت قبلہ کے ایک خادم اور مرید حاجی غلام نبی قوم موسیٰ زئی بابڑ سکنہ چودھوان نے آپ قبلہ کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا۔ جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

''دو ویل زمین آبِ سیاہ سولہ بٹہ دس (۱۶/۱۰) حصہ خراس (پن چکی)، ایک باغ ثمر دار اور ایک رہائشی مکان کا بندہ واحد مالک ہے۔ اس تمام جائیداد کی قیمت تقریباً گیارہ ہزار روپے ہے۔ بندہ یہ جائیداد برضا ورغبت لنگر اور خانقاہ شریف کے مصارف واخراجات کے لئے نظرِ خدمت کرتا ہے۔ پس حضرت قبلہ اسے قبول کر کے داخلِ لنگر شریف فرمائیں اور خادم کو خدام اور درویشوں کے زمرے میں جگہ دے کر خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں مستقل قیام کی اجازت عنایت فرمائیں۔ غلام کا ارادہ ہے کہ تمام دنیاوی علائق وروابط کو خیر باد کہہ کر باقی ماندہ زندگی اپنے پیرو دستگیر کے حضور یادِ الٰہی میں بسر کرے''۔ حضرت قبلہ نے حاجی صاحب موصوف کے عریضے کے پشت پر یہ جواب تحریر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے: ''جنابِ من! آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح ہے۔ بلا شک وریب یہ آپ کا خلوصِ نیت اور حسنِ اعتقاد ہے۔ اللہ تعالیٰ آں عزیز کو اس نیک نیتی کی جزائے خیر بخشے۔ بحرمۃ النون والصاد۔ اے عزیز فقیر کے لنگر و خانقاہ کے سب اخراجات و مصارف توکلِ الٰہی پر موقوف ومنحصر ہیں اور ہمارے حضراتِ کبار کا شروع سے یہ معمول رہا ہے کہ مستقبل کی فکر میں مال ودولت سمیٹنے کا دردِ سر کبھی مول نہیں لیا اور لنگر کے مصارف واخراجات اور ہر قسم کے دیگر امور کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے تھے۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں　　مید ہد حق آرزوئے متقیں

اک ہے تیری آرزو اور اک خدا کی آرزو　　رکھتا ہے مولیٰ تعالیٰ زاہدوں کی آبرو　　(مرشد بابا)

مفہوم: جس طرح تیری خواہش ہے خدا کی رضامندی اس کے برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی حاجت براری کرتا ہے۔

فقیر کو اس جائیداد کے منظور کرنے میں معذور سمجھیں۔ خانقاہ شریف آپ کا اپنا گھر ہے۔ جس وقت آپ عزیز کی مرضی اور خواہش ہو بڑی خوشی سے تشریف لائیں۔ دعا سے کسی قسم کا دریغ نہیں کیا جائے گا۔ تسلی رکھیں''۔ اس کے بعد حاجی صاحب نے کئی مرتبہ حضرت قبلہ کو اس جائیداد کے قبول کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن آپ قبلہ نے ہر بار انکار میں جواب دیا۔ حضرت قبلہ کی غنا اس علاقے کے اطراف و نواح میں بہت مشہور ہے۔ ایک دفعہ اتفاقاً چند سیاح خانقاہ شریف میں وارد ہوئے اور حضرت قبلہ سے ملاقات کی۔ ان سیاحوں نے پہلی ملاقات میں اس بات کا اعتراف کیا کہ اس سے قبل ایسا دل نواز اور صاحبِ نسبت شخص کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔

پس بہ ہر دوری ولیِ قائم است　　تا قیامت آزمائش باقی است

مفہوم: ہر زمانے میں ولی پائے جاتے ہیں اور قیامت تک یہ آزمائش جاری ہے۔

مرض و علالت: حضرت قبلہ گوناگوں امراض: رعشہ، فالج، ضیق النفس اور دورانِ سر کے دائمی مریض تھے۔ حضرت قبلہ ان کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ بیماریاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوازم ہیں جو فقیر پر مسلط کی گئی ہیں۔

وصل پیدا گشت از عینِ بلا　　زاں حلاوت شد عبارت ما قلی

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش　　بہر خوشنودیِ شاہِ مرد خویش

عاشقم بر لطف و قہرش من بجد　　اے عجب من عاشقم ایں ہر دو ضد

﴿منظوم ترجمہ از محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا﴾

وصل کا باعث ہوئی عینِ بلا　　''وہ ہے راضی'' اس حلاوت سے کھلا

اپنے شاہ کی دل خوشی کے واسطے　　میں نے اپنائے بلا کے راستے

اس کے قہر و مہر کا شیدا ہوں میں　　طرفہ ہے ان دونوں سے بندھا ہوں میں

ترجمہ ومفہوم: آزمائشِ فراق کی ستم زدگی کے نتیجے میں وصالِ محبوب کی دولت میسّر آئی۔اس وصال کی حلاوت سے یہ معلوم ہوا کہ محبوب مجھ سے ناراض نہیں ہے۔میں اپنے محبوب کی خوشنودی کی خاطر اپنے رنج اور درد پر فریفتہ ہوں۔یعنی اگر اسے میرے دکھ درد پر خوشی حاصل ہوتی ہے تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور عنایت کیا ہے۔مجھے اپنے محبوب کے لطف وقہر سے انتہائی عشق ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ میں بیک وقت ان ہر دو باہم متضاد کیفیتوں کا عاشق ہوں۔

پندونصائح: وصال سے پانچ سال قبل احباب ومریدین، خانقاہ کے درویشوں اور افراد خانہ سے تعلقات وروابط منقطع کر لئے۔اکثر فرمایا کرتے ''اب تو میرا جی چاہتا ہے کہ خلوت گزینی اور گوشہ نشینی اختیار کرلوں کیونکہ عمر اپنے انجام کو پہنچ گئی ہے۔مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

روئے در دیوار کن تنہا نشین   از وجودِ خویش ہم خلوت گزین

کنجِ خلوت میں سوئے دیوار بیٹھ   مجتنب خود سے ہواور بے زار بیٹھ   (مرشد بابا)

لیکن میں کیا کروں لوگ باطنی فیض کے استفادہ کے لئے دور دراز سے چل کر اور راستے کی تکالیف جھیل کر آتے ہیں۔مجھے مناسب محسوس نہیں ہوتا کہ اُن سے بے رُخی کا سلوک کروں''۔کبھی کبھار یہ بھی فرماتے: ''میری مثال ایسی ہے گویا گور کنارے پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں''۔بعض دوستوں کو یہ شعر تحریر کر دیتے تھے۔

دادیم ترا از گنجِ مقصود نشان   گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

مفہوم: یعنی ہم نے تجھ کو گنجِ مقصود کا پتا دے دیا ہے اگر ہم اس کو پانے میں ناکام رہے تو شاید تو اسے پالے''۔

وفات سے ایک سال پہلے جو احباب ومریدین دور ونزدیک سے زیارت وقدم بوسی کیلئے حاضر ہوتے تو اُنہیں اکثر ان نصائح سے نوازتے ''فقیر کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھیں کیونکہ حیاتِ مستعار کا کوئی اعتبار نہیں آپ صاحبان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اوقات کو ذکر وفکر اور طاعت وعبادت میں صرف کریں کیونکہ یہی چیزیں ظاہری اور باطنی برکات کا پیش خیمہ ہیں اور دنیا کو عالمِ وجود میں لانے کی اصل غرض اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔کام کا وقت یہی ہے۔کل حسرت وندامت کے سوا کچھ کام نہیں آئے گا''۔بعض احباب کو یہ عبارت تحریر فرماتے تھے ''میرے عزیز! دنیا بھروسے کی جگہ نہیں۔یہاں کی زندگی چندروزہ ہے پھر اصل وطن کی

طرف لوٹتا ہے۔پس فقیر کو ہمیشہ ہر حال میں اپنا دعا گو اور اپنی ذاتِ گرامی کی طرف متوجہ سمجھیں۔اور فقیر کو بھی دعائے حسنِ خاتمہ کے ساتھ یاد و شاد رکھا کریں کیونکہ یہی وقت،وقتِ خبر گیری ہے''۔

جناب حاجی حافظ محمد خان صاحب ترین رئیس اڑی افاغنہ سال میں ایک بار زیارت وقدم بوسی کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔حضرت قبلہؒ کی وفات سے چار ماہ قبل آخری مرتبہ حسبِ معمول حاضر ہو کر زیارت و قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔اُن کا سبق مراقبہ احدیت پر تھا حضرت قبلہؒ نے اُن کے مراقباتِ مشارب کے اسباق کی تجدید فرمائی اور چند روز بعد اُنہیں رخصت کرتے وقت فرمایا:''فقیر کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے پتا نہیں پھر ملاقات میسّر ہو یا نہ ہو۔ایک ماہ گزرنے کے بعد اپنے گھر ہی پر مراقبہ معیت کی نیت کر لیں کیونکہ سلوکِ نقشبندیہ فقط اسی قدر ہے اور گھریلو امور ومشاغل وغیرہ سے فرصت وفراغت پانے پر ذکر ومراقبہ سے شغل رکھیں''۔

اسی سال بیماری کی کثرت کے سبب حضرت قبلہ کا جسد مبارک اس قدر کمزور اور ضعیف ہو گیا کہ موسمِ گرما میں گرمی کی شدت اور سرما میں سردی کی شدت اور زیادتی برداشت سے باہر ہو گئی۔صحت وتندرستی کی حالت میں حضرت نہایت کم غذا تناول فرماتے تھے اس بیماری کے دوران میں آپ اکثر یہ فرمایا کرتے''تسبیح خانہ سے مسجد شریف کے راستے کا فاصلہ فقیر کے لئے سفر کا حکم رکھتا ہے(مسجد شریف اور تسبیح خانہ کا درمیانی فاصلہ قریباً تیس قدم ہے)اس بیماری کے ایّام میں حضرت قبلہؒ جب نمازِ فجر کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتے تو ضعف ونقاہت کی وجہ سے اس مختصر راستے میں اس قدر تھک جاتے کہ تین بار رستانے کو بیٹھ جاتے۔لیکن نمازِ فجر نہایت ترتیل سے مسنون طویل قرآت کے ساتھ کھڑے ہو کر ادا فرماتے۔ختم شریف اور حلقہ شریف اسی بیماری میں بھی معمول کے ساتھ انجام دیتے۔یہ صرف خداداد توانائی تھی ورنہ حضرت قبلہ کی کمزوری اور نقاہت اس مشکل امر کو سرانجام دینے کے ہرگز قابل نہ تھی۔

قوتِ جبریل از مطبخ نبود بود از درگاہِ خلّاقِ ودود

قوت جبریل مطبخ سے نہیں اس کا رازق تو ہے خلّاق و متیں

حضرت قبلہؒ ۲۹ رجب کی آدھی رات سے لے کر ۲۲ شعبان تک(بوقت اشراق بروز سہ شنبہ)۲۴ یوم تپ محرقہ اور اسہال میں گرفتار رہے۔مرض کے دوران سینکڑوں روپے خیرات کئے اور بیشمار گائیں،بیل،بکرے،

بکریاں، دنبے اور بھیڑیں ہر روز ایامِ بیماری میں ذبح کی گئیں۔ حضرت قبلہؒ کی ان خیراتوں سے اکثر غرباء و مساکین دل سیر ہو گئے۔ کافی یونانی و ڈاکٹری علاج کرائے گئے لیکن نتیجہ صفر رہا۔ مجرب ادویات نے الٹا اثر دکھایا اور وہ بجائے فائدہ کے ضرر رساں ثابت ہوئیں۔

از قضا سرکہ بہ بین صفرا فزود روغنِ بادام خشکی مینمود
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت آب آتش رامد و شد ہیچونفت
چون قضا آید طبیب ابلہ شود داروئ دفع مرض گمرہ شود

ترجمہ محمد سعد سراجی مرشد بابا

دیکھ سرکہ ہو گیا صفرا فزا روغنِ بادام خشکی ہو گیا
کر دیا ہڑ نے شکم میں قبض سخت اور آتش کو ہوا جل مثلِ نفت
جب قضا آئی طبیب ابلہ ہوا داروئے دفعِ مرض گمرہ ہوا

اٹھائیس اور انتیس رجب المرجب کے مابین آدھی رات کے وقت حضرت قبلہ پر تپ کا شدید غلبہ ہوا۔ اسی روز نمازِ فجر کی دو رکعت سنت کھڑے ہو کر ادا کرنا شروع کیں۔ عین قیام کے دوران تپ کا شدید دورہ ہوا اور آپ فرش پر گر پڑے۔ چند دن بعد اطباء باہمی مشورے سے اس رائے پر پہنچے کہ حضرت قبلہ کو تپِ محرقہ ہے۔ اس قدر شدید بیماری کے باوجود پانچوں فرض نمازیں با جماعت ادا کرنا ترک نہ کیں۔ پھر جب مرضِ اسہال میں زیادت ہو گئی تو اٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا۔ کمزوری اور نقاہت کے بڑھ جانے کے سبب زبان میں لکنت پیدا ہو گئی۔ بہت ہی خاص اور اہم کام کے لئے جب کوئی بات کرتے تو نہایت ہی دھیمی اور باریک آواز میں کم بات کرتے۔

حضرت قبلہؒ ہر شخص کی مہمان نوازی اس قدر فرماتے کہ اس سے بڑھ کر شاید ممکن ہو۔ حتیٰ کہ اپنی بیماری کے نازک لمحات میں عیادت و تیمارداری کے لئے آنے والے سینکڑوں مہمانوں میں سے ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ مصافحہ فرماتے اور خیر و عافیت دریافت کرتے۔ جو واپس جانا چاہتے ان کو رخصت کر دیتے اور جو قیام کرنا چاہتے ان کو رہنے کی اجازت فرماتے۔

روز بروز مرض میں اضافہ ہوتا گیا اور بیماری طول پکڑ گئی۔ ایک مرتبہ جب آپ شدید مرض کے دوران کچھ

افاقہ سے تھے تو عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے استفسار فرمایا: ''میرے مہمانوں کی عزت افزائی اور مدارات نان و طعام سے کی گئی ہے یا نہیں؟'' ایک خادم نے عرض کی: ''حضرت قبلہؒ! مہمانوں کی خاطر و مدارت بہترین طریقے سے کی گئی ہے۔تسلی رکھیں''۔ پھر پوچھا:''فلاں فلاں مکان میں کون کون سے مہمان رہائش پذیر ہیں۔ ہر ایک کو مناسب بستر دیئے گئے ہیں یا نہیں؟'' خادم نے عرض کیا:''قبلہ! ہر ایک کو رہائش کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ دی گئی ہے اور بستر بھی ہر ایک کو ٹھیک دیئے گئے ہیں''۔ جب مہمانوں کے متعلق دریافت فرما چکے تو آپ پر بیہوشی کا غلبہ ہوگیا اور شدید غشی طاری ہوگئی۔

سبحان اللہ! کیسے عظیم خلق سے اللہ تعالیٰ نے نوازا تھا کہ اس قدر شدید بیماری میں جبکہ (جان و جہان کی طرف سے بالکل بے خبر تھے) مہمانوں کی خبر گیری اور میزبانی سے غافل نہ تھے۔مرض کے آخری لمحات میں بعض احباب کو پند و نصائح فرماتے۔ ملا صاحب نیازی ۱؎ (جو مریدوں میں طویل العمر تھے) کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

حال من بہ بیں و عبرت بگیر۔ وغم	میری حالت دیکھ اور اس سے عبرت حاصل کر
آخرت بخور و توشہ سفر کلان بساز	آخرت کی فکر کر اور لمبے سفر کیلئے زادِ راہ تیار کر

ملا محمد رسول صاحب لئون کو بزبان پشتو فرمایا: ''خاورے بادہ وا'' یعنی دین کی فکر کر اور خداوند کریم سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہو۔ حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے یہ سنتے ہی ملا محمد رسول صاحب موصوف پر جذبہ طاری ہوگیا۔ حضرت قبلہ نے اپنے ایک خادم شیخ شہزاد مچن خیل ۲؎ ساکن موسیٰ زئی شریف سے مخاطب ہو کر فرمایا:

ببیں احوال من	میرے حالات و واقعات کا جائزہ لے
چہ شد تیز رفتاری من	کہاں گئی میری وہ تیز رفتاری
و چہ شد خوش بیانی و خوش کلامی من	اور کہاں گئی میری وہ خوش بیانی اور خوش کلامی
و چہ شد قوۃ جسمانی من	اور کیا بنا میری قوتِ جسمانی کا؟
و چہ شد فہم معانی من	اور کہاں گیا میرا معانی و فہم کا ادراک

۱؎ ملا صاحب نیازی مرحوم نے حضرت قبلہ کی وفات سے ایک سال ایک ماہ چھ یوم بعد وفات پائی۔

۲؎ شیخ شہزاد مچن خیل نے حضرت قبلہ کی وفات سے پانچ ماہ اور ایک دن قبل وفات پائی۔

وچہ شد حواس جوانی من — اور کہاں گئے میرے جوانی کے حواس

از حال من عبرت بگیر — میرے حال سے عبرت حاصل کر

واین وقت رایاد دار — اور اس وقت کو یاد رکھ

وفات سے قبل ایک مجمع جو حضرت قبلہؒ کی عیادت و بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوا تھا کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

نیا وردم از خانہ چیزے نخست — تو دادی ہمہ چیز و من چیزے تست

گھر سے میں کوئی بھی شے لایا نہیں — سب ترا ہے میرا کچھ مایہ نہیں — (مرشد بابا)

اور پھر یہ شعر پڑھا:

سپردم بہ تو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را

مفہوم: میں نے اپنا سب کچھ تیرے حوالے کر دیا ہے۔ میرا حسابِ کم و بیش تو ہی جانتا ہے۔

اور پھر اس کے بعد فرمایا: ''میں ان تمام لوگوں کے حق میں جو اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں یا اس فقیر سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ اس وقت یہاں حاضر ہیں یا بیمار پرسی اور عیادت کر کے واپس چلے گئے ہیں یا بیماری و علالت سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے یہاں نہیں آئے ہیں دعائے خیر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دربار کے فیوض و برکات سے محروم نہ فرمائے اور انہیں ہر دو جہاں کی مرادات سے بخوبی بہرہ مند فرمائے آمین۔ یہ ملاقات فقیر کی آخری ملاقات ہے۔ اللہ جل شانہ پر توکل رکھیں''۔ حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے یہ ارشادات اور پند و نصائح سنتے ہی تمام حاضرینِ محفل پر گریہ طاری ہو گیا۔ اسی اثناء میں جناب مولانا مولوی محمود شیرازی (خلیفۂ مجاز حضرت قبلہ) نے عرض کیا: ''میں آپ پر قربان جاؤں اب جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کیا یہ از روئے الہام ہے یا اس کا سبب علالت و بیماری ہے؟'' حضرت قبلہ خاموش ہو گئے اور ایک لمحہ کے بعد فرمایا: ''میرے اندر اب زیادہ بولنے کی سکت نہیں۔''

وصال سے ایک رات پہلے اپنے فرزندِ سعادت مند سراج الاولیاء حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے برادر عزیز حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے خلیفہ مولانا محمود شیرازی کو بعد وفات اپنا غسل دینے کی اجازت فرمائی۔

وفات حسرت آیات: ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ کو منگل کے دن اشراق کے وقت حضرت قبلہ عالم و عالمیان

رحمۃ اللہ علیہ اس عالمِ فانی سے رشتۂ تعلق منقطع کر کے رحلت فرمائے دارِ جاودانی ہوئے۔ احباب و مریدین سے اپنا ظاہری واسطہ ورشتہ کاٹ کر فرقِ عالم پر خاکِ مصیبت ڈالتے ہوئے بہشتِ بریں کوچ کر گئے۔ اِنّـا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡن ۔ وصال کے وقت کثرت تہلیل...... لَا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰه...... سے تمام وجود جنبش کر رہا تھا اور آخری سانسوں میں کلمہ طیبہ...... لَا اِلٰـهَ اِلَّاالـلّٰـه مُـحَـمَّدُ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ...... وردِ زبان تھا۔ حضرت قبلہ کے وصال مبارک سے اعزا و اقرباء اولاد، خلفاء اور احباب و مریدین پر رنج والم کے وہ پہاڑ ٹوٹ پڑے جس کا بیان حیطۂ تحریر سے باہر ہے۔

آں زماں خود آسمان گفت با زمیں — گر قیامت را ندیدستی ببیں

مفہوم: اس وقت آسمان نے زمین سے کہا اگر تو نے قیامت کا نظارہ نہیں کیا تو اب کر لے۔

غسل، تجہیز اور تکفین سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ مبارک اٹھایا گیا لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو گیا تھا کہ چار پائی تک ہاتھ لے جانا دشوار ہو گیا۔ جناب میرا صاحب قلندر جو بڑے لامبے قد و قامت والے اور خوب جسیم تھے، بمشکل تمام چار پائی کے ایک پائے کو دو انگلیوں سے چھو سکے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا جنازہ مبارک ہوا کے دوش پر جا رہا ہے۔ جنازہ مبارک سے انوار و تجلیات کا ظہور ہو رہا تھا۔ جس سے تمام خانقاہ شریف سراپا نور ہو گئی تھی۔

ع — شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ

مفہوم: سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی بات کے برابر نہیں ہو سکتی۔

حضرت قبلہ کی وفات حسرت آیات کی خبر چند لمحوں میں اطراف و نواح میں اس قدر جلد پھیل گئی کہ سینکڑوں افراد دور دراز سے جنازہ مبارک میں آ شامل ہوئے۔ اس کے بعد آپ کے مبارک جسدِ خاکی کو خانقاہ شریف کے صحن میں رکھا گیا اور صفوف کی درستی کی گئی۔ حاضرین کی کثرت و ازدہام کی وجہ سے احاطۂ خانقاہ میں قدم رکھنے کی جگہ تک نہ تھی۔ یہاں تک کہ باہر بھی صفیں ہی صفیں تھیں۔ نماز جنازہ حضرت قبلہ کے فرزندِ صالح و خلفِ رشید مشہور فی الآفاق حضرت قبلہ صاحبزادہ محمد سراج الدینؒ نے پڑھائی۔

نمازِ جنازہ کے بعد حضرت مولانا محمود شیرازیؒ نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے مجمعِ عام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں حضرت قبلہؒ کو غسل دینے میں شریک تھا۔ کچھ کرامتیں جو حضرت قبلہ سے ظاہر ہوئیں جن کی

تفصیل اور وضاحت اس عام مجمع میں بیان نہیں کی جا سکتی[۱]''۔ ظہر کی نماز کے بعد حضرت قبلہ کے مبارک وجود کو پیرومرشد حضرت قندھاریؒ کے مبارک قدموں کے سامنے سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ قبلہ کو اپنے پیرومرشد سے دارِ جاویدانی میں بھی جدائی گوارا نہ ہوئی۔

سر بوقتِ ذبح اپنا ان کے زیرِ پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

حضرت قبلہ کے خادم جناب حق داد خان صاحب ترین ساکن ڈیرہ اسماعیل خان آپ کے انتقالِ پر ملال کے وقت خانقاہ شریف میں موجود نہیں تھے۔ جب ان کو حضرت قبلہ کے وصالِ پر ملال کی تکلیف دہ خبر پہنچی تو وہ یہ خبر سنتے ہی غم واندوہ کی تصویر ہو گئے۔ ہجر وفراق کے اس شدید صدمے سے مندرجہ ذیل اشعار ان کی زبان پر جاری ہوئے:

مرثیہ

بر سیہ بختی من شام بلا میگرید — از پی ماتم من ابر فنا میگرید
روز و شب در نظرم گشت سراسر تیرہ — دل جدا نالہ کند دیدہ جدا میگرید
تیر خوردم بدل و جان سپردم افسوس — چہ شد از دیدۂ ما صبح و مسا میگرید
وقت تو دریغ ندیدم رخ نور افشان را — آنکہ از فرقت او خلق خدا میگرید
آرزوی دل من ماند کما کان بدل — شب غم از غم محرومی ما میگرید
مدت العمر اگر گریہ کنم ہست سزا — ہر کسی را کہ فلک زد ابدا میگرید
محرمی حالت محرومی مارا چو شنید — گفت حقداد بہ حق دادہ چرا میگرید

نوٹ: مرثیہ اردو از خاکسار مترجم عفی عنہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

---

[۱] خاکسار مترجم نے اپنے والد بزرگوار قبلہ خواجہ محمد اسماعیل مرحوم سے ان کرامات بعد از غسل کی تفصیل جاننا چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ ایک کرامت تو یہ ہے کہ غسل دیتے وقت جب بھی کسی عضو کی طرف ہاتھ بڑھایا جاتا تو حضرت قبلہ خود ہی اس عضو کو برائے غسل بڑھاتے اور اگر پہلو بدلنے کے لئے آپ کے وجود کو حرکت دی جاتی تو حضرت قبلہ خود ہی پہلو بدل لیتے۔ تمام اعضائے بدن کو غسل دینے میں اسی کرامت کا صدور ہوتا رہا۔

مرثیہ اردو

﴿از محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا﴾

میری بدبختی پہ ہے شامِ بلا گریہ کناں
میرے اس ماتم پہ ہے ابر فنا گریہ کناں

ہر طرف کیسی قیامت پہ قیامت ہے بپا
دل جدا نالہ کرے، آنکھیں جدا گریہ کناں

تیر یوں دل پہ لگا ، آخر میں گیا جاں ہار
کیوں نہ دیدے ہوں مرے صبح و مسا گریہ کناں

عمر بھر روؤں اگر تو میرا رونا ہے بجا
مجھ سا واژوں بخت نہ ہو کیوں سدا گریہ کناں

وقتِ رخصت رہ گیا محروم اس کی دید سے
جس کے اٹھ جانے پہ ہے خلقِ خدا گریہ کناں

ہے قیامت کا نمونہ خواجہ عثماں کا رحیل
ہیں سبھی اہلِ زمیں ، اہلِ سما گریہ کناں

صرف رنجیدہ نہیں اہلِ وفا اس دہر میں
ان کی رحلت پہ ہیں سب اہلِ جفا گریہ کناں

میرا شورِ گریہ سن کر میرے مرشدؔ نے کہا
کیوں خدا کردہ پہ ہے یہ بے نوا گریہ کناں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملفوظات مبارکہ

پہلا ملفوظ

ایک دن فدوی حضور والا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے باطنی احوال وکوائف پر مشتمل تحریری عریضہ پیش کیا۔ ایک لحظہ کے بعد حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نے بندہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بزرگوں نے فقر و درویشی کے جو احوال وکوائف اپنی کتابوں میں تحریر کیے ہیں اس زمانے میں (جو اپنے انتہا کو پہنچ چکا ہے) ناپید ہو گئے ہیں۔ ہر شخص اپنی صلاحیت واہلیت اور استعداد کے مطابق کوشش و طلب میں لگا ہوا ہے اور یہ بھی زمانہ کے لحاظ سے غنیمت ہے۔ دکاندار پیروں کے گروہ نے موجودہ زمانہ میں بہت ہی ترقی کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی پیری فقیری سے محفوظ رکھے۔

پھر فرمایا جاہلوں کی تعداد میں ہر نئے دن اضافہ ہو رہا ہے اور روز بروز زمانے کی حالت بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ فقیری کا صرف نام رہ گیا ہے ورنہ اصل فقیری کہاں ہے؟

دوسرا ملفوظ

ایک دن جب میں اپنے حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) کے حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا تو اس وقت حقائق و معارف آگاہ حاجی مولوی غلام حسن صاحب ڈیروی مرحوم کے پوتے مولوی سعد اللہ صاحب بھی موجود تھے اور حضرت قبلہ کے سامنے زمانے کے شکوے شکایتیں اور اپنی معاشی تنگی اور مفلوک الحالی کا رونا رونے لگے۔ تو آپ قبلہ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی معیت (ساتھ) میں رکھے اور اپنے سوا کسی کے سپرد نہ کرے اور غیب الغیب سے تمہارے کام سرانجام دے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری نوّر اللہ مرقدہٗ کی برکت سے آپ کو ضائع و برباد نہیں کرے گا۔

پھر حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نے اس فقیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد

فرمایا کہ یہ سید جو دہلی کا باشندہ ہے کئی سال سے خانقاہ شریف میں اقامت پذیر ہے اور اہل وعیال کے سبب گھر بھی موسیٰ زئی شریف میں بسالیا ہے۔غربت واِفلاس کے باوجود کسی آدمی سے واسطہ وعلاقہ نہیں رکھتا نہ کبھی اس نے ہمارے سامنے اپنی معاشی تنگی کی شکایت کی ہے۔

بابا! جس شخص نے بھی قناعت وتوکّل پر اپنی کمر کس لی اللہ تعالی اس کی بھلائی کے اسباب مہیّا کر دیتا ہے۔پھر آپ قبلہ نے یہ مصرع اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔

ع　　　خدا خود میر سامانست ارباب توکّل را

ترجمہ:　　　خدا خود میرِ ساماں ہے توکّل کرنے والوں کا

تیسرا ملفوظ

ایک دن حضرت قبلہ کی پرنور محفل میں آستان بوسی کی سعادت سے مشرف ہوا۔اس وقت ہمارے حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) کے ایک خلیفہ ملا محمد رسول اخوندزادہ کا مکتوب خراسان (افغانستان) سے آیا جس میں اس نے یہ تحریر کیا تھا کہ میں نے موسمِ سرما میں تنگ [1] کے مقام کو اپنی رہائش کے لیے اختیار کیا ہے کیونکہ یہاں گرمی کی وجہ سے آسائش ہے اور موسم گرما میں زیادہ گرمی بھی نہیں پڑتی۔میں آج کل یہاں مکانوں اور حجروں کی تعمیر میں مشغول ہوں۔قدرے خاموشی کے بعد حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نے فرمایا: ''تمام دینی اور دنیوی کام نیت پر موقوف ہیں اور اجر وثواب بھی اسی کے مطابق ملتا ہے۔میں جو مکانوں اور حجروں کی تعمیر اور حضرت قبلہ (حاجی دوست محمّد صاحب قندھاری) نوّر اللہ مرقدہٗ کی خانقاہ شریف کی خدمت میں مصروف ہوں یہ تمام کام صرف اور صرف اللہ جلّ شانہٗ کی رضا جوئی کے لیے اُن مہمانوں کی خاطر کر رہا ہوں جو دور دراز علاقوں سے طلبِ خداوندی میں یہاں آتے ہیں اور اُن طلب رکھنے والے درویشوں کے لیے بھی جو یادِ الٰہی، عبادت وطاعت اور ذکر مولیٰ جلّ شانہٗ کے لیے یہاں قیام پذیر ہیں۔میں یہ کام (تعمیرات وخدمات وغیرہ) اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال واطفال کے لیے نہیں کرتا''۔

---

[1] تنگ ایک مقام کا نام ہے جو قندھار (افغانستان) کے علاقہ سرگز میں واقع ہے اور اسے تنگ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مشرق و مغرب میں قائم دو پہاڑوں کے درمیان گھرا ہوا ہے۔یہاں دو ندیاں زمانۂ قدیم سے جاری ہیں۔ان میں سے ایک ندی کا دہانہ کابل میں اور دوسری ندی کا دہانہ غزنی میں ہے۔

چوتھا ملفوظ

ایک دن یہ بدنام محفلِ عالی مقام میں حاضر ہوا تو وہاں ایک شخص حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش ہوا جو دنیوی انعام کی لالچ میں ایک نورسیدہ خربوزہ اپنے ساتھ لایا تھا تو آپ نے فرمایا: ''یقین سے عاری لوگوں کا گمان ہے کہ عثمان کے پاس اتنی دولت ہے جس کی انتہا نہیں۔بعض لوگ مجھے کیمیا گر سمجھتے ہیں۔حالانکہ میری حالت یہ ہے کہ جس قدر فتوحات (نذرانے اور تحائف وغیرہ) میرے پاس آتے ہیں میں انہیں درویشوں پر خرچ کر دیتا ہوں اور کل کی فکر نہیں کرتا''۔ نیز فرمایا: ''حضرت قبلہ غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر توکل وقناعت کی دولت سے مالا مال تھے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس اخراجات کے لیے کوئی شے موجود نہیں تھی اور فاقوں تک کی نوبت آ گئی تھی۔آپ قبلہ نے اس خیال سے اپنے آپ کو ایک حجرے کے اندر محصور اور اس کا دروازہ اپنے اوپر اندر سے بند کر لیا کہ جو لباس میرے بدن پر ہے یہ میرا کفن ہے اور یہ حجرہ میری قبر ہے۔میں لوگوں کو اپنی تجہیز وتکفین کے لیے کیوں زحمت میں مبتلا کروں۔آپ نے تیرہ دن مسلسل اسی حجرے کے اندر حالتِ فاقہ میں گزارے۔اس دوران میں ایک شخص آیا اور حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر حضرت شاہ صاحب ممدوح کو پکارا کہ یہ تیرہ روپے آنجناب کے لیے لایا ہوں انہیں قبول فرمائیں۔آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔آخر کار اس نے دروازے کے درز میں سے وہ رقم اندر پھینک دی تو پھر حضرت قبلہ شاہ صاحب کا کام چل پڑا۔حضرت قبلہ شاہ صاحب ممدوح کی ہمیشہ سے یہ عادت تھی کہ خانقاہ شریف کے مصارف واخراجات کے لیے نانبائی سے رقم قرض لیکر درویشوں پر خرچ فرماتے۔نانبائی سے ادھار لی جانے والی یہ رقم کبھی کبھار بڑھتے بڑھتے دس ہزار روپے تک پہنچ جاتی۔تو پھر جب فتوحات آتے تو پہلے پہل نانبائی کا قرض چکاتے اور بچ جانے والی رقم خانقاہ شریف کے مصارف میں استعمال فرماتے اور اس کے تمام ہونے پر دوبارہ قرض لینا شروع کر دیتے''۔

اور اس کے ساتھ ہی حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نے یہ بھی فرمایا: ''اہل وعیال رکھنے والے شخص کے لیے توکّل وقناعت سے کام لینا بے حد مشکل ہے۔اگر وہ اپنے نفس پر قابو پا کر توکل اختیار کر بھی لے تو اس کی بیوی اور بچے اِس ارشادِ ربّانی جلّ شانہٗ :

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ

ترجمہ: اے ایمان والو یقیناً تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے تمہارے دشمن ہیں، ان سے بچو۔

کے مصداق راہ توکلّ پر نہیں آتے اور اُسے یقیناً بلا وفساد سے دوچار کردیتے ہیں۔ پس اس شخص پر لازم ہے کہ کوئی ایسا ہنر یا پیشہ اختیار کرے جو اکل حلال کا موجب ہو کیوں کہ یہ پیغمبروں کی سنت ہے۔ (ہمارے نبی کریم اور تمام انبیاء کرام پر صلاۃ وسلام ہو)''

پانچواں ملفوظ

ایک دن یہ حقیر سراپا تقصیر حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؒ نے فرمایا کہ ایک دن ایک خراسانی مرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا نے تمہیں بادشاہی عطا کی ہے مجھے سر سے پاؤں تک کا لباس عطا کیجیے۔ میں نے اس سے کہا: ''پہلے پہل تم میری بادشاہی کا ثبوت پیش کرو یعنی بادشاہ کا ملک ہوتا ہے تم میرا ملک مجھے دکھلاؤ تو پھر میں تمہیں ایک تہائی بادشاہی بخش دوں گا اور اگر تم اس پر راضی نہیں تو نصف بادشاہی تمہیں دے دوں گا۔'' وہ شخص لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرا مدّعا تو سوال کرنا تھا۔ پھر جو کچھ حسبِ سوال دینے کا تھا۔ میں نے اس کو دے دیا۔

فائدہ کلام: پھر فرمایا کہ جہان میں میری دولت مندی کی شہرت ہمارے پیرو مرشد کی برکت کی وجہ سے ہے ورنہ دنیا میں ہم سا کوئی مسکین نہیں۔ (قدس اللہ تعالی سرہٗ الاقدس۔ اللہ تعالی ہمارے پیرو مرشد کے اسرار کو مقدّس فرمائے)

چھٹا ملفوظ

ایک دن جب اس فقیر کو حضرت قبلہؒ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) کی محفل فیض منزل میں حاضری اور آستان بوسی کا شرف حاصل ہوا تو آپ کے حضور فیض گنجور میں گیان سنگھ نامی ایک سکھ حاضر ہوا اور قدم بوس ہونے کے بعد اس نے عرض کیا: ''بندہ آنجناب کا اسم گرامی سن کر حاضر ہوا ہے۔ مجھے اسلام میں داخل فرمایئے۔ کلمہ شریف اور اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرمایئے۔'' حضرت قبلہؒ نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ اس سکھ کا جوڑا تراش ڈالو اور سر کے تمام بالوں کا صفایا کردو۔ اس کے بعد اسے دین متین اسلام کی تعلیم و تلقین فرمائی اور پھر خادم سے فرمایا کہ اسے نماز کا طریقہ سکھاؤ۔ حضرت قبلہؒ نے اس کا نام عبدالکریم رکھا۔ تین

دن کے بعد اسے مرید کیا اور ذکر قلبی کی تلقین کی۔ اس کا قلب جاری ہو گیا اور اسی وقت وہ مجذوب ہو گیا۔

ساتواں ملفوظ

ایک دن میں حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا۔ حاضرین محفل میں سے ایک شخص نے عرض کیا: ''قبلہ! آیا حلقۂ ذکر کے بارے میں ہمارے لئے کوئی سند پائی جاتی ہے''۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا حلقۂ ذکر کی سند میں کئی حدیثیں موجود ہیں۔ پھر آپؒ نے اپنی زبانِ گوہرفشان سے یہ حدیث بیان فرمائی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِیَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَلٰی حَلْقَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ : مَا اَجْلَسَکُمْ ؟ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُاللّٰہَ ، قَالَ ا للّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ ، قَالَ : اَمَّا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ: "مَا اَجْلَسَکُمْ ؟" قَالُوْ: "جَلَسْنَا نَذْکُرُاللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ ، عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ ، وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا ۔ قَالَ : اللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَاكَ ؟" قَالُوْ ا للّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ ۔ قَالَ : " اَمَّا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ، وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃَ " ۔ رَوَاہُ مُسْلِم

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے فرمایا: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مسجد میں ایک محفل ذکر کی طرف تشریف لائے اور پوچھا : ''تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو ؟'' انہوں نے عرض کیا: ''ہم یہاں اللہ تعالی کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں''۔ فرمایا: ''کیا خدا کی قسم! واقعی تم اس لیے یہاں بیٹھے ہو ؟'' انہوں نے عرض کیا: ''ہم محض اس لیے یہاں بیٹھے ہیں''۔ فرمایا ''میں نے تمہارے متعلق کسی شک کی بناء پر تم سے حلف نہیں لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک میرے مرتبے کا کوئی آدمی ایسا نہیں جس نے مجھ سے کم حدیثیں روایت کی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی ایک مجلس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''تم کس لیے بیٹھے ہو؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا: ''ہم بیٹھے ہیں تا کہ اللہ تعالی کا ذکر کریں اور اس بات پر اس کی حمد بیان کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور اسلام کے ذریعے ہم پر احسان فرمایا''۔ فرمایا ﷺ: ''خدا کی قسم! کیا واقعی تم اس لیے یہاں بیٹھے ہو''۔ صحابہ نے عرض کیا: ''خدا کی قسم! ہم اس لیے یہاں بیٹھے ہیں۔'' فرمایا ﷺ: ''میں نے تمہارے متعلق کسی شک کی وجہ

سے تم سے حلف نہیں لیا بلکہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالی فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہیں۔'' (امام مسلمؒ نے اس حدیث شریف کی روایت کی)

آٹھواں ملفوظ

ایک دن یہ عصیاں شعار حضور والا میں حاضر تھا حضرت قبلہؒ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نماز فجر کے بعد ختم خواجگان کا ورد کرنے کے لئے تشریف رکھتے تھے یہ ختم ہمارے اکابرین نقشبندیہ مجددیہ کا معمول ہے۔

خانقاہ شریف کے تمام خدام اور درویش ایک دوسرے کے آگے پیچھے بے ترتیب انداز میں الگ الگ حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ حضرت قبلہؒ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح نہیں بیٹھنا چاہیے کیوں کہ شیطان میمنے کی مانند ان فاصلوں میں سے گزر کر اندر گھس آتا ہے اور یہ امر حدیث شریف سے ثابت ہے۔ ختم اور حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد اس عاصی خاطی نے عرض کی کہ حضرت قبلہ اپنی زبان مبارک سے وہ حدیث شریف بیان فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے یہ حدیث شریف پڑھی۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اَنِّىْ لَاَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خِلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ ۱۲ رَوَاهُ اَبُو دَاوٗد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صفیں سیدھی رکھو اور ان میں نزدیکی کرو۔ اپنی گردنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ برابر رکھو۔ اس ذات اقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں شیطان کو صفوں کے رخنوں میں سے میمنے کی طرح گھستے ہوئے دیکھتا ہوں۔ (اس حدیث شریف کو ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے) [۱]

---

[۱] رصوا رص سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں سیدھا کر کے ملانا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کی صفیں سیدھی بھی رکھو اور ان صفوں پر اس طرح کھڑے ہوں کہ ایک دوسرے کے کندھے آپس میں ملے ہوں۔ نیز صفیں قریب قریب رکھو تا کہ دو صفوں کے درمیان اور صف نہ بن سکے یعنی صرف سجدہ کا فاصلہ رکھو۔ نماز جنازہ میں چونکہ سجدہ نہیں ہوتا اس لئے وہاں صفوں کے درمیان میں اس سے کم فاصلہ ہونا چاہیے۔ گردنیں مقابل رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اونچے نیچے مقام پر کھڑے نہ ہوں یعنی ہموار جگہ پر --->

پھر ارشاد فرمایا: ''مشکواۃ، بخاری شریف، مثنوی مولانا روم اور دوسری کتب پڑھنے کے لئے کافی وشافی استعداد واہلیت کا ہونا ضروری ہے۔ بہت سے علماء وفضلا قرآن شریف پڑھتے ہیں اور تفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن وہ کماحقہٗ ان کا فہم نہیں رکھتے۔ پھر آپ نے یہ شعر اپنی زبان مبارک سے پڑھا:

جَمِیۡعُ الۡعِلۡمِ فِی الۡقُرۡاٰنِ لٰکِنۡ

تَقَاصَرَ عَنۡہُ اَفۡھَامُ الرِّجَالِ

(ترجمہ: تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن زیادہ تر لوگوں کے فہم وادراک ان سے قاصر ہیں)

مجموعہ ہر علم ودانش کا قرآنِ پاک ہے

پہنچ پاتا اس کو کب ہر ایک کا ادراک ہے؟

(مرشد بابا)

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پیرومرشد حضرت خواجہ حاجی مولانا دوست محمد قندھاریؒ (اللہ تعالیٰ اُن کی آخری آرامگاہ کو ٹھنڈا اور روشن رکھے) نے ایک دن قرآن مجید کا ایک نسخہ مجھے عطا فرمایا۔ میں نے عرض کیا مجھے قرآن شریف شروع کرائیں۔ جو آپ قبلہ نے مجھے شروع کرا دیا۔ میں نے متفرق اوقات میں تین دفعہ آپ سے قرآن پاک تبرکاً پڑھا۔

پھر کئی سال گزرنے کے بعد میں جب حج وزیارت حرمین شریفین کے لئے گیا اور واپسی پر بندرگاہ عدن پہنچا

<--- کھڑے ہوں تاکہ گردنیں برابر رہیں۔ گردنوں کا قدرتی طور پر اونچا نیچا ہونا معاف ہے کیونکہ بعض لوگ لامبے قد کے اور بعض پستہ قد ہوتے ہیں اور یہ قدرتی امر ہے۔

خنزب ایک شیطان ہے جس کا کام نمازمیں وسوسے ڈالنا ہے۔ وہ صف کے درمیان واقع رخنے میں میمنے کی شکل اختیار کرکے داخل ہوتا ہے اور نمازیوں کو وسوسہ میں مبتلا کرتا ہے۔

یہاں چند امور کی وضاحت ضروری ہے کہ ایک یہ کہ شیطان مختلف شکلیں اختیار کرسکتا ہے۔ جیسا کہ یہاں اس کے بکری کے بچے کی شکل اختیار کرنے کا ذکر ہے۔ دوسرا یہ کہ رب تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو وہ صلاحیت بخشی ہے کہ خالق کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بھی مخلوق پر نظر رکھتے ہیں۔ تیسری یہ کہ جب شیطان جیسی غیبی مخلوق آپ ﷺ کی نگاہ سے اوجھل نہیں تو انسان آپ ﷺ کی نگاہ سے کیسے چھپ سکتے ہیں۔ (مستفاد از مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح تالیف مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

تو وہاں مجھے حضرت قبلہ سے پڑھتے ہوئے کلام الٰہی کے فوائد و تاثیرات حاصل ہوئے اور قرآن مجید کے مقطعات [1] اور متشابہات کے حجابات میرے سامنے سے اٹھ گئے۔

راقم عفی عنہٗ [2] عرض کرتا ہے کہ حضرت قبلہ کے اس ارشاد سے اس امر کا ادراک ہوتا ہے کہ (تصوف و عرفان وغیرہ) کے بعض مقامات کے فوائد و تاثیرات چند سال بعد ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ بعد ازاں مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا درس شروع ہوا تو حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے فرمایا کہ فقہا نے رکوع و سجود میں ٹخنوں کے باہم ملا کر رکھنے کی بابت جو کچھ لکھا ہے وہ اس باب میں وارد حدیث کا مفہوم نہیں سمجھ سکے ہیں۔ اس سے اصل مراد صفوں کی باہم برابری اور یکسانی ہے۔ اسی بارے میں جناب حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ [3] نے حقیر اور حقائق و معارف آگاہ مولوی غلام حسن صاحب کو ایک رسالہ مکہ معظّمہ سے ارسال کیا۔

---

[1] میں نے بھی حضرت قبلہ کی زبان گوہرفشان سے اسی طرح ہی سنا ہے لیکن ساتھ ہی آپ قبلہ نے یہ بھی فرمایا کہ مراقبہ حقیقۃ قرآنیہ کے آثار (اس موقع پر) کماحقہٗ حاصل ہوئے جبکہ اس سے پہلے اس قدر آثار حاصل نہیں ہوئے تھے۔ (مولانا حسین علی واں بھچرانوی رحمۃ اللہ علیہ)

[2] یعنی حضرت سیّد اکبر علی شاہ دہلویؒ مؤلّف مجموعہ ہٰذا۔ (مرشد بابا عفی عنہ)

[3] حضرت شاہ عبدالغنی مجددی، حضرت شاہ ابوسعید احمدی کے فرزند اور حضرت قبلہ شاہ احمد سعید احمدی کے برادر اصغر ہیں۔ آپ کی ولادت شب شنبہ ۲۵/ شعبان ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۹/ جون ۱۸۱۹ء کو محلّہ مغل پورہ دلی میں ہوئی۔ مظاہر حلیم آپ کا تاریخی نام ہے۔ آپ قرآنِ مجید کے حافظ تھے۔ اپنے والدِ گرامی سے باطنی علوم کی تحصیل کی اور اپنے وقت کے نامور علماء مولانا حبیب اللہ، مولانا مخصوص اللہ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی وغیرہ سے علومِ ظاہری کی تکمیل کی۔ شیخ محمد عابد سندھی اور شیخ اسماعیل رومی سے حدیث کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ آپ کے حضرتِ والد نے وفات سے پہلے آپ کو خلافت دی اور وصیت فرمائی کہ اہلِ دنیا سے دور رہو۔ اور حضرت شاہ غلام علی قدس سرہٗ کے خلفاء سے راہِ سلوک کی تکمیل کرو۔ چنانچہ آپ نے دو تین مہینے اپنے بڑے بھائی حضرت شاہ احمد سعید سے اور پھر مرزا عبدالغفور خورجوی سے راہِ سلوک آخر تک طے کیا۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلے کے مشہور شیخِ طریقت تھے۔ ''سننِ ابنِ ماجہ'' کا ایک ذیل ''انجاح الحاجہ'' آپ کی مشہور تصنیف ہے جو طبع ہو چکا ہے۔ جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا۔ فتوائے جہاد پر دستخط کیے۔ پھر سقوطِ دہلی کے بعد ۱۲۷۴ھ میں اپنے برادرِ اکبر حضرت شاہ احمد سعید احمدیؒ کی معیت میں موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ہوتے ہوئے حرمین شریفین کو ہجرت فرمائی۔ منگل کے روز ۷/محرم ۱۲۹۶ھ مطابق اکتیس دسمبر ۱۸۷۸ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوار میں آسودۂ خاک --->

نواں ملفوظ

ایک دن جب مجلس شریف میں حاضر ہوا تو اس وقت مکتوباتِ حضرت امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سبق شروع ہوا۔ سبق کے دوران میں حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان کی سرزمین کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہاں کے معمولی ناخواندہ آدمی کو فہم و ذکاء اور عقل و دانش میں یہاں کے عالم پر فوقیت حاصل ہے۔ اس خطے کے اکثر لوگ تحصیل علم کے لئے ہندوستان جاتے ہیں اور قلیل عرصے میں علم حاصل کر کے لوٹ آتے ہیں۔

دسواں ملفوظ

ایک دن فدوی محفل فیض منزل میں جب حاضر ہوا تو حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) کے حضور میں میں نے کتاب دُرُّ المعارف پڑھنی شروع کی جب اس عبارت پر پہنچا:

وایضاً درآں روز تذکرۂ اسماء خواجہ ہائے نقشبندیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آمد، حضرت ایشان فرمودند کہ خواجہ ہائے نقشبندیہ، کہ ختمِ ایشان مشہور است، ہفت اند، اول : خواجہ عبدالخالق غجدوانی، دوئم : حضرت خواجہ عارف ریوگری، سوئم : خواجہ محمود انجیر فغنوی، چہارم : خواجہ علی رامتینی، پنجم : خواجہ بابا سماسی، ششم : خواجہ امیر کلال، ہفتم : خواجہ بہاؤالدین نقشبند قَدَّسَنَااللّٰہُ تَعَالٰی بِاَسْرَارِھِمْ۔

اس دن جب حضرات خواجگان نقشبندیہ (اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو) کے اسماء گرامی کا تذکرہ آیا تو حضرت قبلہ (شاہ غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ خواجگان نقشبندیہ، جن کا ختم مشہور و معروف ہے، سات ہیں۔ اول: خواجہ عبدالخالق خواجہ غجدوانی، دوئم: حضرت خواجہ عارف ریوگری، سوئم: خواجہ محمود انجیر فغنوی، چہارم: خواجہ علی رامتینی، پنجم: خواجہ بابا سماسی، ششم: خواجہ امیر کلال، ہفتم: خواجہ بہاؤالدین نقشبند۔ اللہ تعالیٰ ان کے اسرار سے ہمیں مقدس فرمائے۔ اے اللہ مجھے ان کے فیوضات عطا فرما اور ان کے برکات سے محروم نہ کر۔ آمین اے جہانوں کے رب۔

--- هوئے۔ ''شداندرزمین آفتابِ علوم'' سے سالِ وفات ظاہر ہے۔

(از مقاماتِ خیر تصنیف: ابوالحسن زید فاروقی و غالب اور عصرِ غالب تصنیف: ڈاکٹر محمد ایوب قادری)

اَللّٰهُـمَّ ارْ زُقْنِیْ مِنْ فُیُوْ ضَاتِهِمْ وَلَا تُـحَـرِّمْـنِیْ بَرَكَاتِهِم اٰمِّیْن یَا رَبَّ العَالَمِیْنَ

ترجمہ: اے اللہ مجھے ان بزرگوں کے فیوضات سے حصہ عطا فرما اور مجھے ان کے برکات سے محروم نہ فرما۔

یہاں اس سراپا تقصیر نے عرض کی کہ یہ خواجگان تو ہمارے پیرومرشد ہیں۔کیا دیگر سلاسل کے خواجگان بھی یہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟ نیز عام لوگ جو دنیوی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے ختم خواجگان کا ورد کرتے ہیں۔ کیا ان سے ہمارے یہی خواجگان مراد ہیں یا کوئی اور؟ حضرت قبلہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کے اپنے پیر ہی اس کے لئے خواجگان ہیں۔ ہمارے لیے یہی ہمارے پیر خواجگان ہیں اور پھر فرمایا کہ یہی سوال ایک دن میں نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ حاجی مولانا دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کی آخری آرامگاہ کو ٹھنڈا اور روشن رکھے) سے کیا تھا اور یہی (مذکورہ بالا) جواب آپ کی زبان گوہر فشان سے صادر ہوا تھا۔

گیارھواں ملفوظ

ایک دن یہ عصیاں شعار تہجّد کے وقت حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) کے حضور میں حاضر تھا۔آپ قبلہ حضرت خواجہ حاجی الحرمین الشریفین دوست محمد قندھاریؒ کے مزار مبارک کے سامنے متوجہ بیٹھے تھے۔ پھر چند لمحوں کے بعد وہاں سے اٹھ کر مسجد کے احاطے میں تشریف لے گئے اور آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔اور اپنے وجود مبارک پر باریک کپڑا ڈال کر خواب کے انداز میں ذکر میں مشغول ہو گئے۔ چند لمحوں بعد مؤذن نے نمازِ فجر کی آذان دی تو آپ قبلہ سنتِ فجر کی ادائیگی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ سنت کا وقت ہو گیا ہے۔سید امیر شاہ نے اس خیال سے کہ شاید حضرت قبلہ کو نیند نے آلیا ہو،عرض کی کہ کیا وضو کے لئے پانی پیش کروں۔آپ نے فرمایا وضو کی حاجت نہیں۔اس کے بعد نہایت انکسار سے فرمانے لگے کہ میں گناہ گار ہوں اور کوئی (اچھا) عمل نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے جوش میں آکر یہ اشعار اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے۔

به زمیں چوں سجدہ کردم ززمیں ندا بر آمد — کہ مرا خراب کردی توبسجدۂ ریائی ۱؎
بطواف کعبہ رفتم بہ حرم رہم ندا دند — کہ برون درچہ کردی کہ درون خانہ آئی ۲؎

ترجمہ: جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے ندا آئی کہ تو نے مجھے دکھاوے کے سجدے کے ساتھ خراب کر دیا ہے۔ میں کعبہ کا طواف کرنے گیا تو مجھے یہ کہہ کر حرم کے اندر جانے کی اجازت نہ ملی کہ دروازے کے باہر تیرے اعمال وافعال اس قابل نہیں کہ تجھے اندر آنے دیا جائے۔

بارھواں ملفوظ

میں ایک روز حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) کے حضور پرنور میں حاضر ہوتو اس وقت حضرت خواجہ محمّد معصوم سرہندی کا سبق شروع تھا۔ جب سبق اس مقام پر پہنچا: کہ فرضاً اگر عمرِ نوح بدہندم خطرۂ غیر در باطن خطور نہ خواہد کرد (ترجمہ) بالفرض اگر مجھے حضرت نوح علیہ السلام جتنی عمر دے دی جائے تو ماسوٰی اللہ کا خطرہ میرے باطن میں خلل انداز نہیں ہوگا۔ تو یہاں میں نے عرض کی کہ فیض سے بھرپور اس ارشاد کا مطلب کیا ہے۔ تو حضرت قبلہ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ (سالک) کے باطن میں قرار پائے ہوئے ملکۂ حضور ۳؎ کو عمر کے کسی حصے میں غیر کے تصرف کا کوئی اندیشہ نہ ہو۔

تیرھواں ملفوظ

ایک دن حضرت قبلہ کے حضورِ پرنور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حقائق معارف آگاہ جناب حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب مدظلہٗ وعمرہٗ ورشدہٗ نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا: ''حضرات کے ختمات شریفہ کس طرح مقرر ہوئے؟'' آپ قبلہ نے جواب میں فرمایا: ''ہمارے پیرومرشد (اللہ تعالیٰ ان کی آخری آرامگاہ کو ٹھنڈا اور روشن رکھے) نے حضرت قبلہ شاہ احمد سعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے التجا کی کہ کوئی کلام شریف ہمیں عنایت فرمائیں جسے ہم ختم کے طور پر آپ کے لئے بہ نیت ثواب پڑھیں''۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ نے یا رَحِیمَ کُلِّ صَرِیخٍ وَّ مَکْرُوبٍ وَّغِیَاثَهٗ وَمَعَاذَهٗ یا رَحِیمُ بطور ختم پڑھنے کی ہدایت کی۔

۱؎ جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا — تیرا دل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں (علامہ اقبال)

۲؎ پئے طوفِ کعبہ حرم گیا تو یہ کہہ کے راہ نہ دیا گیا — کیا کیا ہے تو نے برون در؟ جو درون کعبہ ہے آرہا (مرشد بابا عفی عنہ)

۳؎ حضور وہ حالت ہے کہ قلب ہر وقت حق سبحانہ کی طرف متوجہ رہے۔ (بحوالہ: مدارج الخیر ص ۱۰ از مولانا ابوالحسن زید فاروقیؒ) (مرشد بابا)

پھر آپ قبلہ (خواجہ محمد عثمانؒ) نے فرمایا: ''جناب مولوی رحیم بخش صاحب نے پیرو مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں انہوں نے ختم کے طور پر آپ قبلہ کے لئے کوئی کلام ورد کرنے کی گزارش کی۔ حضرت ممدوح نے اس کے جواب میں یہ ارشادِ خداوندی رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اپنے لئے بطور ختم ورد کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ بعدازاں میں نے بھی عرض کیا کہ مجھے بھی اس ختم کے پڑھنے کی اجازت دی جائے تو آپ نے فرمایا تجھے بھی اس کی اجازت ہے''۔

پھر ہمارے حضرت قبلہ خواجہ محمّد عثمان صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرات کے دیگر ختمات شریفہ کا اجراء بھی اسی طرح ہوا۔ اس دوران میں جناب حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی محمد سراج الدین صاحب اور جناب مولوی حسین علی نے التماس کی: ''قبلہ کیا حضرات کی زندگی ہی میں ان کے ختمات جاری ہو گئے تھے یا ان کی وفات کے بعد جاری ہوئے؟'' تو آپ قبلہ نے فرمایا: ''حضرات کی زندگی ہی میں یہ ختمات شریفہ مقرر ہوئے''۔ اس کے بعد جناب صاحبزادہ صاحب ممدوح اور جناب مولوی صاحب موصوف نے عرض کی: ''قبلہ ہم عاجزوں کو بھی پڑھنے کے لئے کوئی کلام اجازت فرمائیں''۔ تو حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اتنی اہلیت نہیں رکھتا کہ میرے لئے ختم پڑھا جائے''۔ پھر انہوں نے التجا کی: ''قبلہ ہمارے حضرات کی سنت اس طرح چلی آئی ہے ہم عاجزوں کے لئے تو آپ قبلہ مجدد ہیں کیونکہ ہم نے فیض اور نفع آپ ہی سے پایا ہے''۔ پھر قدرے تامل کے بعد فرمایا: ''میری زندگی میں اس امر کی جسارت نہ کی جائے کہ میرے پیرو مرشد کے مزار کے سامنے میرے لئے ختم پڑھا جائے''۔ اس موقع پر مولوی حسین علی صاحب نے عرض کیا: ''قبلہ! ہم عاجز دوسرے مقامات پر آپ کا ختم پڑھیں گے''۔

دوسرے دن حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی سراج الدین صاحب نے پھر عرض کی: ''قبلہ اپنے ختم شریف کے لئے کوئی کلام ارشاد فرمائیں''۔ تو حضرت قبلہ نے صحیح بخاری کی یہ آخری حدیث شریف اپنی زبان مبارک سے پڑھی:

''حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنِ اِشْکَابَ مُحَمَّدَ بِن فُضَیْلِ عَنْ عُمَارَةَ بِنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ''

ترجمہ: ہم سے احمد بن اشکاب نے حدیث بیان کی ان سے محمد بن فضل نے بیان کی ان سے عمارہ بن قعقاع نے ، ان سے ابوزرعۃ ، ان سے ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے دو کلمے جو بہت رحم کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں زبان پر بہت ہلکے لیکن روز قیامت ترازو پر بہت بھاری ثابت ہوں گے وہ یہ ہیں: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

پھر ارشاد فرمایا کہ پہلے درود شریف سو بار اس کے بعد حدیث شریف کے کلمات "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" بہ اضافۂ کلمہ "وَبِحَمْدِهٖ" پانچ سو بار اور آخر میں درود شریف پھر سو بار پڑھا جائے۔ لیکن فقیر کے جیتے جی خانقاہ شریف میں یہ ختم نہ پڑھا جائے۔ میری رحلت کے بعد آپ لوگوں کو اختیار ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ کلمہ "وَبِحَمْدِهٖ" جو حدیث شریف کے آخر میں اضافہ کیا گیا ہے ہمارے پیرومرشد نے ہمیں اسے اس طرح پڑھنے کی نشاندہی فرمائی ہے۔ فقیر ہمیشہ نماز تہجد کے بعد یہ وظیفہ پڑھتا ہے اور جامع ترمذی کے تسبیح وتکبیر وتحلیل وتحمید کے فضائل کے باب میں حدیث شریف اس طرح آئی ہے:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ غُرِسَتْ لَهٗ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ	جس نے "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ" ایک بار پڑھا اس کے لئے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا گیا۔

نیز ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے:

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِئَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ	جس شخص نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سو مرتبہ پڑھا اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں

چودھواں ملفوظ

ایک روز میں حضرت قبلہ کے محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے مکتوبات کا درس شروع ہوا۔ دوران درس میں جناب مولوی حسین علی صاحب نے عرض کی: "میں آپ کے قربان جاؤں کہ اگر کوئی شخص رزق کی تنگی دور کرنے کے لئے سورۃ الواقعہ کا ورد کرتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ يُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَداً	جوشخص ہررات سورۃالواقعہ پڑھتا ہے وہ کبھی بھی فاقہ سے دوچار نہیں ہوگا

تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ رزق کی تنگی کو دور کرنے کے لئے اِس سورۃ پڑھنے والے کو ثواب نہیں ملے گا نہ کہ وہ اس طرح کا گناہگار ہوگا جس طرح دکھاوے کے لئے عبادت و بندگی کرنے والا''۔تو حضرت قبلہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:''بیشک اس سورۃ کا اس مقصد کے لئے پڑھنا گناہ نہیں لیکن اہل اللہ کے نزدیک اس میں وبال (کا اندیشہ) ہے''۔ پھر مولوی صاحب موصوف نے عرض کی:''قبلہ! اگر کوئی شخص شریعت کے مطابق کوئی ہنر یا پیشہ ذریعۂ معاش کے طور پر بروئے کار لاتا ہے تو اس میں گناہ بھی نہیں اور وبال بھی نہیں تو پھر رزق کی فراخی کے لئے سورۃ الواقعہ کا پڑھنا موجب وبال کیوں ہے؟'' پھر حضرت قبلہ نے اپنی زبان گوہر فشان سے فرمایا:''قرآن شریف کی تلاوت ایک امرِ عظیم کے لئے مقرر ہوئی ہے۔جس شخص نے اپنی عدم لیاقت اور نااہلی کی وجہ سے اس کو اپنے اصل مقصد سے ہٹ کر استعمال کیا تو اس کے لئے اس میں وبال کا خطرہ ہے۔جبکہ ذریعۂ معاش کے طور پر کسی ہنر یا پیشہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ اس کا تو مقصد ہی حصولِ رزق ہے۔

پندرھواں ملفوظ

ایک دن یہ عاصی پُر معاصی قبلہ عالم کے حضور میں حاضر ہوا تو اس وقت مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کا سبق شروع ہوا۔اثناءِ سبق میں مولانا حسین علی صاحبؒ نے پوچھا:''قبلہ! اس طریقۂ نقشبندیہ کا دارومدار صحبت شیخ پر منحصر ہے۔ہم لوگوں کو اپنے گھریلو مشاغل کے سبب یا کمال محبت میں کمی کی وجہ سے پیرومرشد کی (باقاعدہ) صحبت میں رہنے کا موقع ہاتھ نہیں آتا لیکن بیشتر اہل کمال نے تو بھی اپنے شیوخ کی دائمی حضوری اور صحبت اختیار نہیں کی بلکہ ایک طویل عرصہ اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟'' تو حضرت قبلہ نے جواب میں فرمایا: ''بیشک شیخ کی صحبت وحضوری لازم ہے اور اس کا ترک خلل ونقصان کا باعث ہے بلکہ اہل تصوف وارشاد کا فرمان ہے کہ جو شخص دس دن شیخ کی صحبت میں رہا وہ واردین (آنے والوں) میں سے ہے اور جو گیارہ روز رہا وہ زائرین میں سے ہے اور جو اپنے آپ کو اپنے پیرو مرشد کے اس طرح حوالے کردے جس طرح مردہ غسّال کے ہاتھ میں بے بس ہوتا ہے تو وہی مرید ہونے

کے حکم میں داخل ہے۔ لیکن جب پیر کامل کو اس امر کا یقین ہو جاتا ہے کہ اب مرید اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ اس کی غیبت و دوری اس کے لئے باعثِ ضرر و نقصان نہیں اور اس کے رخصت کر دینے میں فوائد و منافع ہیں تو لامحالہ وہ اسے رخصت کر دیتا ہے۔ لیکن مرید کی یہ دوری اور عدم حضوری اس طرح کی نہیں ہوتی کہ وہ حاضری اور ملاقات کو بالکل ترک کر دے۔ بلکہ وہ وقفہ وقفہ سے پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا ہے''۔ پھر مولوی صاحب موصوف نے عرض کی: ''قبلہ! ہم جیسے واردین کا حال کس کھاتے میں ہے؟'' تو آپ قبلہ نے فرمایا: ''یہ بھی خوب ہے۔ مَا لَمْ یُدْرَکْ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکْ کُلُّهٗ. (ترجمہ) اگر کوئی شے پوری کی پوری ہاتھ نہ آئے تو اسے یکسر چھوڑ نہیں دینا چاہیے''۔

سولھواں ملفوظ

ایک دن میں حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کا درس شروع ہوا۔ جب سبق تیئیسویں (۲۳) مکتوب پر پہنچا جو جانان بیگم کے نام تھا تو حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کو فہم و ذکاء اور علم و دانش سے نوازا ہے کہ وہاں کے اکثر لوگ طبعی طور پر ذکی و فہیم ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دہلی شریف میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی پوتی قرآن عظیم الشان، احادیث طیبہ اور مثنویِ مولانا روم کا درس و وعظ فرمایا کرتی تھیں۔ خواتین کا ایک کثیر مجمع ان کے درس و وعظ میں حاضر ہوتا تھا۔ پھر فرمایا جب فقیر ہندوستان گیا تھا تو مستورات کے جو خطوط میرے نام آتے تو ایسے رنگا رنگ عبارات، علمی الفاظ اور دقیق لغات سے مزیّن ہوتے کہ ہمارے خطے کے علماء اس طرح کے خطوط لکھنے سے قاصر ہیں۔

سترھواں ملفوظ

جمعرات تین محرم سن تیرہ سو تیرہ ہجری (۱۳۱۳ھ) کو یہ کمترین عصر کی نماز کے بعد حاضر ہوا تو آں قبلہ نے اپنے حالاتِ حیات پر روشنی ڈالی اور فرمایا:

''باپ دادا سے ہمارا وطن قصبہ لونی ہے۔ میرے بھائی محمد سعید صاحب قصبہ کھوئی بہارہ میں اپنے ماموں مولوی نظام الدین صاحب کے ہاں (درس نظامی کی مشہور کتاب) یوسف زلیخا کا سبق پڑھ رہے تھے۔ میں پہننے کے کپڑے ان کو پہنچانے کے لئے قصبہ کھوئی بہارہ گیا اور جب وہ کپڑے میں نے اپنے بھائی صاحب

موصوف کے حوالے کیے تو اس موقع پر میرے ماموں صاحب موصوف نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم میرے پیرو مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ صاحب کے اسم گرامی سے واقف ہو جو ان دنوں قصبہ چودھوان کے نزدیک واقع کڑی میں قیام پذیر ہیں۔ کیا تمہیں ان کے حالات کی بابت کوئی خبر ہے یا نہیں؟ میں نے جواب میں عرض کیا کہ مجھے بالکل ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں اور نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ کے مرشد کون صاحب ہیں اور کہاں قیام پذیر ہیں؟ پھر انہوں نے مجھ سے کہا واپس جاتے ہوئے قصبہ چودھوان تمہارے راستے میں آئے گا تم میرے پیر کی خدمت میں حاضر ہوکر میرے سلام عرض کر دینا اور ساتھ ہی یہ بھی میری جانب سے عرض کر دینا کہ آں قبلہ کے جو درویش یہاں کام سے آئے ہیں وہ کل آپ کی خدمت اقدس میں پہنچ جائیں گے۔ میں وہاں سے روانہ ہوکر قصبہ چودھوان کے نزدیک واقع کڑی میں قیام پذیر اپنے ماموں کے پیرو مرشد کی خدمت میں پہنچ گیا اور مسافر کے طور پر اپنے ماموں کا سلام پیش کیا۔ حضرت قبلہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ ہمارے جو درویش قصبہ کھوئی بہارہ گئے ہیں وہ کب واپس آئیں گے؟ میں نے عرض کیا کہ قبلہ! وہ کل یہاں پہنچ جائیں گے۔ اتنی سی گفتگو کرنے کے بعد میں وہاں سے اپنے جائے درس کو روانہ ہوگیا۔ وہاں چند دن گزارنے کے بعد ذوق وشوق الٰہی کا مجھ پر غلبہ ہونے لگا۔ ہر لمحہ و ہر آن اس قدر استغراق کی کیفیت مجھ پر طاری رہنے لگی کہ درس ومطالعہ سے میرا دل اچاٹ ہوگیا۔ میں نے اپنے استاذِ گرامی سے عرض کی کہ اب میرے لئے مزید تحصیلِ علم کا جاری رکھنا ممکن نہیں۔ ذوق وشوقِ الٰہی مجھے روز بروز مغلوب کیے دیتا ہے اور میں نے اس امر کا پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ کسی ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر بیعت کرلوں۔ تو استاذ صاحب نے فرمایا کہ درسی کتاب **ھدایہ اخیرین** کا جو تھوڑا سا حصہ باقی ہے اسے مکمل کرلو۔ پھر میں بھی تمہارے ہمراہ چلوں گا اور دونوں ایک ساتھ ایک ہی مرشد سے بیعت کریں گے۔ میں نے عرض کی کہ **ھدایہ** کی تکمیل کے انتظار میں مجھے چند دن رکنا پڑے گا جس کا مجھ میں یارا نہیں۔ بیقراری اور بے چینی کی وجہ سے ہر وقت مجھ پر استغراق کی کیفیت غالب رہنے لگی ہے جس کے سبب میں کسی کام کا نہیں رہا۔ اللہ کے فضل سے میں کل ضرور یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا۔ اسی اثناء میں میرے استاذ صاحب کے بڑے بھائی جو اُن کے بھی استاذ تھے نے مجھ سے فرمایا کہ اگر فقر و درویشی اختیار کرنے کا مصمم ارادہ تم نے کر ہی لیا ہے تو پھر اس پر مضبوطی سے جم جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ میرے دل کی گہرائیوں سے بس یہی ایک آواز

آ رہی ہے کہ میں حضرت حاجی قبلہ دوست محمد قندھاریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے بیعت ہو جاؤں۔ پھر میں وہاں سے چل پڑا اور حضرت حاجی صاحب قبلہ سے بیعت ہونے کے ارادے سے قصبہ چودھوان کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب میں قصبہ موسیٰ زئی شریف کی نہر کے کنارے پہنچا تو میرے بدن میں ذکر و نسبت کی اس قدر حرارت پیدا ہو گئی تھی کہ جس نے مجھے بے کل (بے حال) کر دیا تھا۔ تو میں نہر میں کود کر تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ گیا اور نہایا۔ حالانکہ اس زمانے میں مجھ میں اس قدر قوت برداشت تھی کہ بکرمی مہینے ہاڑ کی دوپہر میں تشنہ چل پڑتا اور غروب آفتاب تک پیدل سفر کرتا رہتا اور گرمی کی شدت سے دل برداشتہ نہ ہوتا۔

جمعۃ المبارک کے دن آٹھ جمادی الاُخریٰ سن بارہ سو چھیاسٹھ ہجری (۱۲۶۶ھ) کو بوقت عصر حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بیعت کے لئے استدعا کی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا: فقیری اختیار کردن بسا مشکل است (فقیری اختیار کرنا بہت مشکل ہے)۔ میں نے عرض کیا:

من محض برائے ایں کار تیار شدہ آمدہ ام واز ہر چیز تعلق برداشتہ ام و پسِ پشت کردم ہر چیز راو دادم سہ طلاق۔	میں صرف اسی غرض کے لئے حاضر ہوا ہوں ہر چیز سے میں نے تعلق توڑ لیا ہے اور ہر شے کو پیٹھ پھیر دی ہے اور تین طلاقیں دے دیں ہیں۔

تو حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے پھر فرمایا ''باش'' یعنی صبر او رانتظار کرو۔

نمازِ مغرب کے بعد حضرت قبلہ نے شرفِ بیعت سے نوازا۔ اس وقت ایک عجیب و غریب کیفیت رونما ہوئی۔ اس سے قبل میں نے صرف و نحو، عقائد، فقہ، اصول، تفسیر اور دیگر تمام ضروری علوم کی تحصیل کر لی تھی۔ پھر اپنے پیر و مرشد سے علمِ حدیث میں مشکوٰۃ شریف اور صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد و نسائی و ابنِ ماجہ)، علم اخلاق میں اِحیاء العلوم کامل، علم تفسیر میں معالم التنزیل کامل، علمِ سیَر کامل اور علمِ تصوف میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات قدسی آیات کی ہر تین جلدیں اور حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب سرہندیؒ کے مکتوباتِ شریفہ کی بھی ہر تین جلدیں پوری تحقیق کے ساتھ پڑھیں اور اس کے علاوہ تصوف کے دیگر رسائل کماحقہٗ سنداً پڑھے۔

ایک دن حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم اپنے ماموں کا سلام مجھے پہنچانے آئے تھے''۔ میں نے عرض کیا: ''جی ہاں مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے''۔

پھر حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے اپنی زبان درفشان سے فرمایا: ''میں نے اسی دن تمہاری پیشانی میں اپنے حضرات کی نسبت مشاہدہ کر لی تھی اور مجھے اس امر کا یقین ہو گیا تھا کہ یہ شخص ہمارے حضرات کے فیض ونسبت سے مالامال ہو گا لیکن اس کے بعد جب کچھ مدت گزر گئی اور تم نہ آئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ شاید میرے کشف میں خطا واقع ہوئی ہے۔ اب جو تم آ گئے ہو تو تمہارا نوشتۂ ازلی ظاہر ہو گیا ہے''۔

کبھی کبھار حضرت حاجی صاحب قبلہؒ مجھ سے فرماتے: ''تمہارے لیے مناسب ہے کہ حسبِ ضرورت کچھ منطق پڑھ لو''۔ تو میں عرض کرتا: ''منطق پڑھنے کو میرا جی نہیں چاہتا کیونکہ مقصود تو خدائے پاک کی رضا کا حصول ہے''۔

چند دن بعد آپ قبلہؒ نے فرمایا: ''سفید ریش حضرت خضر **علی نبیّنا و علیه الصّلواة و السّلام** فرماتے ہیں کہ عثمان کو علم منطق پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے کیوں کہ مقصود تو خدائے پاک ہے''۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: ''مجھے ہر کام میں سفید ریش مشورہ دیتے ہیں اور میں ان کی صلاح کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا''

اٹھارواں ملفوظ

ایک دن حضور کی پرنور محفل میں حاضر ہوا تو اس وقت حضور حقائق و معارف آگاہ جناب صاحبزادہ مولوی سراج الدین صاحب نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا: ''قبلہ! تصوف وطریقت کی تمام کتابوں کا نچوڑ تو جناب حبیبِ خدا سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ کیا اس کے علاوہ کوئی اور غرض بھی ہے؟'' حضرت قبلہ نے اپنی زبان درفشان سے فرمایا: ''اس امر میں کوئی شک نہیں کہ جناب حبیبِ خدا سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے بغیر کسی قسم کے فیض و فائدے کا حصول ممکن نہیں لیکن اس زمانے میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت و پیروی نہایت مشکل ہو گئی ہے۔ تصوف وطریقت کی تمام کتابوں میں عوام الناس کے لئے مقاماتِ عشرہ یعنی دس امور کو اپنانے پر زور دیا گیا ہے جو یہ ہیں: توبہ، انابت (اللہ کی طرف جھکاؤ اور میلان)، زہد (پرہیزگاری)، گوشہ نشینی، ورع، صبر، شکر، توکل، تسلیم اور رضا اور اَسرار کے کوائف واحوال میں سے سرّ الٰہی خاصانِ خدا کا نصیبہ ہے۔ اس زمانے میں ہزاروں میں سے گنے چنے کوئی شہباز ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اِس نوشتۂ ازلی......سرّ الٰہی کی مذکورہ عظیم نعمت......کو حاصل کر لیتے ہیں۔

انیسواں ملفوظ

ایک دن یہ خادم حضرت قبلہ کی محفل فیض منزل میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا:

''جب حضرت لعل شاہ صاحب فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں انہیں ایک پیر اور اس کے درویشوں کا گروہ نظر آیا جو حلقہ باندھے گھوم رہا تھا اور تالیاں بجاتے ہوئے بلند آواز میں یہ نعرہ لگا رہا تھا:

يَا شَيْخُ عَبْدَالْقَادِرِ جِيْلَانِیْ شَيْئًا لِلّٰهِ

ترجمہ: اے شیخ عبدالقادر جیلانی اللہ کے لئے مدد فرمایئے۔

ان کا پیر حق حق کا نعرہ بلند کرتا اور حق حق کی اس ضرب (پکار) سے ایک مرید کی طرف نگاہِ توجہ کرتا۔ وہ درویش بدستور گھوم رہے ہوتے پھر ان کا پیر کسی طرح دوسرے مرید کی طرف نگاہِ توجہ کرتا اور ضربِ حق بلند کرتا۔ الغرض اسی طریقے سے وہ اپنے تمام درویشوں کو توجہ دیتا۔ میں نے شاہ صاحب موصوف سے کہا کہ وہ لوگ سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے''۔

بعد ازاں حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے فرمایا: ''فقیر جب حج ادا کرنے کے لئے گیا اور ارکانِ حج کی تکمیل کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی تو ہمارا مسکن روضۂ مطہّرہ کے نزدیک واقع تھا۔ ایک دن ہمارا ایک محبّ ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: ''تشریف لایئے قادریہ سلسلہ کے مریدوں کا نظارہ کریں۔ ان کے ذکر کا طریقہ عجیب وغریب ہے''۔ میں نے جواب میں اسے کہا کہ فقیر یہاں تماشوں کا نظارہ کرنے اور دوسروں کی غیبت و عیب جوئی کرنے کے لئے نہیں آیا۔ فقیر کے یہاں حاضر ہونے کا مقصد تو عاجزی و فریاد کرنا ہے تاکہ اللہ تعالی مجھے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی کامل اطاعت و پیروی نصیب فرمائے''۔

پھر فرمایا: ''فقیر فقراء کی خدمت میں صرف ان سے ملاقات کرنے اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے ہی کے لئے جاتا ہے نہ کہ کسی اور مقصد کے لئے''۔

بیسواں ملفوظ

ایک دن یہ گمنام خادم حضرت قبلۂ انام و کعبۂ خواص و عوام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت دورانِ گفتگو فنا کا ذکر آیا تو میں نے عرض کیا: ''میں آپ کے قربان جاؤں کہ انسان جب پہلے پہل درجۂ فنا

حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے بعد معرفتِ الٰہی...... جو اصل مقصود ہے...... سے اس کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟''
حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے فرمایا: ''فنا اس امر سے عبارت ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ نہ دنیا جہان کی خوشی سے شاد ہو اور نہ دنیا جہان کے غم پر غمگین ہو اور خدائے عزّ و جلّ کے سوا اپنے تمام اعمال و افعال کو، اپنی ذات کو اور تمام ممکنات کو ہیچ سمجھے اور اس کو ہر چیز نیست و نابود نظر آئے۔ پس یہی فنا[۱] کمالِ معرفتِ الٰہی ہے (یعنی اسی فنا کا حصول معرفتِ الٰہی کا اعلیٰ ترین درجہ ہے)''۔

اکیسواں ملفوظ

ایک دن جب فدوی محفل عالی میں حاضر ہوا تو شدید گرمی کا وقت تھا۔ ایک شخص وہاں کھڑے ہو کر گرمی کو دفع کرنے کے لئے آپ کے سرِ اقدس پر پنکھا جھل رہا تھا۔ آپ قبلہ نے اسے اس کام سے روک دیا اور فرمایا کہ اس طرح کھڑے ہو کر خدمت نہیں کرنی چاہیے اور ساتھ ہی اسے بیٹھنے کو کہا وہ بیٹھ گیا۔ پھر اس شخص نے عرض کیا: ''قبلہ میں خادم ہوں اور ہم پر خدمت کرنا واجب ہے''۔ تو آپ قبلہ نے فرمایا: ''بیشک خدمت کرنا جائز ہے لیکن خدمت اس انداز میں کرنی چاہیے جس کا جواز شریعتِ مصطفوی میں پایا جاتا ہو نہ کہ اس کے برعکس''۔ حضرت کی زبان مبارک سے یہ سنتے ہی اس خادم نے نعرہ لگایا اور مجذوب ہو گیا۔ ایک مولوی صاحب بھی اسی محفل میں بیٹھے تھے۔ حضرت قبلہ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''حضرت قبلہ خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند صاحبؒ کی نسبت آسان ہے جیسا کہ آپ اس مجذوب شخص کی حالت سے ملاحظہ کر رہے ہیں جبکہ حضرت امامِ ربانی صاحبؒ کی نسبتِ مجددی مشکل ہے''۔

بائیسواں ملفوظ

ایک دن یہ کمترین آپ قبلۂ اصحابِ دین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''ایک دن میرے پیر و مرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ (اللہ تعالیٰ ان کی آخری آرامگاہ کو ٹھنڈا اور روشن رکھے) قضائے حاجت کے لئے صحرا کو گئے اور جس جگہ بیٹھے تو لاشعوری طور پر وہاں اچانک سبز گھاس کا ایک پتہ اکھاڑا تو اس کے بعد کئی سال تک اپنے اس فعل پر استغفار کرتے رہے کہ اے اللہ! میں نے اچھا نہیں کیا، میں نے تیری شے میں بلاضرورت اسراف کیا۔ حضرت پیر و مرشد موصوف کی ہمیشہ سے یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ اگر کوئی درویش کوئی

---

[۱] فِی الْمَکْتُوبَاتِ الْمَعْصُوْمِیَّۃِ اَلْمَعْرِفَۃُ ھُوَ الْفَنَا. (ترجمہ) مکتوباتِ معصومیہ میں ہے کہ فنا ہی معرفت ہے۔ (سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)

معمولی چیز یعنی جنگلی اوپلے، مینگنیاں یا خس و خاشاک وغیرہ میں بے جا اسراف کرتا تو اس پر بہت ناراض ہوتے اور اسے ڈانٹتے کہ یہ مال خدا کا ہے۔تم نے اسے کیوں اسراف کر کے بےضرورت استعمال کیا؟ اسے اٹھا کر فائدہ حاصل کرو۔تمام چیزیں مال کا حکم رکھتی ہیں اور انہیں بلاضرورت ضائع و برباد کرنا اسراف ہے''۔

تیئیسواں ملفوظ

ایک دن یہ خاکسار حضرت قبلہ کے حضورِ فیض گنجور میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک بار ہمارے پیرومرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ نے دشمنوں کے دنگے فساد کے خوف سے خراسان افغانستان جانا ترک کر دیا اور کسے غر...... جو کوہِ سلیمان کے نام سے مشہور ہے...... میں طرح اقامت ڈالی۔ جب جناب حضرت قبلہ شاہ احمد سعید صاحب کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو ان کے نام اپنے خط میں یہ لکھ بھیجا: ''بے سروپا جھوٹ کا انجام رسوائی کے سوا اور کچھ نہیں۔اپنے کام میں سرگرم رہیں۔ ع

دیدۂ احمد و دل ہمراہِ تست

ترجمہ: احمد کے چشم و دل تیرے ہمراہ ہیں (مرشد بابا)

اَنۡتَ کَافِیۡ اَنۡتَ شَافِیۡ فِیۡ مُھِمَّاتِ الۡاُمُوۡرِ اَنۡتَ حَسۡبِیۡ اَنۡتَ رَبِّیۡ اَنۡتَ لِیۡ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلَ

اے اللہ! تو اہم امور و مشکلات میں کافی اور شافی ہے تو ہی میرا کارساز، میرا ربّ اور میرا بہترین مالک و مختار ہے''

لِیُطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے پھونکوں سے بجھا دیں جبکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا خواہ کافر لوگ اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
(مولانا ظفر علی خان)

چوبیسواں ملفوظ

ایک دن میں حضرت قبلہ کی محفل فیض منزل میں حاضر ہوا اور اپنے ایک خواب کی سرگزشت پر مشتمل تحریری عریضہ پیش کیا۔ جس کا مضمون من وعن ذیل میں درج کرتا ہوں:

''میں آپ کے قربان جاؤں، گزشتہ روز دوپہر کے وقت عالم خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خانقاہ شریف دہلی کے قریب واقع شاہِ ترکمان [1] کے مزار پر میرا گزر ہوا تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بزرگ شاید صاحب نسبت نہیں ہیں۔ شہرت تو ان کو بہت حاصل ہے مگر ان کی بزرگی کا مستند ثبوت کسی شخص سے سننے میں نہیں آیا، اور فاتحہ پڑھے بغیر وہاں سے آگے کو بڑھ گیا۔ جونہی میں نے درگاہ کی حدود سے قدم باہر رکھے تو میری باطنی کیفیت خراب و تباہ ہوگئی اور دل کو تاریکی نے گھیر لیا اور کرب و پریشانی نے بے حال کر کے رکھ دیا۔ یہاں تک کہ اس خرابیٔ باطن کے سبب چلنے پھرنے کی سکت نہ رہی اور میں وہیں بیٹھ گیا۔ اس خوف و سراسیمگی کے عالم میں واپس مڑ کر شاہِ ترکمان کے مزار پر حاضر ہوا اور دل کی گہرائیوں سے دعاءِ فاتحہ کا نذرانہ پیش کیا۔ اور اس کے فوراً بعد میں نے اپنی حالت کو بحال پایا اور دل کو اطمینان و سکون حاصل ہوا۔ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں نے اپنے لطائف کی طرف توجہ کی تو میں نے انہیں جاری پایا۔ اب میں نے ضروری خیال کیا کہ عالم خواب کی یہ تمام سرگزشت آں قبلہ کی خدمت میں عرض کردوں۔ آپ قبلہ اس خواب کی تعبیر کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمائیں گے تو ہمارے لئے اطمینانِ خاطر کا موجب ہوگا اور آئندہ اس کی تعمیل کی جائے گی''۔

حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے میرے عریضے کی پشت پر جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا اسے تبرکاً یہاں تحریر کرتا ہوں:

جواب: کسی بھی مسلمان کے بارے میں بدگمانی کرنا شرعاً گناہ ہے۔ اس گناہ کے سبب آپ کو اپنے باطن پر

---

[1] حضرت شاہِ ترکمان حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہیں۔ آپ خلقت سے نفور اور مجامع سے دور رہتے تھے۔ آپ پر ہر وقت استغراق کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ اسی وجہ سے آبادی سے دور جنگل میں جہاں آپ کا مزار ہے، آ کر رہنے لگے اور بیابانی مشہور ہوگئے۔ صاحبِ ارشاد و سلسلہ ہیں۔ آپ نے ۶۳۷ھ میں بہ عہدِ رکن الدین فیروز انتقال فرمایا۔ مزار ترکمان دہلی دروازہ کے اندر ہے۔ (مزاراتِ اولیائے دہلی حصہ دوم تالیف مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلویؒ)

تاریکی محسوس ہوئی۔ جب پشیمان اور تائب ہو گئے تو ذکر کی نورانیت ظاہر ہوئی۔ شاہِ ترکمان مرحوم ایک بزرگ ہستی ہیں جن کا مزار شریف شہرِ دہلی میں مشہور و معروف ہے۔ آئندہ کسی شخص کی بابت ...... خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ ...... بدگمانی سے بچیں۔

پچیسواں ملفوظ

ایک رات بوقتِ تہجد یہ کمترین حاضر ہوا حضرت قبلہ اس وقت تسبیح خانہ شریف میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ قبلہ نے مجھ سے پوچھا: ''ہمارے پیرومرشد حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف کے روز آپ نے اپنی تاثیر باطن میں زیادت و اضافہ پایا ہے یا نہیں؟'' میں نے عرض کیا: ''قبلہ! میں نے بہت زیادہ باطنی تاثیر کا مشاہدہ کیا''۔ پھر آپ قبلہؒ نے پوچھا: ''آپ نے کس مقام پر باطنی ترقی کا مشاہدہ کیا''۔ میں نے عرض کیا: ''مراقبات مشارب میں باطنی ارتقاء نصیب ہوا یعنی تمام لطائف جوش و خروش میں آ گئے تھے اور عجیب و غریب حالت کا ظہور رہا۔ چند ساعتیں تو عالمِ بے ہوشی میں مغلوب ہو کر رہ گیا تھا''۔

پھر آں قبلہ میرا صاحب قلندر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''عرس کے روز آپ کی باطنی تاثیر میں کیا ترقی ظہور پذیر ہوئی؟'' انہوں نے عرض کیا: ''خانقاہ شریف میں کوئی دن بھی تاثیر سے خالی نہیں ہوتا لیکن عرس شریف کے دن تو مجھے زمین و آسمان تک کی خبر نہ تھی بلکہ ایسا لگ رہا تھا کہ گویا حضرت حاجی صاحب قبلہ کے مزارِ پرانوار سے اوپر کو نور کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور تمام عالم پر چھا رہے ہیں''۔ پھر حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے اپنی زُبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا: ''ہر شہر اور ہر خطہ کی عورتوں کی عادت ہے کہ ہر روز اپنے گھروں کو جھاڑ و دیتی ہیں اور گرد و غبار اور خس و خاشاک کو پونچھتی ہیں تا کہ جھاڑ جھنکاڑ، میل کچیل اور دل تنگی کا ازالہ ہو جائے۔ کیونکہ جب مکان صاف ستھرا ہوتا ہے تو پھر مکین کو اس میں ایک گونہ خوش اسلوبی، رونق اور تر و تازگی کا احساس و مشاہدہ ہوتا ہے اور اس کے دل کی نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ صوفی کے دل کی کیفیت و حالت بھی اس طرح ہے۔ صوفی پر لازم ہے کہ مراقبہ کرنے سے پہلے استغفار و تہلیل کی چند تسبیحات پڑھے تا کہ دنیا داری کی وجہ سے جو گرد و غبار اس کے دل پر جم گیا ہے اس کو دھو ڈالے اور بشر ہونے کے ناطے جو خس و خاشاک اس کے دل پر آ پڑا ہے صاف کر لے اور حق تعالیٰ کی محبت کے سوا تمام خطرات و وساوس سے اپنے دل کو پاک کر لے۔ اس کے بعد مراقبہ کرے اور فیض کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اگر

اللہ نے چاہا تو وہ خالص فیض سے مستفیض ہوگا اور اس کے دل کو روشنائی نصیب ہوگی۔ اگر وہ تہلیل و استغفار کی یہ چند تسبیحات نہیں پڑھتا تو (دنیاوی) تعلقات و موانع کی وجہ سے دل پر پڑی ہوئی کدورت و آلودگی فیض کو بھی میلا اور گدلا کر دیتی ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ بارش کا پانی پاک و صاف حالت میں پہاڑ پر برستا ہے لیکن فضائی گرد و غبار سے مخلوط ہو کر جب وہاں کی بلندی و پستی میں واقع مٹی کے تودوں پر سے گزر کر نچان میں آ گرتا ہے تو نہایت غلیظ اور آلودہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی کی طبیعت اس سے نفرت و اِبا کرتی ہے۔ نہ وہ پینے کے قابل رہتا ہے اور نہ کپڑے دھونے کے کام آتا ہے۔ چونکہ وہ خود میلا اور گدلا ہوتا ہے تو لباس کو کیونکر صاف اور اُجلا کرے گا۔ بلکہ اگر اس پانی کی ایک بوند سفید لباس پر پڑ جائے تو اس کو بھی داغدار کر دے۔ اس پانی کو کھانا پکانے اور آٹا گوندنے میں بھی استعمال نہیں کیا جاتا۔

الغرض بارش کے پانی کے پاک و صاف ہونے میں کوئی خرابی نہیں لیکن یہ تو مٹی اور آلودگی کی آمیزش ہی ہے جو اسے بدرنگ، غلیظ اور آلودہ کر دیتی ہے۔ سعدی شیرازی علیہ الرّحمۃ فرماتے ہیں ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و در شور بوم وخس

ترجمہ: آب باراں تو لطیف الطبع ہے اور پاک ہے — باغ میں لالہ کھلاتا، شور میں خاشاک ہے

(مرشد بابا)

بعض ناسمجھ اور بے خبر لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر کی صحبت میں بڑی تاثیر حاصل ہوئی اور فلاں بزرگ کی توجہ سے بہت فیض حاصل ہوتا ہے لیکن اس زمانے کے جاہل لوگوں کو اس بات کا علم نہیں کہ فیض کے حصول کی کیفیت کیا ہے؟ یہاں یہ امر واضح رہے کہ اگر اس فقیر کا فیض صاف ستھرا خالص اور کھرا ہے تو وہ فیض یاب کرتا ہے۔ اگر اس بزرگ کا فیض گدلا اور آلودہ ہے تو دوسروں کو بھی گدلا اور آلودہ کر دیتا ہے۔

پھر آپ نے اس کی تفصیل میں فرمایا کہ شریعت پر عمل نہ کرنے والے فقیروں اور بزرگوں کا بھی فیض ہوتا ہے اور تاثیر رکھتے ہیں لیکن ان کی تاثیر اور فیض گدلے پانی کی مانند ہے جو خود گدلا ہے اور دوسروں کو بھی گدلا کر دیتا ہے۔

فائدہ: اس وضاحت سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ شریعت سے ہٹے ہوئے فقیروں کی صحبت و رفاقت انسان کو ہوا و ہوس کا رسیّا بناتی اور نفسانی و شہوانی لذات پر اُکساتی ہے اور دینی امور کی جانب دلی رغبت و میلان کو سرد کر

دیتی ہے۔ جبکہ شرع شریف کا التزام کرنے والے اولیاء اللہ اور بزرگوں کا فیض اور ان کی تاثیر صاف وشفاف پانی کی مانند ہے جو خود بھی صاف ہے اور لوگوں کے دلوں میں بھی جلد سرایت کر جاتی ہے۔

فائدہ: شریعت پر کاربند بزرگوں کے فیض وتاثیر کا حاصل یہ بھی ہے کہ اس سے انسان کو دینی امور کی بجا آوری پر آمادگی ہوتی ہے اور نفسانی وشہوانی لذات سے متنفر کرتی ہے اور ماسویٰ اللہ سے دل کو سرد کر دیتی ہے۔

نیز حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بزرگوں کا ارشاد ہے اور اہل اللہ نے تصوف کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صوفی پر لازم ہے کہ وہ فقراء کی خانقاہ کا ادب واحترام کرے اور وہاں بہت ہی ادب ولحاظ سے رہے کیونکہ بزرگوں کی خانقاہ مقام فیض ہے۔

چھبیسواں ملفوظ

ایک بار حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) موسمِ سرما میں گوں ناگوں امراض سے دوچار ہوئے۔ آپ کی عیادت وبیمار پرسی کے لئے اطراف وجوانب سے کافی لوگ آئے ہوئے تھے تو اس موقع پر یہ دیرینہ خادم تہجد کے وقت حضورِ والا میں حاضر ہوا تو اس مجلس میں مخلصین اور خانقاہ شریف کے درویشوں کا مجمع تھا۔ اس وقت حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نے اپنی زبان گوہر فشان سے فرمایا: ''میں اس حالتِ بیماری میں نمازِ مغرب کے بعد تکیہ کے سہارے بیٹھا تھا اور اس سوچ میں گم تھا کہ **یااللہ** یہ تمام لوگ جو میری بیمار پرسی اور عیادت کے لئے جمع ہوئے ہیں اور میری بیماری کے باعث تکلیف میں ہیں۔ اگر میرا وقتِ آخر آپہنچا ہے تو جلد میرا خاتمہ بخیر فرما تاکہ لوگ میری وجہ سے تنگ نہ ہوں اور اگر میری زندگی کے دن باقی ہیں تو مجھے صحت عطا فرما تاکہ دوستوں اور درویشوں کا اضطراب وبے چینی رفع دفع ہو۔ اس وقت مجھ پر بیماری کے غلبے کے باعث قدرے نقاہت طاری تھی اور میں عالمِ بے ہوشی میں چلا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ حضرت غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی صاحبؒ، حضرت قبلہ شاہ غلام علی شاہ صاحبؒ، حضرت شاہ ابو سعید صاحبؒ، حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ اور حضرت حاجی دوست محمد قندھاری صاحب قبلہ (اللہ تعالیٰ ان کے قبور اور آخری آرامگاہوں کو ٹھنڈا اور روشن رکھے اور ان سے راضی ہو) تشریف رکھتے تھے اور ان سب بزرگوں نے فقیر سے مصافحہ کیا۔ وہاں حضرت عزرائیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ بھی تشریف فرما تھے۔

انہوں نے بھی فقیر سے مصافحہ کیا۔ ان کی مبارک پیشانی سے ستارے کی مانند نورانی تجلی ظاہر ہو رہی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ان حضراتِ کرام رِضْوَانُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن اور حضرت عزرائیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ کی تشریف آوری دو امور سے خالی نہیں۔ یا تو شاید فقیر کا وقتِ آخر آن پہنچا ہے یا پھر صحت حاصل ہو جائے گی۔ اس موقع پر کامل ایک گھنٹہ ان کی زیارت سے شرف اندوز رہا۔ اس کے بعد حضراتِ کرام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ اس وقت سے فقیر کو اپنے امراض میں کمی محسوس ہو رہی ہے''۔ حضرت قبلہ کی زبانِ درفشان سے یہ سن کر حاضرینِ محفل نے خداوندِ کریم کا شکر ادا کیا۔

ستائیسواں ملفوظ

جناب حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر اور آخری آرامگاہوں کو ٹھنڈا اور روشن رکھے اور ان سے راضی ہو) کے عرس کے دن حضرت قبلہ کے حضور میں حاضر ہوا تو وہاں حضرت قبلہ کے خدام میں ایک ذی علم مولوی صاحب بھی موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا: ''قبلہ! بطورِ وظیفہ پڑھنے کے لئے مجھے کوئی کلام عنایت فرمائیں تا کہ اسے باقاعدگی سے پڑھوں اور اس پر عمل کروں''۔ حضرت قبلہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''نمازِ عصر کے بعد اور نمازِ مغرب سے پہلے استغفار کی ایک تسبیح (سو بار) پڑھیں اور نمازِ تہجد کے بعد اور نمازِ فجر سے پہلے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ کی ایک تسبیح (سو بار) پڑھیں۔ انشاء اللہ انتہائی فائدہ حاصل ہوگا''۔

اٹھائیسواں ملفوظ

ایک روز جب حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) کے حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا تو حضرت قبلہ نے اپنی زبان درفشان سے ارشاد فرمایا: ''اگر آپ نے خطوط و مراسلات کے جوابات تحریر کر لئے ہیں تو لے آئیں''۔ حسبِ فرمان میں خطوط و مراسلات کے جوابات لے آیا اور حضرت قبلہ کو ملاحظہ کرائے۔ ایک خط جو حقائق و معارف آگاہ حافظ محمد یار صاحب کے خط کے جواب میں تھا اس میں میں نے یہ عبارت تحریر کی تھی: ''حضرت لعل شاہ صاحب مرحوم کے انتقال کے واقعۂ جاں گداز نے مجھے اس قدر غم والم سے دوچار کر دیا ہے جو حیطۂ تقریر و تحریر سے باہر ہے اور دل پر ایسی آگ بھڑک رہی ہے جس کے سرد ہونے کا امکان نہیں''۔

آپ قبلہ نے اس عبارت کے متعلق فرمایا: ''آئندہ مبالغے پر مبنی ایسے الفاظ نہ لکھیں''۔ پھر اس کی بجائے اپنے مبارک ہاتھ سے یہ عبارت تحریر فرمائی: ''فی الحقیقۃ حضرت شاہ صاحب مرحوم کا انتقال عظیم مصیبت ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بخشش و مغفرت کے سمندروں میں غریق فرمائے اور اپنے رب ہونے کے طفیل ان کے پسماندگان کو حضراتِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے فیوضات سے مالا مال فرمائے''۔ پھر فرمایا: ''خطوط کے جواب میں ایسے الفاظ تحریر کرنے چاہئیں جو جھوٹ پر مبنی نہ ہوں اور ساتھ ہی آسان اور عام فہم ہوں''۔ نیز فرمایا: ''فقیر نے بھی کئی سال اپنے پیرومرشد کے خطوط کے جوابات تحریر کرنے کی خدمت سرانجام دی ہے۔ ایک مرتبہ میں نے ایک خط میں 'گلۂ اشتران' کی بجائے لفظ 'اروانہ جات' [1] لکھا تو آپ قبلہ نے فرمایا کہ آئندہ اس طرح کا نامانوس لفظ نہ لکھیں''۔

انتیسواں ملفوظ

ایک دن حضور فیض گنجور میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے اپنی زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا: ''آج کل کے علماء کا خیال ہے کہ دینی علم اور چیز ہے اور تصوف و فقیری کا علم اور شے ہے (یعنی دینی علم اور فقیری و درویشی کا علم باہم مخالف و متضاد ہیں) لیکن انہیں اس بات کا فہم نہیں کہ تمام فقہاء نے کتبِ فقہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کی متابعت و اطاعت (کے طریقِ کار) کی تبیین تحریر کی ہے۔ پس اسی طریقہ کار پر پوری طرح عمل کرنا ہی عین فقیری اور کمالِ تصوف ہے۔ اگر میری اس بات سے کسی شخص کی تشفّی نہیں ہوتی تو وہ فقیر کے پاس آئے تا کہ لطیفۂ قلب سے لے کر دائرۂ لاتعیُّن تک تمام تصوف کی تفصیل فقہ کی کتاب کنز الدّ قائق سے نکال کر بیان کردوں۔ تب وہ خود ہی اپنی زبان سے میری بات کا اقرار کرے گا اور اسے صحیح و درست ٹھہرائے گا انشاء اللہ۔ البتہ ایک ہیں تصوف کے احوال و مقامات۔ (تو یہاں یہ امر واضح رہے کہ) پیرانِ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے واسطے سے ہر مقام پر (فیض کی) تاثیر کا نزول ہوتا ہے اور اس سلسلے میں علماءِ ظاہر کا کیا تعلق؟''

نیز آپ قبلہؒ نے فرمایا: ''میں نے اپنے پیرومرشد (اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو مقدس فرمائے) سے (حدیث کی مشہور کتاب) مشکوٰۃ شریف پڑھی ہے۔ جب میرا سبق کتاب البیوع پر پہنچا تو حضرت پیرومرشد نے فقیر

[1] اروانہ جات یعنی اونٹوں کا گلہ۔

سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیا کتاب البیوع پڑھنے کا آپ کا ارادہ ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''قبلہ! مجھے اس کی حاجت وضرورت نہیں کیونکہ خرید وفرخت کے معاملات سے میرا کوئی واسطہ نہیں''۔ تو پھر حضرت قبلہ پیرومرشد نے فرمایا: ''میری بھی صلاح یہی ہے کہ اس کو نہ پڑھیں کیونکہ نہ میرے پاس کوئی شے ہے اور نہ تمہارے پاس کوئی چیز''۔ ؎

علم کثیر آمدہ عمرت قصیر آنچہ ضرور یست بداں شغل گیر

ترجمہ: عمر تیری مختصر اور علم زیاد جو ضروری ہے فقط کر اس کو یاد

(مرشد بابا)

تیسواں ملفوظ

ایک دن حضورِ فیضِ گنجور میں حاضری کا شرف نصیب ہوا تو ایک شخص نے عرض کیا: ''یہاں ایک مقام پر ایک بزرگ رہتے ہیں جو کسی شخص کو اپنے پاس آنے نہیں دیتے''۔ آپ قبلہ نے ایک لمحہ توقف کے بعد ارشاد فرمایا: ''جب ہمارے پیرومرشد (اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو مقدس فرمائے) ایک مرتبہ بے حد علیل تھے تو خدام نے عرض کیا کہ قبلہ! نمازِ عشاء کے بعد کوئی شخص آپ کے پاس نہ آئے تو بہتر ہوگا تا کہ آپ چند گھڑیاں آرام فرماسکیں''۔ آپ نے جواب میں فرمایا: ''جو شخص بھی ملاقات کے لئے آئے تو اسے کسی وقت بھی منع نہ کریں۔ اللہ کے بندے فقیروں اور بزرگوں کے ہاں ان کی زیارت کے مقصد سے حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اخلاص کے مطابق فیض یاب ہوتے ہیں جو شخص زیادہ اخلاص کے ساتھ ان کے پاس حاضر ہوتا ہے وہ زیادہ فیض لے کر جاتا ہے اور کم اخلاص کے ساتھ آنے والا کم فیض لے کر جاتا ہے۔ بازار کو جانے والے لوگ اپنی توفیق و استطاعت کے مطابق خریداری کرتے ہیں جس شخص کے پاس رقم زیادہ ہوتی ہے تو وہ زیادہ خریداری کرتا ہے اور کم رقم رکھنے والے شخص کی خریداری کم ہوتی ہے۔ اور جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ خالی ہاتھ لوٹتا ہے۔ حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

اے تہی دست رفتہ در بازار ترسمت بر نیاوری دستار

ترجمہ: ہاتھ خالی جو گیا بازار کو پیچ کھایا اس نے پھر دستار کو (مرشد بابا)

اکتّیسواں ملفوظ

ایک دن حضرت قبلہ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) کی محفل فیض منزل میں حاضر ہوا۔اس وقت آپ قبلہ حاضرینِ مجلس کو عجیب وغریب پند ونصائح سے نواز رہے تھے۔اس دوران حضرت قبلہ شاہ غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد مبارک پڑھا۔حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اے برادر ہوس دیگر است	ترجمہ: اے بھائی (حرص و) ہوس اور چیز ہے
وجانبازی دیگر، امروز درویشی بہ	جانبازی اور چیز، فقر و درویشی آج کل لقمہ فروشی
لقمہ فروشی است۔ خدا تعالیٰ	یعنی کمائی کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے۔خداوندِ تعالیٰ
ازیں درویشی کہ دین فروشی	ایسی فقیری، جو دین فروشی ہے، سے توبہ کی توفیق
است توبہ دہد۔ اول مسلمانی	عنایت فرمائے۔ میں پہلے پہل اپنی مسلمانی کی
درست کنم بعدہٗ درویشی	اصلاح کروں گا پھر درویشی اختیار کروں گا

بتیسواں ملفوظ

ایک دن فقیر عید الاضحیٰ کے دن حضور قبلہٗ انام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''عید کا دن اللہ کی بندگی وعبادت سے عبارت ہے۔اس دن لوگ صبح سے شام تک عید کی مبارک باد دینے کے لئے فقیر کے پاس آتے ہیں اور فقیر کا وقت ضائع کرتے ہیں۔میں کیا کروں؟ میں اس دن لوگوں سے کنارہ کشی کرنا مناسب نہیں سمجھتا''۔پھر فرمایا: ''میں خانقاہ شریف کے درویشوں کو کبھی کبھار خانقاہ شریف کی خدمت میں مشغول رکھتا ہوں۔آج کل کے تصوف سے بے خبر اور کوتاہ درویشوں کو اس خدمت کا فائدہ نظر نہیں آتا''۔

فائدہ: خانقاہ شریف کے درویش گندم کی روٹی سالن کے ساتھ صبح شام تیار کھاتے ہیں، پہننے کا لباس بھی انہیں کوئی تکلیف اٹھائے بغیر مل جاتا ہے۔انہیں خوراک وپوشاک کے لئے کوئی فکر واندیشہ نہیں کرنا پڑتا تاکہ کہیں ان کے دلوں میں ماسویٰ اللہ کے خطرات ووساوس سر نہ اٹھالیں۔میں انہیں اس لئے خانقاہ شریف کی خدمت میں مصروف رکھتا ہوں تاکہ ان کا دھیان مذکورہ خطرات ووساوس کی طرف نہ بٹ جائے۔

پھر فرمایا: ''فقہاء نے کتبِ فقہ میں جو " طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ (علم کا طلب کرنا فرض ہے)'' کی بابت تحریر

کیا ہے، صحیح ہے لیکن انسان جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو اس وقت اس پر اس کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص حج ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس وقت اس پر مسائلِ حج کا جاننا اور یاد کرنا فرض ہے۔ اور جو شخص دنیوی امور و معاملات سے وابستہ ہے تو اس کے لئے خرید و فروخت کے مسائل جاننا اور یاد کرنا فرض ہے۔ لیکن جو شخص مسکین ہے اس کو زکوٰۃ کے مسائل کیا فائدہ دیں گے اور جو شخص نا کتخدا ہے تو نکاح و طلاق کے مسائل کا اس کے ساتھ کیا کام؟'' اور نیز فرمایا: ''علمِ فقہ سے صوفی کے دل میں قدرے کثافت پیدا ہوتی ہے لیکن عقائد کی صحت و درستی کا حسن و جمال اس قصور و کوتاہی (کثافت) کو ماند کر دیتا ہے''۔ اس وقت محفل میں مولوی حسین علی صاحب واں بھچرانوی بھی حاضر تھے۔ حضرت قبلہ نے مجھ خادم سے مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلدِ اول تسبیح خانہ شریف سے لانے کو کہا جو میں حسبِ فرمان لے آیا۔ پھر حضرت قبلہ نے مولوی صاحب موصوف کو آٹھویں مکتوب[1] شریف میں سے مندرجہ ذیل عبارت کی نشاندہی کی:

علماءِ ظاہر اہلسنت ہر چند در بعض اعمال مقصّر باشند امّا جمالِ درستیِ عقائد اینہا در ذات و صفات آں قدر نورانیت دارد کہ آں تقصیر در جنبِ آں مضمحلّ و ناچیز در نظر می در آید و بعضِ متصوّفہ باوجود ریاضات و مجاہدات چوں در ذات و صفات آں قدر درستیِ عقیدہ ندارند آں جمال در اینہا یافتہ نمی شود و محبت بہ علماء و طلبۂ علوم بسیار شدہ است روش ایشاں خوش می آید و آرزو دارد کہ در جرگہ اینہا باشد و تلویح را از مقدماتِ اربعہ بطالب علمے مباحثہ می کند و ہدایہ فقہیہ نیز مذکور می شود و در معیت واحاطۂ علمی با علماء شریک است۔

ترجمہ: ہر چند اہلِ سنت کے علمائے ظاہر بعض اعمال میں قاصر ہیں لیکن ذات و صفاتِ الٰہی میں ان کی درستگئ عقائد کا جمال اس قدر نورانیّت رکھتا ہے کہ مذکورہ کوتاہی اور کمی اس کے مقابلے میں ہیچ و ناچیز دکھائی دیتی ہے اور چونکہ بعض اہلِ تصوف ریاضتوں اور مجاہدوں کے باوجود ذات و صفاتِ الٰہی میں علمائے ظاہر کی طرح درست عقیدہ نہیں رکھتے تو ان میں وہ (مذکورہ) جمال نہیں پایا جاتا۔ خاکسار کو علماء و طلبۂ علوم سے نہایت محبت ہو گئی ہے اور ان کا طریق کار دل کو بہت بھاتا ہے۔ اور یہی تمنّا ہے کہ ان کے زمرے میں ہو جائے اور (مشہور کتاب) تلویح[2] کے مقدماتِ اربعہ کا ایک طالبعلم کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔ اور (فقہ کی کتاب) ہدایہ کا مذکور بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور علماء کی علمی شرکت و رفاقت بخوبی میسر ہے۔

---

[1] یہ مکتوب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے پیر و مرشد بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمتِ اقدس میں تحریر کیا۔ اس میں ان احوال کا بیان ہے جو صحو و بقا سے تعلق رکھتے ہیں۔

[2] تلویح اصولِ فقہ کی معروف کتاب ہے جو درسِ نظامی میں داخل ہے۔

تینتیسواں ملفوظ

ایک دن یہ کمترین حضورِعالی میں حاضر ہوا تو آں قبلہ نے ارشاد فرمایا: ''وقتِ آخر آ پہنچا ہے۔ اِس زمانہ کے اکثر لوگ جو فقیر کے پاس آتے ہیں اور اپنے حاجات و مرادات کا اظہار کر کے اپنی دلی خواہشات اور ذاتی اغراض و مقاصد کے بخوبی سرانجام پانے کے لئے دعا کے طالب ہوتے ہیں اور مختلف دنیوی امور کی سرانجامی کے لئے دعا منگواتے ہیں۔ حالانکہ ہر علم کا ایک موضوع ہے اور اس سے وابستہ شرائط وضروریات ہوتے ہیں۔ فقرو درویشی اختیار کرنے کیلئے پیروں اور مریدوں کو اپنی مرادات کا ترک کرنا اور خیالاتِ ماسویٰ اللہ سے کنارہ کشی اختیار کرنا نہایت ضروری ہے''۔

پھر فرمایا: ''اولاد دو قسم کی ہوتی ہے۔ اولادِ صوری اور اولادِ معنوی۔ اولادِ صوری کی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے جبکہ اولادِ معنوی کو حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ نسبت ہے اور پیر و مرید کے درمیان بھی اس طرح کا معنوی ربط و واسطہ ہے۔ مریدین صورت کے لحاظ سے تو اپنے والدین کی اولاد ہیں لیکن معنوی اولاد ہونے کے اعتبار سے ان کا رشتہ وتعلّق اپنے پیر و مرشد سے ہے''۔

چونتیسواں ملفوظ

ایک دن یہ دیرینہ کمترین خادم قبلۂِ انام کے حضور میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) عالمِ جوش میں تشریف فرما تھے۔

با خدا دادہ گان ستیزہ مکن
خدا دادہ گان را خدا دادہ است

مفہوم: ان لوگوں سے لڑائی جھگڑا اور حسد وبغض نہیں کرنا چاہیے جن کو اللہ نے اپنی بخشش وعطا کا مورد ٹھہرایا ہے۔ ان سے اس طرح کا برتاؤ کرنا گویا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

ہے خدا کی داد جن پر ان سے تو جھگڑا نہ کر
ایسا کر کے پیشِ مولیٰ خود کو پھر رسوا نہ کر (مرشد بابا)

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

خود بخود آں مہ دلدار بہ بر می آید نہ بزور نہ بزاری نہ بزر می آید

مفہوم: وہ چاند جیسے مکھڑے کا مالک محبوب اپنے آپ ہی اپنے چاہنے والے کے پہلو میں آنے کو ہے۔ وہ زور، زر اور زاری سے آنے والا نہیں۔

محض اس کا کرم ہے فتح الباب
زور و زر کا گزر ، نہ زاری ہے (مرشد بابا)

پینتیسواں ملفوظ

ایک دن جب میں حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا قبلہ! مسئلہِ توحید پوری طرح میری ناقص سمجھ میں نہیں آ رہا۔ تو حضرت قبلہ نے اپنی زبانِ گوہر فشان سے اس بابت ایک دلچسپ تقریر بیان فرمائی پھر آپ نے مجھے تسبیح خانہ شریف سے مجموعہِ مکتوبات حضرت شاہ احمد سعید صاحب لانے کو کہا۔ میں حسبِ فرمان وہ مجموعہ لے آیا۔ آپ قبلہ نے کمال مہربانی سے یہ عبارتیں اس خادم سے پڑھوائیں اور سمجھائیں۔

عبارت مکتوب دوازدہم (۱۲)

توحید نزد صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم دو قسم است: توحید وجودی و توحید شہودی۔ توحید وجودی عبارتست از دانستن اتحاد وجود کہ بمعنی ما بہ الموجودیۃ است در جمیع اشیا یعنی مقوِّم وجود در موجودات علویہ و سفلیہ، ذات واحد حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ است، نہ آنکہ ذات موجودات و ذات حق سبحانہٗ واحد است کما زعم البعض من الجہلہ کہ این وحدۃ موجود است نہ وحدۃ وجود۔ از فرط جہل فرق در مصدر و مشتق نا کردہ در ضلالۃ می افتند ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا ضَاعُوْا فَاَضَاعُوْا ۔ محققین صوفیہ از ین چنیں اغلاط بری اند۔ اگر چہ در وجود کہ نزد ایشان عین حق است مراتب خمسہ اثبات می کنند، لٰکن اطلاق احکام یک مرتبہ را بر مرتبہِ دیگر کفر و زندقہ می دانند۔ چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ می فرمایند بیت۔

ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

و توحید شہودی عبارت از دیدنِ ذات حقّ سبحانہٗ وتعالیٰ است فقط و اختفاءِ کثرت بالکل از نظر سالک، نہ آنکہ کثرت را دیدن و درمیانِ کثرۃ و وحدۃ نسبتِ عینیّت یا مرأتیّت اثبات نمودن چنانچہ در توحید وجودی می باشد فَافْتَرَقْتَا۔

ومنشاء ہر دو غلبۂ محبتِ محبوبِ حقیقی است در نظر محبّ کہ در توحید اوّل ماسوارا بعنوان عینیّت یا مرأتیّت بسببِ غلبۂ محبت ملاحظہ می کند وظل باصل مشتبہ می شود۔ عارف نامی حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ می فرماید:

عکسِ رویِ تو چو در آئینۂ جام افتاد　　عارف از خندۂ می در طمعِ خام افتاد

ودر توحید ثانی ماسوا ہر گز در نظرش نمی آید تا باثبات نسبتِ چہ رسد واین قسم اعلیٰ از قسم اول است ومنشاء اول تصفیۂ قلب است ومصدر ثانی تزکیۂ نفس است ومطمئنہ شدنِ اوست وناگزیرِ سالک توحیدِ شہودی است کہ محصل فنا است کہ از دید ودانش ماسوا رخت بر بندد وجز حق سبحانہٗ وتعالیٰ مشہودِ بصیرتش نماند چنانکہ در روز روشن بسبب غلبۂ شعشان آفتاب بجز آفتاب ہیچ معلوم نمے شود وستارہا ہرگز محسوس نیست باوجودیکہ وجودِ ستارہا در نفس الامر ثابت است ہمچناں کثرۃ باشد لٰکن نظرِ عاشق مقصور بر معشوقِ خود است ومستھلکِ مشاہدۂ جمالِ محبوبِ خویش است۔

در ودیوار چو آئینہ شد از کثرت شوق　　ہر کجا می نگرم روئ ترا می بینم

بخلافِ توحید وجودی کی از شرائطِ رہ نیست لہذا بعضی طلاب راواضح می شود واکثر رانہ۔

حضرت شاہ نقشبند راہ رابرائ سالکان مقرر فرمودہ اند کہ در آن راہ انکشاف توحید وجودی نباشد تا از مزلّتِ اقدام کہ بعضی ارباب توحید وجودی را واقع می شود، محفوظ مانند ودر تیہ ضلالۃ نیفتند **جزاہُ اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء** ۔ چنانچہ اکثر ابناءِ ایں وقت ہمہ اوست راعقیدہ محکم ساختہ بشطحیات تکلُّم می نمایند وتہاوُن در امور مشروعہ می ورزند **تاب اللہ علیہم** .

مفہوم عبارت مکتوب ۔۱۲

صوفیہ صافیہ **رحمۃ اللہ علیہم** کے نزدیک توحید کی دو قسمیں ہیں:

توحیدِ وجودی اور توحیدِ شہودی۔

توحیدِ وجودی تمام اشیاء میں پائی جانی والی اس وحدت کے جاننے سے عبارت ہے جو اُن (اشیاء) کی موجودگی کا ذریعہ اور سبب ہے یعنی تمام علوی اور سفلی اشیاء کی ساخت و پرداخت کرنے والی ہستی فقط اللہ تعالیٰ کی واحد ذات ہے۔ یہ وحدت ایسی وحدت نہیں جیسا کہ بعض جہلاء خیال کرتے ہیں (کہ موجودات اور اللہ

تعالیٰ کی واحد ذات ایک شے ہیں اور ان دونوں کے درمیان کوئی تناقض و مغایرت نہیں)۔ یہ جاہلانہ سوچ تو وحدتِ موجود کے عقیدہ کی حامل سوچ ہے نہ کہ وحدتِ وجود کے عقیدہ کی۔ (یعنی موجد اور ایجادات کو ایک شے قرار دینا انتہائی گمراہی اور ضلالت ہے) اور یہ جہلاء اپنی زیادتِ جہالت کی وجہ سے مصدر و مشتق کے درمیان فرق نہ کرتے اور چاہِ ضلالت میں جا گرتے ہیں۔ یہ لوگ خود راہ راست سے بھٹک گئے اور دوسروں کو بھی راہ راست سے بھٹکانے کا سبب بنے۔ خود کو ضائع کیا اور دوسروں کو ضائع کرنے کا باعث ہوئے۔ محققین صوفیاء ایسی غلطیوں سے بری ہیں۔ اگر چہ وہ وجود، جو ان کے نزدیک عینِ حق ہے، میں مراتبِ خمسہ کو ثابت کرتے ہیں لیکن ان مراتب میں سے کسی مرتبہ کا اطلاق دوسرے مرتبہ پر کرنے کو کفر و زندقہ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا جامی فرماتے ہیں۔

ہر مرتبہ از وجود حکمی دارد　　　گر فرقِ مراتب نکنی زندیقی

مفہوم: ہر مرتبہ اپنے وجود کی بنیاد پر جداگانہ حکم رکھتا ہے۔ ان مراتب میں فرق نہ کرنے والا زندیق ہے۔

توحیدِ شہودی سالک کو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات نظر آنے اور کثرت کے کلی طور پر آنکھوں سے اوجھل ہونے سے عبارت ہے۔ یہ نظر آنا اس طرح نہیں کہ کثرت کو دیکھے اور کثرت و وحدت کے درمیان ایک جیسا ہونے یا ایک جیسا دکھائی دینے کا (ایسا) اثبات کرے جیسا کہ توحیدِ وجودی میں ہوتا ہے۔

پس یہ دونوں قسمیں (وجودی اور شہودی) ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

محبّ کی نظر میں ہر دو قسموں کا منشا محبوبِ حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے۔ محبّ توحیدِ اول (توحیدِ وجودی) میں غلبۂ محبت کے سبب ماسویٰ اللہ کو ایک جیسا ہونے یا ایک جیسا دکھائی دینے کے عنوان کے ساتھ ملاحظہ کرتا ہے۔ یہاں سایہ اصل سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ عارفِ نامی حافظِ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عکسِ روی تو چو در آئینہ جام افتاد
عارف از خندۂ می در طمع خام افتاد

ترجمہ:　تیرا عکسِ رو پڑا جب آئینے کے جام میں
خندۂ مے سے گرا عارف ہے طمعِ خام میں　　(مرشد بابا)

توحیدِ ثانی (توحیدِ شہودی) میں محبّ کی نظر ماسویٰ اللہ پر ہرگز نہیں ٹھہرتی۔ تو پھر ماسویٰ اللہ کی نسبت کا

اثبات تو دور کی بات ہے۔اور یہ قسم (شہودی) پہلی قسم (وجودی) سے اعلیٰ و برتر ہے۔توحیدِ وجودی کا منشا و مقصود قلب کا (ہر قسم کی آلودگی سے) صاف ہونا ہے جبکہ توحیدِ شہودی کا مصدر و منشا نفس کا (ہر قسم کی آلودگی سے) صاف ہونا اور اس کا مطمئن ہونا ہے۔

سالک کا (آخری) چارۂ کار توحیدِ شہودی ہے جس کا ثمرہ فنا ہے یعنی نظر و فکر سے ماسویٰ نابود ہو جاتا ہے اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے بغیر کوئی اور چیز سالک کے مشاہدۂ بصیرت میں نہیں رہتی۔جیسا کہ روزِ روشن میں سورج کی انتہائی چمک دمک کی وجہ سے سورج کے بغیر کوئی شے دکھائی نہیں دیتی اور ستارے حقیقتاً اس وقت موجود تو ہوتے ہیں لیکن (آفتاب کی اس چمک دمک کے سبب) ان کا وجود محسوس نہیں ہوتا۔اسی طرح توحیدِ شہودی میں کثرت تو ہوتی ہے لیکن عاشق کی نظر اپنے معشوق پر ہی ٹکی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اس کے مشاہدۂ جمال میں فنا ہوتا ہے۔

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرتِ شوق   ہر کجا می نگرم روئ ترا می بینم

ترجمہ: انتہائے شوق سے آئینہ ہیں دیوار و در   ہر طرف آنکھوں میں ہے ہستی ہی تیری جلوہ گر [۱]

(مرشد بابا)

اس کے برعکس توحیدِ وجودی راہِ سلوک کے شرائط میں سے نہیں۔اس لئے بعض طلبۂ سلوک پر اس کی حقیقت منکشف (واضح) ہو جاتی ہے لیکن اکثر پر نہیں۔

حضرت قبلہ خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے جو راستہ سالکین کے لئے مقرر فرمایا ہے اس میں توحیدِ وجودی (کی حقیقت) منکشف نہیں ہوتی۔تاکہ وہ توحیدِ وجودی کے بعض معتقدین کو واقع ہونے والی لغزشِ پا سے محفوظ رہیں اور قعرِ ضلالت میں نہ گریں۔اللہ تعالیٰ حضرت شاہِ نقشبند کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

واضح رہے کہ اس زمانے کے اکثر سالکوں نے ہمہ اوست (سب وہی ہے) کا اعتقاد پختگی سے اپنا لیا ہے

---

[۱] بقولِ اسداللہ خان غالب   ہم کہ ہیں بس اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے

جلوہ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں

اس کے مطابق کسی اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کثرتِ شوق سے تھا ہجر بھی ہم رنگ وصال

ہم نے لوٹے ہیں بہت تیری جدائی کے مزے

اوراس کے زیرِ اثر زٹل بازیوں میں لگے رہتے ہیں اور شرعی امور کی بجا آوری میں تہاون وتساہل برتتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین۔

عبارت مکتوب نو دو پنج (۹۵)

وَالْفَرْقُ بَیْنَ التَّوْحِیْدِ الْوَجُوْدِیْ وَالتَّوْحِیْدِ الشُّهُوْدِیْ. اِنَّ التَّوْحِیْدَ الْوَجُوْدِیَّ عِبَارَةٌ عَنْ اِنْكِشَافِ سِرْیَانِ الْوَجُوْدِ فِیْ مَرَاتِبِ الْاِمْكَانِ وَفِیْ كُلِّ ذَرَةٍ مِّنْ ذَرَّاتِهٖ وَفِیْ هٰذَا الْمَقَامِ یَتَرَنَّمُ بِهٰذِهِ الْاَبْیَاتِ.

مفہوم: توحیدِ وجودی اور توحیدِ شہودی کے درمیان فرق یہ ہے کہ توحیدِ وجودی مراتبِ امکان اور اس سے وابستہ تمام ذرات کے ہر ذرّے میں وجود کے سریان کر جانے کے انکشاف سے عبارت ہے۔ پھر سالک اس مقام پر یہ اشعار ترنم سے گنگناتا ہے۔

اَلْبَحْرُ یَجْرِیْ عَلٰی مَا كَانَ فِیْ قِدَمٍ
اِنَّ الْحَوَادِثَ اَمْوَاجٌ وَ اَنْهَارٌ
فَلَا یَحْجَبَنَّکَ اَشْكَالُ تَشَا كَلَهَا
عَمَّنْ تَشَكَّلَ فِیْهَا وَهِیَ اَسْتَارٌ

دریا اپنے قدیم دستور کے مطابق جاری ہے اور حوادث موجوں اور نہروں کی شکل میں اس کے ساتھ ساتھ چلے آرہے ہیں۔ پس یہ رنگا رنگ شکلیں اور کیفیتیں تجھ سے اس ہستی کو محجوب نہ کر دیں جس نے ان کی صورت گری کی ہے۔ (یہ رنگا رنگ شکلیں اور صورتیں تو حجابات ہیں جو واجب الوجود ہستی کے ادراک میں مانع بن سکتے ہیں)

لَا آدَمَ فِی الْكَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسُ
لَا مُلْکَ سُلَیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسُ
فَالْكُلُّ عِبَارَةٌ وَاَنْتَ الْمَعْنٰی
یَامَنْ هُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَاطِیْسُ

کائنات میں نہ تو آدم کا وجود ہے نہ ابلیس کا، نہ سلیمان کی بادشاہی ہے، نہ بلقیس کی۔ پس یہ تمام تعبیرات اور مفاہیم ہیں اور اے قلوب کے لئے مقناطیس کی حیثیت رکھنے والی ہستی تو ہی مرادِ حقیقی ہے۔

رَقَّ الزُّجَاجُ و رَقَّتِ الْخَمْرُ
فَتَشَابَهَا وَ تَشَاكَلَ الْاَمْرُ
فَكَاَنَّمَا خَمْرٌ وَّ لَا قَدَحٌ
وَ كَاَنَّمَا قَدَحٌ وَّلَا خَمْرٌ

جب شیشہ رقیق (اور شفاف) تھا اور (اس میں ڈالی ہوئی) شراب بھی رقیق (اور شفاف) تھی تو پھر یہ دونوں اپنی رقت (و شفافیت) کی وجہ سے ایک دوسرے کے مشابہہ ہو گئے اور معاملہ گڈ مڈ ہو گیا۔ پس (بسببِ شفافیت) اگر شراب ہے تو پھر شیشہ نہیں اور اگر شیشہ ہے تو پھر شراب نہیں۔

وَالتَّـوحِيـدُ الشَّهُـوْدِیُّ عِبَـارَۃٌ عَنْ شَهُوْدِ الْحَقِ وَاِخْتِفَاءِ الْكَثْرَۃِ عَنِ النَّظْرِ لَا فِی الْوَاقِعِ. فَـافْتَـرَقَا فَرْقاً وَاضِحاً. وَالتَّوْحِيْدُالشَّهُوْدِیُّ لَابُدَّ اِنْكِشَافُهُ لِيُحْصَلَ الْفَنَاءُ الْاَ تَمُّ. وَاِنْكِشَافُ التَّوْحِيْدِ الْوَجُوْدِیّ لَيْسَ بِضَرُوْرِیٍّ لِلسَّالِکِ اِذْلَا مَدْخَلَ لَهٗ فِیْ حُصُوْلِ الْفَنَاءِ ۱۲

ترجمہ : مکتوب ۹۵

اور توحیدِ شہودی حق کے مشاہدے اور بصارت سے کثرت کے اوجھل ہونے سے عبارت ہے۔ لیکن یہ اوجھل ہونا حقیقی انداز میں نہیں ہوتا (بلکہ ظاہری طور پر ہوتا ہے یعنی غلبۂ اشتیاق کی وجہ سے بجز ذاتِ الٰہی جل جلالہٗ کے ہر شے آنکھوں سے مخفی ہو جاتی ہے)۔ پس دونوں (وجودی اور شہودی) واضح طور پر متفرق ومختلف ہیں۔

خلاصۂ کلام:

سالک کے لئے توحیدِ شہودی کا انکشاف فناءِ اتم حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے جبکہ توحیدِ وجودی کا انکشاف سالک کے لئے ضروری نہیں کیونکہ فنا کے حصول میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

چھتیسواں ملفوظ

ایک دن یہ خادم قبلۂ خاص و عام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ راہِ سلوک کے سالک کے لئے فتور وخرابی کے قوی ترین اسباب میں سے ایک (بڑا) سبب اس کا ایک ایسے ناقص شیخ سے تعلق جوڑنا ہے جو خود سلوک کئے بغیر مسندِ مشیخت بچھا لیتا ہے۔ ایسے ناقص پیر کی صحبت اس سالک کو زوال سے دوچار کر دیتی ہے اور اسے بلندی سے پستی میں جا پھینکتی ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری (اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے اسرار سے مقدس فرمائے) فرمایا کرتے تھے کہ جس طالب کا بیضۂ قابلیت (صلاحیت کار) آغاز ہی میں گوناگوں پیروں کی ہم نشینی سے فاسد اور گندا ہو جائے تو اس کی اصلاح ودرستی صاحبِ تدبیر شیخ کی صحبت اختیار کیے بغیر ممکن نہیں کیونکہ ایسے شیخ کی صحبت کبریت احمر (پانسہ) ہے۔

سینتیسواں ملفوظ

ایک دن میں حضرت قبلہ کی محفل فیض منزل میں حاضر ہوا تو اس وقت حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے فرمایا کہ ہر شخص نے یہ شعر یاد کر رکھا ہے اور اپنے خطوط میں لکھتا ہے۔

اولیا را ہست قدرت از الٰہ　　　تیر جستہ باز گر د اند ز راہ

اولیاء کو ہے عطا قدرت ہوئی اللہ سے　　　تیر جستہ کو ہٹا دیتے ہیں اپنی راہ سے (مرشد بابا)

لیکن انہیں اس شعر کا پوری طرح فہم نہیں، جس وقت اولیاء کسی سخت آزمائش سے دوچار ہوتے ہیں تو اس وقت ان سے ایسے امور غیر ارادی طور پر صادر ہوتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب قبلہؒ ایک بار سفر میں تھے کہ انہیں عشاء کے وقت دریا کو پار کرنا پڑا۔ ملاح اس وقت موجود نہیں تھا۔ آپ جس گاڑی میں سوار تھے اس کا مالک مشرک تھا۔ آپؒ نے اسے فرمایا کہ گاڑی کو دریا میں ڈال دو۔ اس نے حضرت قبلہؒ کے رعب و ہیبت میں آ کر گاڑی دریا میں ڈال دی۔ گاڑی حضرت قبلہ کے تصرف کی بدولت سطح آب پر (کشتی کی مانند تیرتی ہوئی) صحیح وسالم کنارے جا لگی۔ وہ مشرک (مالک) اس کرامت کے دیکھتے ہی دولتِ اسلام سے مشرف ہوا۔

آپ قبلہؒ نے یہ بھی فرمایا:

یَجِبُ عَلَى النَّبِيِّ اِظْهَارُ الْمُعْجِزَةِ وَ　　　ترجمہ: نبی پر معجزہ کا ظاہر کرنا واجب ہے

یَجِبُ عَلَى الْوَلِيِّ كِتْمَانُ الْكِرَامَاتِ　　　جبکہ ولی پر کرامتوں کا چھپانا واجب ہے۔

پھر حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ **نفحات الانس** میں حضرت شاہ نقشبندؒ کا یہ ارشاد منقول ہے: ''کرامت خورا اگر چہ بانگ سگ ندارد سگ ہست'' (کرامات پر گزر بسر کرنے والا (آدمی) اگرچہ کتے کی طرح بھونکتا نہیں ہے لیکن فی الحقیقۃ وہ کتا ہے) اور حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب سرہندیؒ فرماتے ہیں: ''یاربّ جملہ جہان برمن بدخو کن'' (یاربّ تمام جہان کو میرے حق میں بدخو کر)

اڑتیسواں ملفوظ

ایک دن میں حضرت قبلہؒ کے حضور فیض گنجور میں حاضر ہوا تو اس وقت حضرت لعل شاہ صاحب مرحوم دندہ شریف والے کے بھتیجے جناب شاہ سیّد محمد صاحب بھی آپ قبلہ کے حضور میں بیٹھے تھے۔ حضرت قبلہ

نے ان سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ فقیر کی یہ نصیحت یاد رکھیں کہ کسی شخص کی امانت اپنے پاس نہ رکھیں، یہی نصیحت ہمارے پیرومرشد نے فقیر کو بار بار کی تھی کہ کسی شخص کی امانت اپنے پاس نہ رکھیں۔

پھر یہ بھی حضرت قبلہؒ نے فرمایا: ''ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اگر سیّد کٹر شیعہ ہو تو مذہبی گفتگو کے علاوہ اس کا ادب وتعظیم کرنا چاہیے۔''

یہ بھی آپ قبلہؒ نے فرمایا: ''قیامت کے دن پیغمبرِ خدا آقائے ہر دوسرا جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے نسب کے علاوہ تمام انساب منقطع ہو جائیں گے۔''

انتالیسواں ملفوظ

ایک دن حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ نماز فجر پڑھانے کے لئے اس خادم کو حکم فرمایا تو میں حضرت قبلہ کے ارشاد کی تعمیل میں نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھا۔ پہلی رکعت میں سورۃ **اَلْجُمُعَه** اور دوسری رکعت میں سورۃ **عَمَّ يَتَسَاءَ لُوْنَ** پڑھیں۔ ختم اور حلقہ شریف سے فارغ ہونے کے بعد آپ قبلہ نے اس سراپا گناہ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''تمہیں اب تو کبھی کبھی امامت کرنی پڑتی ہے۔ یہاں اس مسئلہ کو یاد رکھیں کہ قرأت کی طوالت آیات کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ الفاظ وحروف کی طوالت کے اعتبار سے ہے۔''

پھر حضرت قبلہ نے (فقہ کی اہم درسی کتاب) **کنز الدقائق** کی شرح **ملا مسکین** کے باب صفۃ الصلوٰۃ فصل وجہر الامام بقراۃ الفجر سے اس عبارت کو نشان زد فرمایا:

(وَتُطَالُ اُوْلَى الْفَجْرِ فَقَطْ): اَىْ اِطَالَةُ الْقِرَأَةِ فِى الرَّكَعَةِ الْاُوْلَى عَلَى الثَّانِيَةِ فِى الْفَجْرِ مَسْنُوْنٌ اِجْمَاعًا وَفِىْ سَائِرِ الصَّلَوَاتِ كَذٰلِكَ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَعِنْدَ هُمَا لَا تُطَالُ ثُمَّ يُعْتَبَرُ التَّطْوِيْلُ مِنْ حَيْثُ الْآىِ اِذَالَمْ يَكُنْ بَيْنَ مَا يُقْرَأُ فِى الْاُوْلَى وَبَيْنَ مَا يُقْرَأُ فِى الثَّانِيَةِ تَفَاوُتٌ مِّنْ حَيْثُ الْآىِ اِمَّا اِذَا كَانَ بَيْنَ الْآىِ تَفَاوُتٌ طُوْلًا وَقَصْرًا فَيُعْتَبَرُ التَّفَاوُتُ مِنْ حَيْثُ الْكَلِمَاتِ وَالْحُرُوْفِ وَيَنْبَغِىْ اَنْ يَّكُوْنَ التَّفَاوُتُ بِقَدْرِ الثُّلُثِ وَالثُّلُثَيْنِ، اَلثُّلُثَانِ فِى الْاُوْلَى وَالثُّلُثُ فِى الثَّانِيَةِ وَهٰذَا بَيَانُ الْاِسْتِحْبَابِ، اَمَّابَيَانُ الْحُكْمِ فَالتَّفَاوُتَ وَاِنْ كَانَ فَاحِشًا لَا بَأْسَ بِهٖ وَاِطَالَةُ الثَّانِيَةِ عَلَى الْاُوْلٰى تُكْرَهُ اِجْمَاعًا وَاِنَّمَا يُكْرَهُ التَّفَاوُتُ بِثَلَاثِ آيَاتٍ وَاِنْ كَانَ آيَةً اَوْآيَتَيْنِ لَا يُكْرَهُ۔

مفہوم: اور نماز فجر کی پہلی رکعت کو طول دیا جائے فقط : یعنی فجر کی نماز کی دوسری رکعت کی قرات پر پہلی

رکعت کی قرات کی طوالت کے مسنون ہونے پر اجماع ہے۔حضرت امام محمدؒ کے نزدیک باقی سب نمازوں میں قرات کا یہی حکم ہے۔یعنی پہلی رکعت کی قرات دوسری رکعت کی قرات کی نسبت طویل ہو اور شیخین کے نزدیک پہلی رکعت کی قرات کو دوسری رکعت کی قرات پر طول نہ دیا جائے۔اگر پہلی رکعت میں پڑھی جانے والی آیات اور دوسری رکعت میں پڑھی جانے والی آیات کے درمیان تفاوت نہ پایا جائے تو پھر اعتبار آیات کی تعداد کا ہوگا لیکن اگر آیات کے درمیان طول اور اختصار واقع ہو تو پھر کلمات وحروف کے تفاوت کا اعتبار ہوگا۔ یہاں اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ فرق ایک تہائی اور دو تہائی ہونا چاہیے یعنی دو تہائی قرات پہلی رکعت میں اور ایک تہائی قرات دوسری رکعت میں کی جائے۔ یہ امرِ مستحب کا بیان ہے اور اس سلسلے میں حکم کی تفصیل یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت اور دوسری رکعت میں پڑھی جانے والی آیات کے درمیان کھلم کھلا فرق ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ دوسری رکعت کی قرات کو پہلی رکعت کی قرات کے مقابلے میں طول دینا اجماعاً مکروہ ہے۔اور اگر دوسری رکعت میں پڑھی جانے والی آیات پہلی رکعت میں پڑھی جانے والی آیات سے تین آیات زیادہ ہوں تو یقینی طور پر مکروہ ہے اور اگر یہ زیادت ایک آیت یا دو آیتوں کی ہو تو مکروہ نہیں۔

چالیسواں ملفوظ

ایک دن حضرت قبلہؒ (میرے قلب وروح آپ پر فدا ہوں) نے اس خادم کو نمازِ ظہر سے قبل طلب فرمایا۔ جب میں حاضر ہوا تو آپ قبلہؒ نے مجھ سے پوچھا ''تمہارے کتنے بیٹے فوت ہوئے ہیں۔'' میں نے عرض کی ''میرے تین بیٹے فوت ہوئے ہیں۔'' پھر آپ نے فرمایا ''تم اولاد کے غم میں کبھی بھی پریشان نہ ہوا کرو۔''

پھر آپ قبلہ نے تسکینِ قلب کے لئے (فقہ حنفی کی اساسی کتاب) عقود الجواہر المنیفۃ فی اولۃ مذہب الامام ابی حنیفہ سے مندرجہ ذیل حدیث شریف کی نشان دہی فرمائی:

اَبُوحَنِیفَۃِ عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ مَرْثَدِ اِبْن بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیہِ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ قَالَ مَامِنْ مُسْلِمٍ یَّمُوْتُ لَہٗ ثَلَا ثَۃٌ مِنَ الْوَلَدِ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ عُمَرُ وَاِثْنَانِ فَقَالَ النَّبِیُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِثْنَانِ ھٰکَذَا رَوَاہُ الْحَارِثِیْ وَاِبْنُ الْمُظَفَّرِ وَ اَخْرَجَہُ الْاِمَامُ اَحْمَدَ وَ مُسْلِمُ وَالْحَاکِمُ عَنْ اِبْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیہِ وَاَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُ فِی الْاَدَبِ وَ النِّسَائِیُ عَنْ اَنَسٍ۔

ترجمہ: حضرت امام ابوحنیفہ نے علقمہ بن مرثد سے، علقمہ بن مرثد نے ابی بریدہ سے، ابی بریدہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے جس کے تین بیٹے فوت ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل نہ کرے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا جس کے دو بیٹے فوت ہوئے ہوں اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بھی اس کی مانند ہے (یعنی اسے بھی اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا) پھر حضرت قبلہ نے فرمایا میری بھی تین اولادیں فوت ہوئی ہیں۔

اکتالیسواں ملفوظ

ایک دن جب حضرت قبلہ کی محفل فیض منزل میں حاضر تھا تو میں نے عرض کیا: ''قبلہ! ذکر کرنے کے لئے (ذاکرین) جو حلقہ کو اختیار کرتے ہیں اس کا مقصد کیا ہے اور خلوۃ کا مفہوم کیا ہے اور سر کے گرد کپڑا لپیٹنے اور آنکھوں کو موند لینے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے؟'' آپ قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ خلوۃ یادِ الٰہی سے غافل کر دینے والے مشاغل سے فارغ کر دینے میں مدد دیتی ہے۔ خلوت کی حقیقت کے مفہوم کی تفصیل میں مشائخ کرام نے اختلاف کیا ہے۔ ان میں بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ خلوت کا دار و مدار دل کو ماسوی اللہ سے خالی کرنے پر مبنی ہے خواہ وہ مجمعِ عام کیوں نہ ہو۔

بعض مشائخ نے اس کی وضاحت یوں کی ہے منتہی کی تسکین و آسودگی خاطر کے لئے اور مبتدی کی سہولت کے لئے خلوت اختیار کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں کپڑے سے سر کو ڈھانپنے اور آنکھوں کو اس لئے بند رکھتے ہیں کہ حواس کو سکون و آرام حاصل ہو اور دل اطمینان پائے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ (میرے قلب و روح آپ پر فدا ہوں) نے اپنی زبان درفشان سے مجھے فرمایا کہ ملا علی قاری کی شرح عین العلم لے آئیں۔ جو میں نے تسبیح خانہ سے لا کر پیش کر دی۔ حضرت قبلہ نے کمال عنایت و کرم سے مذکورہ کتاب سے اس عبارت کی نشان دہی فرمائی:

فَهُوَ اَیُ السُّلُوكُ بِلُزُوْمِ الْوُضُوْءِ فَهُوَ یُنَوِّرُ الْقَلْبَ وَالْخَلْوَةُ اَیْ بِلُزُوْمِ الْخَلْوَةِ فَهِیَ اَیِ الْخَلْوَةُ تَفَرُّغُ عَنِ الشَّوَاغِلِ عَنْ تَحْصِیلِ الْفَضَائِلِ وَقَدْ تَقَدَّمَ تَحْقِیقُ الْخَلْطَةِ وَالْعُزْلَةِ ثُمَّ الْقَوْمُ مُخْتَلِفُوْنَ فِیْ سُلُوْكِ طَرِیقِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ جَعَلَ مَدَارَ الْخَلْوَةِ عَلٰی خُلُوِّ الْقَلْبِ عَنْ غَیْرِ ذِكْرِ الرَّبِّ وَمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ وَلَوْ كَانَ فِیْ مَجْمَعِ الْخَلْقِ كَمَا یُشِیرُ اِلَیْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی رِجَالٌ لَا تُلْهِیهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا

بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِاللّٰہِ وَھُوَ طَرِیۡقُ السَّادَاۃِ النَّقۡشُبۡنۡدِیَّۃِ وَالۡقَادَۃِ الشَّاذِلِیَّۃِ وَیُقَالُ فِیۡ حَقِّھِمۡ اِنَّھُمۡ غَرِیۡبُوۡنَ قَرِیۡبُوۡنَ وَ کَائِنُوۡنَ بَائِنُوۡنَ وَعَرۡشِیُّوۡنَ وَفَرۡشِیُّوۡنَ وَمِنۡھُمۡ مَنۡ اِخۡتَارَ الۡخَلۡوَۃَ الۡمُتَعَارَفَۃَ بَیۡنَھُمۡ تَھۡوِیۡنًا لِلۡمُبۡتَدِیۡ وَتَسۡھِیۡلًا لِلۡمُنۡتَھِیۡ وَکَانَ الۡمُصَنِّفُ مِنۡھُمۡ وِلِذَاقَالَ وَالۡاَوۡلٰی اَنۡ یَّکُوۡنَ السَّالِکُ الذَّاکِرُ فِیۡ بَیۡتٍ مُظۡلِمٍ ضَیِّقٍ لَیۡسَ فِیۡہِ مَتَاعٌ اِلَّامَا لَابُدَّ مِنۡہُ اَوۡیَلُفَّ رَأۡسَہٗ اِذَا کَانَ فِیۡ مَسۡجِدٍ وَنَحۡوِہٖ وَیَغۡمَضَ عَیۡنَیۡہِ حَالَ ذِکۡرِہٖ وَفِکۡرِہٖ لَاحِیۡنَ صَلٰوتِہٖ فَاِنَّہٗ مَکۡرُوۡہٌ عَلٰی خِلَافِ دَأۡبِہٖ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامِ وَسُنَّۃٌ وَاِنَّمَا اِخۡتَارَ الۡبَیۡتَ الۡمُظۡلِمَ وَلَفَّ الرَّأۡسِ وَغَمۡضَ الۡعَیۡنِ لِیَرۡکُدُ الۡحَوَاسُ اَیۡ تَسۡکُنُوا وَتَسۡتَقِرُّوۡ وَفِیۡہِ وَاِنّ مَاذَکَرَ اِنَّمَا ھُوَیَسۡکُنُ حَاسَۃُ الۡبَصَرِ وَلَعَلَّ اِیۡرَادَہٗ بِصِیۡغَۃِ الۡجَمۡعِ لِتَوَاتُرِ النَّظۡرِ ۱۲

ترجمہ: پس وہ سلوک دل کو روشن کرتا ہے جس کو پابندی کے ساتھ برتا جائے اور خلوت (گوشہ نشینی) کی پابندی فضائل وکمالات کے حصول میں رکاوٹ بننے والے مشاغل سے دل کو فارغ کرتی ہے۔ اختلاط وگوشہ نشینی کی تحقیق اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ پس قوم (اربابِ طریقت وسلوک) نے اپنے سلوک کے طور طریقوں میں گونا گونی اختیار کی ہے۔ پس ان میں سے جنہوں نے گوشہ نشینی کو ربّ کے ذکر کے سوا اور مشاہدۂ حق کے سوا دل کو دیگر شواغل سے بالکل خالی وفارغ ہونے پر مبنی قرار دیا ہے۔ خواہ وہ لوگوں کے اجتماع میں ہو جیسا کہ اس ارشادِ ربانی میں فرمایا گیا ہے: ''رِجَالٌ لَا تُلۡھِیۡھِمۡ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِاللّٰہِ''

(مفہوم) یہ وہ لوگ ہیں کہ تجارت اور خرید وفروخت ان کو ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی۔

یہی طریقہ ساداتِ نقشبندیہ اور اکابرِ شاذلیہ کا ہے اور انہی افراد کے حق میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اجنبی ہوتے ہوئے اللہ کے قریب ہیں۔ اور اس دنیا میں اپنے وجود کو برقرار رکھتے ہوئے دنیا سے کٹے ہوئے ہیں۔ (رضائے الٰہی کی طلب وجستجو میں مستقل مزاج ومستحکم اور ذکر ورضائے حق میں رکاوٹ بننے والے مشاغل اور الجھنوں سے منقطع ہوتے ہیں) اور عرشی ہوتے ہوئے فرشی ہیں (ان کا ٹھکانا فرشِ زمین ہے) اور ان میں سے جن افراد نے اپنے ہاں مروجہ اور متعارفہ خلوت کو اپنایا ان کا مقصد یہی ہے یا تھا کہ اس امر میں نو واردوں کے لئے نرمی اور منتہی کے لئے سہولت وآسودگی مہیا کی جائے اور مصنف یعنی ملا علی قاری رحمھم اللہ کا تعلق اس دوسرے گروہ سے ہے اور اسی لئے تو انہوں نے تنگ وتاریک مقام سالکِ ذاکر کے لئے تجویز کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ ذکر وسلوک کے لئے سالک کسی ایسے تنگ وتاریک مکان میں ذکر کا شغل

کرے جس میں ناگزیر ضروریاتِ حیات کے علاوہ کسی قسم کا اور مال و متاع موجود نہ ہو۔ اگر وہ مسجد یا اس طرح کی کوئی اور خلوت گاہ ہو تو وہاں ذکر و فکر کی خاطر اپنے سر کو ڈھانپ لے اور آنکھیں بند رکھے۔ لیکن نماز کی ادائیگی کے لئے شعوری طور پر ایسی جگہ کو اختیار کرنا اور حالتِ نماز میں سر ڈھانپنا اور آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں حضورِ اقدس ﷺ کے طریقِ کار کی مخالفت ہے۔ مصنفؒ نے تاریک گھر اور سر کو ڈھانپنے اور آنکھوں کو بند رکھنے کے طریقِ کار کو اس لئے اختیار کیا کہ اس کے حواس کو سکون و قرار حاصل ہو۔ اور مصنف نے یہاں جو خاص طور پر بصری حس کے سکون پانے کا ذکر نہیں کیا شاید ان کا اس موقع پر جمع کے صیغے (حواس) کا استعمال کرنا مسلسل و متواتر اس میں غور کرنے کا سبب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مختصر ملفوظات

فرمایا: ہمارے مرشد حضرت مولانا قبلہ خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو چاہیے کہ یہاں تک ذکر قلبی کرے کہ اسے موت بھی اسی ذکر میں آجائے۔ ذکر کی حقیقت کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ حدیث شریف:

جَدِّ دُوْااِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تم اپنے ایمان کو کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ تازہ اور نیا کرو کے حکم کے مطابق ہر وقت ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔

فرمایا: خوش حالی ہو یا فقر و فاقہ، ہر حال میں اللہ اللہ کا ورد کرو۔ وہ آدمی ابن الوقت ہے جو خوشی اور فرصت کی حالت میں تو اللہ کو یاد کرتا ہے (اور دیگر اوقات میں نہیں)۔ ہر عبادت کے لئے وقت مقرر ہے۔ چنانچہ رکوع کا اپنا وقت مقرر ہے اور نماز کے لئے اپنا وقت ہے۔ لیکن ذکر کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ ذکر ہمیشہ کرنا چاہیے۔

فرمایا: اگر کوئی مشکل پیش آئے تو آدمی صدقِ نیّت سے توبہ کرے اور عجز و نیاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی مشکل کی خلاصی اور کشائش کے لئے درخواست پیش کرے خدائے پاک اس کی مشکل آسان فرمائے گا۔

فرمایا: نماز کی سب سے بڑی تاثیر یہ ہے اس کے ادا کرنے سے عبادت و بندگی کے ساتھ محبت و رغبت بڑھ جاتی ہے اور عبادت کے فوت ہونے اور گناہوں کے ارتکاب سے رنج و غم حاصل ہوتا ہے۔

فرمایا: جس وقت بندہ اپنی صفات و اعمال کو اپنے آپ سے سلب سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتا ہے تو اس کے بعد وہ جو نیکی بھی کرتا ہے اس کے دل میں کوئی ایسا خیال نہیں گزرتا کہ یہ عبادت میں خود کر رہا ہوں بلکہ وہ اسے فقط اپنے آقا و مولیٰ کی جانب سے سمجھتا ہے۔ جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا کی رضامندی سے (کوئی) مال تقسیم کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ وہ اس شے کو اپنی طرف سے تقسیم کر رہا ہے بلکہ وہ اسے اپنے آقا کی طرف سے سمجھتا ہے اور خود کو مفلس و مسکین تصور کرتا ہے۔

فرمایا: رابطہ اس لئے موصل تر (جلد ملانے والا) ہے۔ چونکہ پیر پر فیض کا نالہ جاری ہے۔ جس وقت بھی مرید کا رابطہ پیر سے ہو جاتا ہے تو وہ ضرور اس کے نالۂ فیض سے حصہ پالیتا ہے۔

فرمایا: قرآنِ مجید کی تلاوت کے وقت قرآن کی حقیقت اور اس کے فیضان کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور نماز میں قرأتِ قرآن کے وقت قرآن کے فیض کا لحاظ اور رکوع و سجود میں رکوع اور سجود کے فیض کا لحاظ اور تشہد میں تشہد کے فیض کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

☆ **مولوی نور خان صاحب سے فرمایا:** اگر تمام مخلوق تمہیں ضرر و نقصان پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی اور اگر تمام مخلوق اس بات پر اتفاق کر لے کہ تمہیں کوئی نفع پہنچے تو نہیں پہنچا سکتی۔

فرمایا: (لطیفہ) دین و دنیا کے اکثر جھگڑوں اور تنازعات کی جڑ جاہ و مرتبہ کی محبت ہے۔ صادق و مصدوق نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: **اَلدُّنْیَا رَاسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ**۔ دنیا ہر خطا و گناہ کی جڑ ہے۔

جیسا کہ اہلِ سنت اور لا مذہبوں کے درمیان اولیاء اللہ کی امداد کے متعلق جھگڑا پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں سے کوئی بھی شخص اس کا قائل نہیں انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاءَ اللہ مستقل طور پر نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اگر انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاءَ اللہ نفع بخش اور نقصان دہ ہیں تو صرف ایک سبب ہیں اور لا مذہبوں کا ان کے سبب ہونے سے انکار کرنا عناد سے خالی نہیں۔ کیونکہ تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی یہ عادت جاری ہے کہ سبب ہی سے مسبب پایا جاتا ہے۔

فرمایا: ایک دن مولانا حسین علیؒ واں بھچرانوی نے عرض کیا کہ تعلیم سے دل سخت ہو جاتا ہے تو حضرتِ قبلہؒ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "اس کا سبب نیت کا نقص ہے ورنہ تعلیم ہماری نسبت کی مددگار اور ہماری ترقیِ نسبت کی سبب ہے"۔

☆ اپنے فرزندِ ارجمند مشہور فی الآفاق حضرت خواجہ سراج الاولیاء صاحبزادہ محمد سراج الدینؒ کے حق میں فرمایا کہ شیر کا بیٹا ہے اور شیر ہی ہوگا۔

فرمایا: قلندروں کی جگہ بیٹھ اور پھر اپنی حالت کا اندازہ کر۔

☆ مولانا حسین علی واں بھچرانوی سے فرمایا آپ کو مسائل یاد نہیں رہتے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کو عمل کا خیال نہیں چونکہ مجھے عمل کا خیال رہتا ہے اس لئے مجھے تمام ضروری مسائل یاد ہیں۔

☆ ایک دن قبلہ رو ہو کر قیلولہ فرما رہے تھے تو ارشاد فرمایا کہ خواب کے وقت (بھی) ذکر کرنا چاہیے۔

☆ بارشوں کے بند ہونے پر کئی بار قصبہ کفری (وادی سون سکیسر ضلع خوشاب) کے لوگوں سے فرمایا: ''تم سب ایک جگہ اکٹھے ہو کر صدقِ نیت اور خلوص کے ساتھ گزشتہ گناہوں پر توبہ واستغفار کرو اور دربارِ الٰہی میں عجز وزاری کرو انشاء اللہ کھل کر بارش ہوگی''۔

فرمایا: لوگوں کے رواجات کی پابندی کرتے ہوئے غلط رسموں، شادی اور بیاہ پر فضول خرچی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

فرمایا: فطام [۱] سے پہلے پیرومرشد کے پاس ہونا ضروری ہے۔ (یعنی ولایتِ علیا، ولایتِ صغریٰ اور ولایت کبریٰ کی تکمیل کے لئے مرشد کی صحبت میں رہنا ضروری ہے)۔

فرمایا: سوالِ جلی سے سوالِ خفی بدتر ہے۔ کیونکہ سوالِ جلی سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور سوالِ خفی میں نفس بدستور اپنے فخر وغرور میں مبتلا رہتا ہے۔ بلکہ الٹا احسان مسئول عنہ [۲] پر جتلاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانے کے پیر جو بظاہر لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اصل میں ان کی غرض دوسری ہوتی ہے۔

☆ بارہا مولوی نورخان صاحب سے فرمایا کہ تہلیل...... لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ...... اور اسمِ ذات...... **اللّٰہ**...... کا ورد بکثرت کریں کیونکہ نزع کے وقت کلمہ طیبہ کے بغیر کوئی کتاب، درس وتدریس، آشنا اور عزیز کام نہیں آئیں گے۔ بلکہ وہ اس امر کے خواہش مند ہوں گے کہ اس مختصر کلمہ کے ذریعے کام نکل آئے۔ جو مشکل بھی پیش آئے کلمہ طیبہ اور اسمِ ذات کا ورد زیادہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے عجز وزاری کے ساتھ مشکل کی آسانی اور خلاصی طلب کریں اور ہر وقت کلمہ طیبہ میں مشغول ہوں۔ کسی کے ساتھ دوستی اور تعلق نہ رکھیں۔ یہ سب ضرر رساں اور نقصان دہ ہیں اور مطلب کے بغیر دوستی اور تعلق نہیں رکھتے۔ اولاد وغیرہ اور دیگر علائق کو اللہ کے سپرد کریں اور خود کلمہ طیبہ کے ساتھ شغل رکھیں اور جس قدر ان کی خدمت ہو سکے شرعی امر سمجھ کر شرع شریف کے مطابق سرانجام دیں۔ کلمہ طیبہ خطرات ورذائل کو زائل کرتا ہے۔

---

[۱] فطام دودھ چھڑانے کے معنی میں مستعمل ہے۔ سلوکِ نقشبندیہ میں ولایتِ علیا، ولایتِ صغریٰ اور ولایتِ کبریٰ کی تکمیل فطام کہلاتی ہے۔ یعنی ان تینوں کی تکمیل کے وقت مرید کا پیرومرشد کے پاس ہونا ضروری ہے۔

[۲] مسئول عنہ جس سے سوال کیا جائے کے معنی میں عام استعمال ہوتا ہے۔

فرمایا: اس دور میں مجددی نسبت عنقا کی طرح (نایاب) ہوگئی ہے۔

فرمایا: حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو فقیر اپنے آپ کو کافرِ فرنگ سے بدتر نہ سمجھے وہ فقیر نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب غفلت کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور بصارتِ اصلی حاصل ہوتی ہے تو تمام حرکات وافعال اور کارِ خیر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مستعار سمجھتا ہے اور وہ اس وجود کے مقابلے میں جو کافر فرنگ میں ہے اپنے عدم کو بدتر سمجھتا ہے اور اپنے ایمان اور نیکی کا مقابلہ وموازنہ اس فرنگی کے کفر کے ساتھ نہیں کرتا اور اس دولتِ ایمان کو عاریت سمجھتا ہے نہ کہ اپنی جانب سے کمال۔ کیونکہ پرائے لباس پر فخر کرنا عقلِ سلیم کے منافی ہے۔

فرمایا: **سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْ لًا ثَقِیْلًا** (سورۃ المزمل : ۵) سے مراد ثقل کا وہ مفہوم ہے جو اس آیت کریمہ سے (اس طرح) حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کی اگر کوئی شخص تم سے کہے کہ تمہارے اوپر ہزار روپے جرمانہ ہے تو اس سے تمہیں کس قدر بوجھ اور ثقل محسوس ہوگا۔ اس طرح کا ثقل قرآن سے حاصل ہوتا ہے۔ یا اس آیت سے مراد وہ ثقل ہے جو نزولِ وحی کے وقت سرورِ کائنات ﷺ کو محسوس ہوتا تھا۔ **واللہ اعلم۔**

مفہوم: اے نبی! ہم آپ پر ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں۔

فرمایا: خانقاہ شریف ذکر کا مقام ہے نہ کہ مطالعۂ کتاب کی جگہ۔ مطالعۂ کتاب گھر پر کرنا چاہیے۔ ہاں اگر کتاب کا تعلق اس معاملۂ ذکر کے ساتھ ہو تو پھر اس کا مطالعہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ذکر بہت کریں یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے۔

فرمایا: نیت کی عنان (لگام) ہاتھ سے نہ دے ورنہ توسن (نفس کا گھوڑا) سرکش ہو جائے گا۔ (یعنی خلوصِ نیت کے بغیر سب کچھ بیکار اور فضول ہے)

فرمایا: تاریک رات کو اذکار وافکار کے ساتھ زندہ رکھ۔ حدیث شریف میں آیا ہے نیند کی جگہ قبر ہے۔

فرمایا: درود شریف **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مَحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد** ط کا ورد سبق دیتے وقت کریں اور اس کے علاوہ بھی یہ درود شریف زیادہ پڑھیں۔ کیونکہ یہ برکات کا سبب ہے اور رذیل عادات وخصائل

کا دفعیہ کرے گا۔

فرمایا: تھوڑی غذا کھا اور سادہ لباس پر اکتفا کر۔ میں کیا کروں جب تم خود محنت نہیں کرتے۔ صبر اختیار کر اور تمام امور میں:

اَنۡتَ کَافِیۡ اَنۡتَ شَافِیۡ فِیۡ	اے اللہ! تمام امور میں تو ہی میرا کافی اور تو
مُهِمَّاتِ الۡاُمُوۡرِ اَنۡتَ حَسۡبِیۡ	میرا شافی ہے۔ تو ہی میرا کافی اور تو ہی میرا
اَنۡتَ رَبِّیۡ اَنۡتَ لِیۡ نِعۡمَ الۡوَکِیۡل	رب اور تو ہی میرا بہترین مالک ومختار ہے۔

کا ورد کرتا رہ۔

فرمایا: پیر میں شک مرید کے لئے بہت بڑی آفت ہے۔ درویش کا سرمایہ جمیعتِ قلب ہے یعنی کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے پراگندگیِ خاطر ہو اور جمیعت واطمینان کو نقصان وخرابی لاحق ہو۔

فرمایا: مقصود اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا یہ ہے کہ سختی (تنگی) اور خوشحالی دونوں حالتوں میں دل کی دنیا میں خلل نہ آنے پائے۔

فرمایا: مصیبت کے وقت شیخ کا رابطہ مفید ہے۔

فرمایا: اگر خدا تعالیٰ ذکر کے عبادت کی توفیق دے تو عین احسان وسرفرازی سمجھ کر خوش دلی سے ادا کرے اور اس کی ادائیگی میں کمال کوشش وکاوش سے کام لے اور اس بات سے ڈرے کہ کہیں اس کی عبادت کو عدم لیاقت نہ قرار دیا جائے۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ اگر کوئی بزرگ کسی شخص کو کوئی کام بتائے تو وہ شخص کس قدر خوش وخرم ہوگا اور اسے اپنے سرفرازی اور اپنی قرب وقبولیت کا ذریعہ گردانے گا اور اس کا کام سرانجام دینے پر اس پر احسان نہیں دھرے گا بلکہ اپنے اوپر اسکا احسان سمجھے گا کہ (اس کو خدمت کے لئے منتخب کیا)

فرمایا: مولوی گل محمد صاحب نے فرمایا ہے: **اَلۡعُبُوۡرُ بَرۡکَۃٌ** : عبور کرنا برکت ہے اور مولوی محمد جرّاح صاحب کے شاگردوں نے کہا ہے **اَلۡعُبُوۡرُ غَرۡقَۃٌ** : عبور کرنا غرق ہونا ہے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ مولوی گل محمد کا قول صحیح ہے یعنی: **اَلۡعُبُوۡرُ بَرۡکَۃٌ** : عبور کرنا برکت ہے۔

فرمایا: میرے والدِ بزرگوارؒ نے مجھے نصیحت کی کہ سیّد اور قریشی کو جہاں بھی پاؤ تو خود کو اس کے قدموں

میں ڈال دو اور ہر فقیر یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنیوالا جہاں بھی ہو اس کی خدمت کرو۔ میں ہر سیّد کی خواہ وہ شیعہ کیوں نہ ہو خدمت کرتا ہوں۔

فرمایا: رسول اللہ ﷺ جو صاحب لولاک ہیں کی شان میں اس آیت سے بڑھ کر کون سی آیت ہو گی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ**۔ رسول اللہ ﷺ کا اطاعت گزار ہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔

فرمایا: اس آیت قرآنی سے بڑھ کر خوف زدہ کرنے والی اور کون سی آیت ہے۔ **اِنَّ اِلَيْنَا اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ** (سورة الغاشيه : ۲۵.۲۶) : یقیناً انہوں نے ہماری طرف لوٹنا ہے اور پھر یقیناً ان کا حساب ہم لیں گے۔

فرمایا: خطرات کے ہجوم سے تنگ نہ ہوں۔ ذکر کے ساتھ شغل رکھیں اور خطرات کے دفعیہ کے لئے استغفار کریں۔

فرمایا: **وَاعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ** عمل کر اور استغفار بھی۔

فرمایا: ہماری ریاضت دہقان کی تلاوتِ قرآن کی طرح ہے جو تمام دن ہل چلاتا ہے اور فرصت و فراغت کے اوقات میں تلاوت کرتا ہے۔

فرمایا: حسد و غصہ اور ان کی مانند دوسرے باطنی عیوب میں سے ہر ایک عیب پر الگ الگ تہلیل ....**لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ..... کرے اور لائے نفی کے تحت لائے اور اس کی بجائے محبتِ الٰہی کا اثبات کرے۔ اور سالک کو چاہیے کہ خشک روٹی نہ کھائے تا کہ دماغ خشک نہ ہو۔

فرمایا: چاہیے کہ زبان کو حلق کے ساتھ چپکا کر دلی توجہ کے ساتھ پہلے قلب پر ذکر کرے اور آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے پیر کی شکل و صورت کو اپنے روبرو تصور کرے۔ اس کے بعد لطیفۂ روح پھر لطیفۂ سر پھر لطیفۂ خفی پھر لطیفۂ اخفیٰ پھر لطیفۂ نفس اور پھر لطیفۂ قالب پر توجہ کرے کہ بال بال ذکر کرنے لگے۔ اس کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ پھر اپنی توجہ اپنے دل کی طرف اور دل کی توجہ ذاتِ الٰہی جل شانہ کی طرف کرے اسے وقوفِ قلبی کہتے ہیں۔

فرمایا: مراقباتِ مشارب کے سوا دیگر مراقبات [1] میں ذکر یا تہلیل کرے خواہ وہ زبان کے ساتھ ہو یا خیال کے ساتھ۔ اگر فیض رک جائے تو ذکر سے بھی رک جائے۔ اس کے بعد پھر ذکر شروع کرے۔ پھر اگر فیض رک جائے تو پھر ذکر سے باز آجائے۔

سوال: مولوی نور خان صاحب نے عرض کیا۔ قبلہ! اگر صرف درود شریف پڑھوں تو دلائل الخیرات کی نسبت تاثیر زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

جواب: حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ دلائل الخیرات [2] میں درودِ خالص کی طرح تاثیر نہیں ہے کیونکہ اس میں غیر کا کلام ممزوج ہے۔

فرمایا: ذکر نفی و اثبات اور تہلیل لسانی میں اس معنی و حقیقت کا ملحوظ رکھنا شرط ہے کہ حق تعالیٰ کی پاک ذات کے سوا کوئی مقصود نہیں۔ متقدِّمین نے مبتدیوں کے لئے **لاموجود** کے مفہوم کو ملحوظ خاطر رکھنے کی فرمائش کی ہے جبکہ **لامقصود** اور **لامعبود** دونوں ایک ہی شے ہیں۔ ہمارے آقا حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے فرمایا: ”**لاموجود** توحیدِ وجودی کی طرف لے جاتا ہے جبکہ **لامقصود** بہتر ہے“۔

---

[1] ہمارے حضرت قبلہؒ نے فرمایا ”مراقبہ مشارب میں ذکر کا شغل نہ کرے کیونکہ اس مراقبہ کا مقصود تو سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے رابطہ ہے اس طرح دیگر مراقبات میں بھی ذکر نہ کرے۔ مگر جب خطرات و وساوس ہجوم لاحق ہونا شروع ہوں تو پھر ذکر کرے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ فیضِ مراقبہ اور فیض ذکر الگ الگ کیفیتیں ہیں۔ جب مراقبہ میں ذکر کیا جاتا ہے تو اس کے فیض میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر مراقبہ میں مشغول ہوتے وقت خطرات و وسواس کا ہجوم ہو تو ذکر ان کے دفع کرنے کیلئے مفید ہے“ اور ساتھ ہی حضرت قبلہؒ نے یہ بھی فرمایا کہ پیر کی طرف متوجہ ہوتے وقت قطعاً ذکر نہ کرے بلکہ فیض کے انتظار میں متوجہ ہو کر بیٹھے (مولانا حسین علی واں بھچرانوی)

[2] لیکن دلائل الخیرات گوناگوں تاثیرات کا مجموعہ ہے۔ حضرت قبلہ بنفسِ نفیس التزام کے ساتھ اس کا ورد کیا کرتے تھے۔ بندہ سے دلائل الخیرات کا ورد چند دن فوت ہو گیا اور اس کی بجائے سو، دوسو مرتبہ درود شریف پڑھا تو آپ قبلہؒ نے بندہ کو واقعہ میں فرمایا۔ لَا تَتْرُکْ خَتْمَ الدَّلَائِلِ فِی الْاُسْبُوْعِ۔ دلائل الخیرات کا ختم شریف کرنا ترک نہ کریں۔

مکتوبات شریفہ

پہلا مکتوب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

حقائق ومعارف آگاہ جناب فیض مآب مولوی محمود شیرازی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

فقیر حقیر عثمان کی جانب سے جناب کی رائے عالی پر واضح ہو کہ قصبہ اڑی سے بھیجے گئے آپ کے دو خط ایک ہی دن پہنچے جن کے ذریعے کم وبیش آپ کا مدعا معلوم ہوا۔ انسان کا دل آسمان کی مانند کبھی صاف اور کبھی غبار آلود ہوتا ہے۔ زبردست دشمن شیطان ملعون اس تاک میں بیٹھا ہے کہ ہر حیلے وسیلے سے بیچارے آدمی کو راہ سے بھٹکا دے۔

خداپرستی کے میدان میں جان کی بازی لگا دینا لازم ہے۔ آپ کو چاہیے کہ اللہ کی رضا جوئی کے بغیر کسی اور چیز کی طرف ملتفت نہ ہوں۔ اپنے اصلی کام...... سلامتیِ قلب...... پر اپنی توجہ مرکوز کر دیں اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اسی طور طریقے کو برقرار رکھیں اور اِدھر اُدھر اپنی نظروں کو نہ دوڑائیں۔ شارع علیہ الصلوۃ ولسلام نے صراطِ مستقیم کی نشاندہی کر دی ہے۔ اللہ کے فضل وکرم کے بغیر اور اللہ کے دوستوں کے وسیلے کے بغیر کوئی پناہ گاہ اور ٹھکانا نظر نہیں آتا فقط۔

فقیر کی بابت کسی تشویش وتردد میں مبتلا نہ ہوں۔ فقیر آپ سے راضی ہے اور اللہ جل شانہٗ آپ سے راضی ہو۔ آپ کا یہ دعا گو (فقیر) ہمیشہ آپ کے لئے دعا کرتا ہے کہ وہ کون سا مبارک اور ہمایوں وقت ہوگا جب پروردگارِ حقیقی آپ کو ایک ہی مقام پر قرار وسکون بخشے گا جہاں آپ کو فراغِ خاطر اور دلجمعی حاصل ہوگی اور طریقہ شریفہ نقشبندیہ اور ہمارے حضراتِ گرامی کے فیوضات کی نشر واشاعت احسن طریقے سے ہو (اللہ تعالیٰ سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر کے اسرار کو مقدس فرمائے)۔

اور دوسری بات یہ کہ ہماری طرف سے بالکل اطمینان رکھیں اور درستیِ نیت کے ساتھ اپنے مقصدِ اصلی یعنی یادِ مولیٰ میں اپنے صبح وشام لگا دیں۔ ع

دیدۂ احقر و دل ہمراہ تست　　　چشم و دل احقر کے تیرے ساتھ ہیں

نْتَ کَافِیْ فِیْ مُھِمَّاتِ الْاُمُوْرِ (ترجمہ) اے اللہ ہمارے اہم امور میں تو ہی کافی ہے۔

یہ آخری وقت جو امتحان و آزمائش کا وقت ہے اس میں بہر طور جوان مردی کا مظاہرہ کرنا لازم ہے فقط۔

اور جو آپ نے فقیر سے اڑی لعل خان [1] کے مریدوں کی استدعا پر ان کو توجہ دینے کے بارے میں دریافت کیا ہے تو میرے دوست! یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے۔

ان کے التماس و استدعا کے بارے میں فقیر کو کیا معلوم، آیا وہ دل سے اس امر کی استدعا کر رہے ہیں یا ان کی غرض آپ کو آزمانا اور جانچنا ہے۔ اگرچہ فقیر نے اس سے پہلے آپ کو اس کے بارے زبانی سمجھا دیا تھا۔ دریائے اٹک [2] کے اس پار آپ اپنے فہم اور تقاضائے وقت کے مناسبت سے اس کو نمٹائیں۔ اگرچہ میرا یہ جواب ایک خاص شخص کے سوال کے بارے میں تھا لیکن مفہوم کے لحاظ سے فقیر نے عام بات کہی ہے فقط۔

آپ نے لوگوں کے قیل وقال اور ہمارے ساتھ ان کے اختلاف کرنے کی بابت جو کچھ تحریر کیا ہے تو اس سلسلے میں آپ کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو ایسے امور و مسائل میں خاموش رہیں اور کنارہ کشی اختیار کریں جیسا کہ فقیر کی عادت ہے مگر ضرورت پڑنے پر آپ ان امور و مسائل میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ضرورت تو مستثنیٰ ہے اور بحث سے خارج ہے فقط۔

آپ نے اپنی باطنی کیفیت کے بابت جو کچھ تحریر کیا ہے تو میرے مہربان! ہمارے ذمہ جس کام کا بجالانا فرض ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اسے بجالائیں۔ اس کا نتیجہ اور ثمر حاصل کرنے کا دن آگے آنے والا ہے۔ ہمارے حضراتِ گرامیؒ نے سلسلہ کے مبتدیوں کے لئے بعض (بنیادی) امور تحریر کیے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کہ ان (تحریروں) سے پیرانِ کرام کا انکار ظاہر ہوتا ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کبھی عالم مثال میں یا کبھی عالم شہادت میں یا وجدان و فراست کے رو سے ایسے امور نظر آتے ہیں جن کے دیکھنے سے سالک مسرور ہوتا ہے۔ لیکن یہ خوشی کہاں ہوئی کیونکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ صوفی جب تک اپنے آپ کو فرنگی کافر سے بدتر نہ سمجھے کافر اس سے بہتر ہے۔ ع

پس سخن کوتاہ باید والسلام ۔۔۔ مختصر سی بات ہی بہتر ہے بس

---

[1] اڑی لعل خان ڈاکخانہ محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ کے ایک قصبے کا نام ہے۔

[2] پشتو زبان میں دریائے سندھ کو دریائے اٹک کہتے ہیں۔

تمام برخورداران اور گھر کے اندر اور باہر تمام اہلِ خانہ بالکل خیریت سے ہیں۔ البتہ بچے آپ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ رات محمد سیف الدین نے مجھ سے پوچھا: ''کاکا چیرے لاڑے اور کاغذی چیرے دی۔ (چچا جان کہاں گئے ہیں اور ان کے کاغذات کہاں ہیں)۔'' محمد سراج الدین اور محمد بہاؤالدین کے بارے میں کیا تحریر کیا جائے جن کی ایک ہی حجرہ میں دن رات آپ کے ساتھ نشست و برخاست اور یکجائی رہی ہے، بہرحال یہ امور سہل [1] ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے تمام امور نبی کریم ﷺ اور ان کی آل امجاد عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے طفیل آپ کے دلی خواہش کے مطابق سرانجام دے۔ فقیر نے یہ خط آگ (سے گرم کئے جانے والے موسمِ سرما) کے حجرے میں شدید اضطراب و بیقراری (کی کیفیت) میں تحریر کیا۔

الغرض آپ اپنے کام سے کام رکھیں اور بے مقصد کاموں میں نہ پڑیں۔

دوسرا مکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْد

علامت محبت و اخلاص محمد امتیاز علی خان۔ (اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے)

تسلیمات و تکریمات کے بعد واضح ہو کہ الحمدللہ والمنۃ یہاں کے حالات ہر طرح کے احسان کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بے اندازہ و بے حساب شکریے کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات و اکرامات عظیم و برتر ہیں۔ خدائے پاک سے آپ کی سلامتی و عافیت اور حضورِ اکرم ﷺ کی پسندیدہ و مرغوبہ شریعت پر آپ کی ثابت قدمی مطلوب ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ کا مکتوبِ مرغوب پہنچا۔ جو مسئلہ عدم و وجود اور مستورات کی اجازت کے بارے میں استفسار پر مشتمل تھا۔

آپ نے کمال مہربانی سے اس بے کار فقیر کو اس میں جس پوچھے گئے سوالات کے تفصیلی جوابات دینے کے لئے مختص کیا۔

فقیر آپ کا یہ خط پا کر مسرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بندوں کا ربّ ہونے کے طفیل ہر قسم کے عوارض و تکالیف سے نجات بخشے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے میں اور پیرانِ کبار رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن کے صدقے میں اپنے ذاتِ اقدس کی محبت سے سرفراز فرمائے اور اپنے سوا ہر چیز سے خلاصی اور رہائی بخشے۔

آپ نے وجود اور عدمِ وجود کی بابت جو استفسار کیا ہے، میرے صاحب! ایک واجب الوجود ہے اور

---

[1] چونکہ مولانا شیرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر دو صاحبزادگانِ گرامی محمد سراج الدین اور محمد بہاؤالدین کے استاذ تھے۔ ان کے اڑی لعل خان تشریف لے جانے کیوجہ سے ہر دو صاحبان کا تعلیمی سلسلہ رک گیا تھا۔ اس جملے میں غالباً اس امر کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اللہ تعالیٰ شانہٗ کی صفت ہے اور ممکن الوجود اللہ تعالیٰ کے علاوہ وجود ہے (جسے اللہ تعالیٰ نے موجود کیا ہے)۔ جب واجب الوجود (یعنی اللہ) تھا تو (اس وقت اس کے بغیر) کسی شے کا وجود نہیں تھا اور اسی (یعنی اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی وجود کے نہ ہونے) کو عدم کہتے ہیں۔ تو پھر (عدم اور وجود کے درمیان) تقابل کہاں ہوا۔ تقابل تو ایسی دو چیزوں کے درمیان ہوتا ہے جو صفت (وکیفیت) میں ایک دوسرے کے برابر ہوں یعنی جب (ان دونوں کے درمیان) صفت (وکیفیت) میں برابری (ومماثلت موجود نہیں) تو مساوات کیسی؟

حضرت امام الطریقہؒ کے مسلک کے مطابق ممکن کی حقیقت عدم ہے (یعنی ممکن وہ ہے جو فنا پذیر ہو)۔ پس (اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ) تمام ممکنات (کائنات میں پائی جانے والی تمام چیزوں) کے حقائق، عدمیات (یعنی عدم پذیر) ہیں نہ کہ ان کا غیر (یعنی واجب الوجود عدم پذیر نہیں)۔ نیز قرآنِ مجید کے پارہ پنجم وَالْمُحْصَنَاتِ کے سورۃ النِّسَاء میں ہے: وَمَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِن نَّفْسِکَ (تجھے جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے)۔

میرے دوست! حضراتِ مجددیہ کے مسلک کے مطابق ممکنات اعدامِ اضافیہ اور صفاتِ حقیقیہ کے ظلال سے مرکب ہیں۔ یعنی ان اعدام (معدوم ہونے والی اشیاء) نے اسماء وصفات کے باہمی تقابل کی بنیاد پر علمِ الٰہی میں ثبوت پیدا کیا پھر (یہ ممکنات) اسماء وصفات کے انوار کے آئینے (مظاہر) اور کائنات کی تعیّنات کے مبادی (یعنی بنیادیں) قرار پائے۔ اور خارجِ ظلّی (جو خارجِ حقیقی کا پرتو ہے) میں قدرتِ خداوندی کی کاریگری کے بدولت وجودِ ظلّی کی شکل وصورت میں موجود ہوئے اور (پھر) عدم ووجود (کے اس) اختلاط وترکیب کی بناء پر خیر وشر کا مصدر ومبنیٰ ٹھہرے اور یہ ممکنات عدمِ ذاتی کے سبب کسبِ شر کرتے ہیں جبکہ وجودِ ظلّی کی بدولت کسبِ خیر کرتے ہیں فقط۔ یہ گفتگو اگر آپ کے فہم میں آ گئی ہے تو آپ نے مقصدِ استفسار پا لیا اور اگر نہیں آئی تو مولوی شیرازی صاحب سے اس مکتوب (کے مندرجات) بالمشافہہ سمجھ لیں۔

اور (اس کے علاوہ) آپ نے جو مستورات کی اجازت کے بارے میں دریافت کیا ہے تو میرے مخدوم! اس طریقہ (مجددیہ نقشبندیہ) میں دائمی حضوری، فنائے قلبی، تہذیبِ اخلاق اور اتباعِ سنت پر ثابت قدمی حاصل کئے بغیر اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اجازت دینے کی یہ ادنیٰ شرط ہے۔ اوسط واعلیٰ شرطیں تو اور بھی کڑی ہیں۔ باقی رہا کسی مخصوص فرد کے (اجازت) کے بارے میں کیا گیا آپ کا سوال تو اس کا معاملہ مرشد کی رائے پر موقوف ہے لیکن اس میں (بھی) انتہائی احتیاط درکار ہے تا کہ آئندہ کے لئے طریقہ کے نقصان کا باعث نہ ہو۔

تیسرا مکتوب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

پیکرِ سیادت وشرافت جناب سید سردار علی شاہ صاحب (اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے)۔

فقیر حقیر عثمان کی جانب سے تسلیمات اور ہر دو عالم میں آپ کی ترقی و بلندیِ درجات کے لئے زیادہ سے زیادہ دعاؤں کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مسرت و فرحت سے بھرپور خط پہنچا جو پہلے سے بڑھ کر آپ کے لئے دعا کرنے کا باعث ہوا۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے ربّ ہونے کے طفیل آپ کو دنیا جہان کے اور تمام لوگوں کے شر و فساد سے نجات و خلاصی بخشے اور اپنی ذاتِ اقدس کی محبت والفت سے سرفراز فرمائے۔

جنابِ من! باطنی امور میں ترقی وزیادت کے لئے قول میں صداقت، حلال خوراک، قول وعمل اور نشست و برخاست میں الغرض تمام امور میں حبیبِ خدا ﷺ کی پیروی وفرمانبرداری طریقہ نقشبندیہ احمدیہ کے بنیادی شرائط ہیں (اللہ تعالیٰ کی اس طریقہ نقشبندیہ احمدیہ والوں پر رحمت ہو)۔ اگر شریعت کی پابندی نہ ہوگی اور مواجید (یعنی جوش و جذبے کے اچھل کود) نعرہ وفریاد اور آہ وبکا وغیرہ پائے جائیں گے تو بزرگانِ دین متین کے ہاں یہ پایۂ اعتماد سے ساقط ہیں۔ سالک پر لازم ہے کہ دن رات حبیبِ خدا ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں نہایت جدوجہد کے ساتھ اپنے عزیز اوقات کو، جن کا کوئی متبادل نہیں ہے، گزارے۔ کرنے کا کام صرف اور صرف یہی ہے اور اس کے علاوہ باقی سب ہیچ و بے کار ہے۔

چوتھا مکتوب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

میرے مخدوم ومکرم جناب مولوی محمود شیرازی صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو تمام تکالیف وحادثات سے سلامت رکھے۔

فقیر حقیر عثمان عفی عنہ کی جانب سے تسلیم وتکریم کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی حمد ہے اور اس کا احسان ہے کہ یہاں کے احوال اللہ تعالیٰ کی مدد ومہربانی سے بہرطور اس کے بے حد شکریئے کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے آپ کی صحت وسلامتی اور حضورِ اقدس ﷺ کی پسندیدہ اور منتخبہ شریعت پر آپ کی ثابت قدمی کا خواہاں ہوں۔

آپ نے احوال وواقعات کی گونا گونی اور بوقلمونی کے اعتبار سے اپنے جو باطنی احوال وکوائف تحریر فرمائے ہیں۔

جنابِ من!

قِصَّةُ الۡعِشۡقِ لَاانۡفِصَامَ لَهَا ماجرائے عشق کی کوئی حد نہیں

وجہ بیماریِ تپ ان کا تفصیلی جواب نہیں دیا جا سکتا۔ اس وقت صرف دو باتوں پر کفایت کی جاتی ہے کہ حکیمِ حقیقی جلَّ شانہٗ پیرانِ کرام کی برکت سے صادق الاعتقاد مرید کی بہتری اور کامیابی کے موافق فیض نازل کرتا ہے کیونکہ زبردست لعین دشمن شیطان اور نفسِ امّارہ (برائیوں پر مجبور کرنے والا نفس) انسان کے ہمراہ ہیں۔ (یہ دونوں) ان تمام خطرات کے باوجود آپ جیسے صادق الاعتقاد سالک کو کسی قسم کے خوف واندیشہ سے دوچار نہیں کر سکتے۔ حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی (اللہ ان سے راضی ہو) کے طریقہ (راہِ سلوک وعرفان) کے انتہائی مقامات ومدارج میں نکارت وجہالت (یعنی اپنے مدارجِ سلوک سے بے خبری وعدمِ آگاہی کا سامنا کرنا) ایک امر لازم ہے۔ امام الطریقہ (حضرت مجدد الف ثانیؒ) نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خالص صحو (نری ہوشیاری وبیداری) عوام کا نوشتۂ تقدیر ہے۔ نری بے خودی (یعنی ہر وقت اپنے آپ سے غافل اور مدہوش رہنا) تباہ حالوں اور مجنونوں کا نصیبہ ہے جبکہ ان دونوں (یعنی نری ہوشیاری اور خالص بے خودی کے بین بین والی کیفیت) خاص کاملوں کا مقسوم ہے۔

اللہ کے لئے بے حد تعریف وثنا ہے کہ اس نے آپ کو اس متوسط ومعتدل کیفیات وارادات سے سرفراز فرمایا آپ کو چاہیے کہ اپنے عزیز اوقات کو اذکار واوکار سے معمور رکھیں اور زمانے کے لوگوں کے ساتھ سنّتِ مطہرہ کے مطابق اور پیرانِ کبار کے رسم ودستور کے موافق میل جول رکھیں اور لوگوں کی بے سروپا باتوں کو نظر انداز کر دیں۔ شیخ عبداللہ یافعی مکیؒ نے اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے: اَلْاَوْلِیَاءُ کَا لْمَطَرِ یَمْطِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَبِلَ اَوْلَمْ یَقْبَلْ۔ اولیاء اللہ بارش کی مانند ہیں جو ہر چیز پر برستی ہے خواہ اس میں بارش کو قبول کرنے کی صلاحیت ہو یا نہ ہو۔

پانچواں مکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْد

علامت محبت واخلاص سراپا صدق وخوبی محمد امتیاز علی خان صاحب اللہ تعالیٰ آپ کی مطلوبہ تمنائیں برلائے۔

سلام مسنون اور ہر دو جہان میں آپ کی سربلندی وترقی کے لئے دعاؤں کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مسرّت افزا مکتوب پہنچا جس میں آپ نے خود کو لاحق ہونے والے خطرات ووساوس وغیرہ، ان کی روداد وسرگزشت اور دلائل وبراہین سپرد قلم کئے ہیں۔ اس میں تحریر کردہ تقریباً تمام احوال وکوائف فقیر پر واضح ہوئے۔

جنابِ من! بندہ مومن پر حبیب خدا ﷺ کی پیروی فرائض میں فرض، واجبات میں واجب اور سنن میں سنت ہے۔ باقی رہی آداب واطوار میں پیرانِ کبار کی فرمانبرداری اور پیروی تو وہ مرید کی توفیق ومحبت پر منحصر ہے۔ اگر مرید سچا محبّ ہے تو تمام امور میں پیران کبار (اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو مقدس فرمائے) کی مخالفت ونافرمانی کو اپنے

باطنی راستے کی رکاوٹ سمجھتا ہے۔ پس اس کو چاہیے کہ مقدور بھران کے قدم بہ قدم چلے، لیکن ایسا کرنا اس مرید کے بس کی بات ہے جو مجرّد (غیر شادی شدہ) ہو اور اہل وعیال کے رگڑوں جھگڑوں اور بکھیڑوں سے آزاد ہو یا حلال طریقے سے کمایا ہوا مال اس کے پاس موجود ہو۔ اگر وہ (مرید) عیال دار ہو اور (ساتھ ہی) اسبابِ معاش بھی اس کو میسر نہ ہوں تو پھر اس امر کو مدنظر رکھا جائے گا کہ آیا وہ مرید پوری طرح توکل کرنے والا ہے یا کبھی کبھار اس کے اصل سرمایہ......جمیعت [۱]......میں خطرات وتشویشات سر اٹھاتے ہیں۔ پس ایسے پریشان حال (مرید) کے لئے ضروری گھریلو اخراجات کے واسطے بقدرِ ضرورت وکفایت حلال کمانا فرض ہے کیونکہ راست باز مرید ہر لحظہ و ہر آن حبیبِ خدا ﷺ کی پیروی وفرمانبرداری کے موافق اور پیرانِ کبار کے آداب واطوار کے مطابق اپنے باطن کو اللہ کے سوا ہر شے سے فارغ رکھنے میں مگن رہتا ہے اور اپنے (سلوکِ طریقت کے) اشغال میں لوگوں کی پسند وناپسند اور آفرین ونفرین کی پرواہ نہیں کرتا اور ہمیشہ اپنی سلامتیِ قلب کو اپنا مطلوبِ اعلیٰ اور مقصودِ ارفع سمجھتا ہے۔

پس رہا جناب کا معاملہ (تو واضح رہے) آپ عزیز شریعت بیضاء کی جس قدر ظاہری وباطنی (پابندی کی) کوشش کریں گے اتنا ہی آپ کے حق میں خوب تر وبہتر ہوگا۔ اپنے کام خود (اپنے ہاتھ سے) انجام دیں اور اہلِ دنیا جو صرف اپنے طبقہ کے لوگوں کے بندے (غلام) ہیں، کے امور ومعاملات میں دلچسپی نہ لیں۔ آپ کے اور ان کے درمیان اسی دن سے خلاف ونزاع پیدا ہو گیا ہے جب سے آپ نے مریدی کا طوق اپنے گلے میں ڈالا ہے (یعنی آپ کے اور ان کے راستے ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں)۔

جنابِ من! شریعت کے ظاہری امور اور توکّل وقناعت کی بابت پیران کبار (اللہ تعالیٰ ان کے اسرار مقدس فرمائے) کا وتیرہ آپ عزیز کو بخوبی معلوم ہے۔ فقیر کو اس سلسلے میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

الغرض جہاں تک ہو سکے شریعت کے مخالف امور، خواہ وہ باطنی ہیں یا ظاہری، سے بچیں۔ اہلِ دنیا خواہ وہ (آپ کے) قریب ہیں یا بعید، ان کو آپ کی روش پسند آئے یا نہ، طریقت کا اصل ہدف تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر بندھن سے باطن کی خلاصی اور حضورِ اقدس محمد ﷺ کے شریعت بیضاء کے مطابق قلب کی سلامتی ہے۔

یہ جو کچھ تحریر کیا گیا، کافی ہے۔ اس کے علاوہ چھوٹی موٹی باتیں بیشمار ہیں جن کی وضاحت آمنے سامنے کی ملاقات پر موقوف ہے۔

---

[۱] انتہائی دلی اطمینان وسکون۔

چھٹا مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

علامت محبت واخلاص، عنوان اختصاص ومودت جناب حافظ محمد خان صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قسم کے مصائب وحوادث سے محفوظ رکھے۔

فقیر عثمان عفی عنہ کی جانب سے سلام مسنون اور ہر دو جہانوں میں آپ کی سربلندیوں سے بھرپور دعاؤں کے بعد واضح ہو کہ آپ کا محبت افزا مکتوب پہنچا جو مداحوں اور دشمنوں کی عداوت وبدخواہی کے سبب آپ کو لاحق ہونے والے حوادث کے احوال وکوائف پر مشتمل تھا۔ مقصودِ مکتوب بالوضاحت معلوم ہو۔ اللہ محافظ حقیقی آپ کو اپنے بندوں کا رب ہونے کے طفیل کھلے اور چھپے دشمنوں کے شر وفساد سے اپنے حفاظت (کے حصار میں) مامون وسالم رکھے اور اپنے دلی مقاصد اور ذاتی مرادات سے ہم کنار کرے اور اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور ہم پلہ افراد کے درمیان معزز ومحترم رکھے۔

آپ اپنے دل میں کوئی اندیشہ وتشویش لائے بغیر کارسازِ حقیقی جلّ شانہٗ کے بھروسے پر اپنے پیرانِ کبار (اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمت ہو) کو وسیلے ٹھہراتے ہوئے نہایت جراتمندی کے ساتھ حکامِ وقت کے سامنے پیش ہوں۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ کو ملزم وقصوروار نہیں ہونے دے گا۔ ع

مشکل نیست کہ آسان نہ شود　　　وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا [1]

آپ فقیر کو اپنے خاندان کے لئے دعا کرنے سے غافل نہ سمجھیں۔ حوادث وعوارض کے پیش آنے میں حکیم مطلق کی جانب سے حکمت ہوتی ہے۔ ہم غریبوں کا کام تو آپ کے لئے دعا کرنا ہے۔

عزیز! ضروری دنیاوی مشاغل ومصروفیات سے فرصت وفراغت پانے کے بعد اپنے باطنی مشاغل کے ساتھ شغل رکھیں کیونکہ یہ شغل سب اہم ترین امور سے بڑھ کر اہم ہے۔ وقت کو بیکار نہ جانے دیں۔ کام کا وقت یہی ہے۔ کل (بروز حساب) حسرت وپشیمانی کے بغیر کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ زیادہ وَالسَّلام

ساتواں مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

میرے مخدوم جناب مولوی محمود شیرازی صاحب آپ کے فیض والطاف ہمیشہ رہیں۔

---

[1] پورا شعر اس طرح ہے:

ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا　　　وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

فقیر حقیر عثمان کی جانب سے تسلیمات وتکریمات کے بعد واضح ہو کہ آپ کے ہر دو مکتوب تھوڑے وقفے سے ایک دوسرے کے آگے پیچھے پہنچے۔ ان میں تحریر کوائف سے پوری طرح آگاہی ہوئی۔ آپ نے مولوی کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے اسے معلوم کر کے فقیر کو نہایت تعجب ہوا اور یہ دعا پڑھی:

اَللّٰھُمَّ لَا تَکِلْنَا اِلٰی اَنْفُسِنَا طُرْفَةَ اَعْیُنٍ وَّلَا اَقَلَّ مِنْ ذَالِکَ

ترجمہ: اے اللہ ہمیں نہ آنکھوں کی جھپک اور نہ اس سے کم تر وقت کے بقدر ہمارے اپنے نفوس کے حوالے کر۔

تعجب کا سبب یہ تھا کہ اس مولوی نے دنیاوی مال ومتاع کے حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجاہدوں اور ریاضتوں کے اس قدر بھاری بوجھ تلے دبا کر ہلاکت میں ڈالا جبکہ اس دنیا کا مال ومتاع تو چندروزہ ہے اور اس سے کم تر پر بھی گزارہ کیا جا سکتا ہے۔ اس مولوی نے وہ مجاہدے اور ریاضتیں اس لئے برداشت کیں تا کہ فلاں امیر شخص کی توجہ کو اپنی جانب پھیرے۔ حالانکہ اس امیر شخص سے بڑھ کر (دل کا) غریب کوئی اور آدمی نہیں ہے اور نہ ہوگا۔ اپنی ان (نامسعود) حرکتوں کے نتیجے میں مذکورہ مولوی نے صراطِ مستقیم کو خیر باد کہہ دیا اور پرستارانِ عقل وخرد کی نظروں میں خود کو عیب وعجم کے مفلول ومسلم سے بہتر وبرتر عقل مند ثابت کیا تا کہ ان (عقل کے بندوں) کو اپنا عقیدت مند بنا کر ان سے دنیاوی فوائد سمیٹے۔ کیا یہی دانائی وعقل مندی ہے؟ اللہ تعالیٰ شانہٗ اس مولوی کو ہدایت دے۔

اہل اللہ کا ارشاد ہے کہ سیاہ جھوٹ کا انجام رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فقیر کو اور فقیر کے دوستوں کو ایسی ہلاکت سے محفوظ رکھے۔

درحقیقت مولوی مذکور کی اس سرگزشت میں جناب کے لئے (بھی) انتہائی عبرت کا سبق موجود ہے۔ اس مولوی نے سالہا سال اس قدر بے فائدہ ریاضتوں اور مجاہدوں کی زحمت کشی کی جس کا ثمرہ اسے یہ ملا کہ خود غلطی پر ہونے کے باوجود اس نے دینِ متین کے اکابرین کو بڑا خطا کار ٹھہرایا۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. اَللّٰھُمَّ لَا تَزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِن لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَا الْوَھَّابُ.

ترجمہ: ہم شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اے رب ہمارے دلوں کو نہ پھیر جب تو ہم کو ہدایت کر چکا اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عنایت کر۔ تو ہی سب کچھ دینے والا ہے۔ (سورۃ آل عمران:۱۸)

استغفار کے ساتھ اپنے (روحانی) کاروبار میں سرگرم رہیں اور جلد زائل ہونے والی خوشی سے ہمیشہ خائف وکبیدہ خاطر رہیں۔

آٹھواں مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

علامت محبت و اخلاص و سرمایۂ مودّت و احتصاص حقداد خان صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو حوادث و تکالیف سے محفوظ رکھے۔

فقیر حقیر ناچیز عثمان کی جانب سے ڈھیروں تسلیمات و دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کے خیر و سلامتی کے کوائف واحوال کا مظہر اور گردشِ روزگار کی وجہ سے لاحق ہونے والے اضطرابات و تشویشات مندرجات پر مشتمل آپ کا مکتوب پہنچا، جو جناب کے لئے بے حد و بے حساب دعاؤں کا باعث ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے بندوں کا ربّ ہونے کے وسیلے زمانے کی ان گردشوں اور جھنجھٹوں سے نجات و خلاصی بخشے اور دنیوی مقاصد و مرادات سے دلی اطمینان و سکون کے ساتھ اپنے گھر میں خوش و خرم رکھے۔ آپ خواہ یہاں آئیں یا نہ آئیں فقیر کو اپنے خاندان کا بہر حال دعا گو سمجھیں فقط۔

کل انا ء بما فیه ہے ٹپکتا ظراف سے جو اس میں ہے۔

جب فقیر خوار و بے اعتبار تھا تو اس وقت سے آپ محبّ کی یہاں حاضری کے دوران آپ کو ماحضر و موجود پر قناعت کرنے کی تلقین کیا کرتا تھا۔

چونکہ شہر کے بیشتر لوگ وغیرہ اس کو عیب و خرابی سمجھتے تھے تو وہ آں محبّ کو ایک آدمی کی ملازمت پر آمادہ کرتے تھے۔ حالانکہ وہ آدمی بذاتِ خود بھوکا (حریص) تھا اور اس کی محفل خدائی امور سے خالی ہوا کرتی تھی۔ اس آغا کی خوشی اور دل جوئی آپ کے عزیز اوقات جن کا کوئی متبادل نہیں ہے صرف ہو رہے ہیں۔

بزرگانِ دین کا ارشاد ہے: **الوقت صف قاطع** ::وقت کانٹے دار تلوار ہے۔

یہ تمام ضرر و نقصان صادق مصدق ﷺ کے ارشادِ مبارکہ کی تعمیل کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں آپ کو پہنچا ہے۔ الغرض مال و دولت میں وہ برکت اور وہ قلبی صفائی جو لوگوں سے لاتعلق رہنے میں ہاتھ میسر ہوتی ہے وہ ناپید ہو جاتی ہے۔ فقیر نے کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعا و التجا کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور نہ ہی اپنی زندگی کے آخری

ا؎ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: ”راسخین فی العلم اپنے کمالِ علمی اور قوتِ ایمانی پر مغرور نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ حق تعالیٰ سے استقامت اور کمالِ فضل و عنایت کے طلبگار رہتے ہیں تا کہ کمائی ہوئی پونجی ضائع نہ ہو جائے اور خدا نکردہ دل سیدھے ہونے کے بعد کج نہ کر دیے جائیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ (امت کو سنانے کے لئے) اکثر یہ دعا کرتے: **یَا مُقَلِّبَ الۡقُلُوۡبِ ثَبِّتۡ قَلۡبِیۡ عَلٰی دِیۡنِکَ** ترجمہ: اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔“

(تفسیرِ عثمانی ص:۸۵ مطبوعہ: تاج کمپنی)

لمحات تک دعا کرنے میں کوتاہی کروں گا۔ انشاءاللہ حضرت حاجی صاحب قبلہ (خواجہ دوست محمد قندھاری اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن رکھے) کے طفیل اللہ تعالیٰ ...... جو کافی المھمات ہے...... آپ کی سب شدید تکالیف و مصائب کا ازالہ فرمائے گا۔ مایوس نہ ہوں۔

ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حضرات گرامی (اللہ تعالیٰ ان کے اسرار کو مقدس فرمائے) کے وسیلے سے مصائب و تکالیف سے خلاصی، حاسدوں اور دشمنوں پر فتح یابی کی دعا و التجا کیا کریں۔ انشاءاللہ تمام امور بسہولت انجام پذیر ہوں گے۔

نواں مکتوب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

میرے بھائی اور میرے انتہائی عزیز میاں غلام محی الدین صاحب اللہ تعالیٰ آپ کو مشکلات اور مسلسل لاحق ہونے والی آزمائشوں سے محفوظ رکھے۔

فقیر حقیر عثمان کی جانب سے تسلیمات اور ہر دو عالم کی ترقی و خوشحالی کے میسر آنے کے لئے بھرپور دعاؤں کے ساتھ واضح ہو کہ آپ کے گرامی قدر مکتوب کے صدور سے مسرت ہوئی۔

میرے بھائی! چونکہ یہ فتنوں، امتحانوں اور آزمائشوں کا زمانہ ہے اس لئے سمجھدار آدمی کے لئے ایسا کام اختیار کرنے میں بھلائی اور بہتری ہے جس میں نفس اور خواہش کی مخالفت پائی جائے۔ ایسی مخالفت نفس کو صادق و مصدق ﷺ نے جہادِ اکبر قرار دیا ہے۔

بنابریں راستباز مومن پر لازم ہے کہ اولیاءاللہ کے مقرران رسوم و اطوار کو اپنائے جن میں نفس و شیطان کی مخالفت و نافرمانی ہوتی ہو۔ اس مقصد کو پانے کے لئے سب سے پہلا...... روزے کا ہے۔ افطار قلیل خوراک سے کریں کیونکہ حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے: **وجاء هذا لامة الصوم:** روزہ اس امت (مسلم) کو خصی کرنے کا آلہ ہے (یعنی جیسے خصی آدمی میں خواہشات کی برانگیختگی نہیں پائی جاتی اس طرح روزہ رکھنا بھی شہوانی دباؤ کم کر دیتا ہے)۔ دوسرا ہر مہینے میں فصد[1] کھلوانا یا پھر دوسرے تیسرے مہینے ایک مرتبہ ایسا کرنا۔ تیسرا سفر و سیاحت ہے۔ روزانہ اس قدر پا پیادہ چلیں کہ تھک جائیں۔ چوتھا پیٹ بھرنے کے لئے ایک تہائی خوراک پر اکتفا کرنا اور کم مقدار میں پانی نوش کرنا۔ (تحفة المعالج حصہ اول ص: ۲۸ تالیف: حکیم رحمت اللہ امرتسری)

---

[1] نشتر کے ذریعے رگِ مخصوص سے خونِ فاسد یا اخلاطِ ردی بدن سے خارج کرنے کا نام فصد ہے۔ فصد ایک عمدہ تنقیہ ہے جو بدن سے فضلات کو پاک کرنے میں دیگر طریقوں سے بہت ہی سہل الحصو و کم نقصان دہ اور اختیاری طریقہ ہے۔ کیونکہ فصد میں اول ردی اور ناقص و کثیف خون خارج ہوتا ہے جب اچھا اور صالح خون نکلنا شروع ہوتا ہے اس وقت فصد کرنے والے کو اختیار ہوتا ہے کہ فوراً رگ بند کر دے۔

اہل اللہ نے نفسانی دشمنوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے یہ جنگ مقرر کی ہے۔فقیر کے اکابر کثرتِ ذکر کے ساتھ ساتھ کھانے، پینے، سونے اور محافل ومجالس میں شمولیت کرنے اور دشمنوں و دوستوں کے ساتھ تعلقات اور میل ملاپ رکھنے میں اعتدال کا راستہ اختیار فرماتے تھے۔انہوں نے (بے کار) علم وحرفت میں کمال حاصل کرنے کو پسِ پشت پھینک دیا تھا۔بھوکا اور لاغر رہنے میں نفس وشیطان کی مخالفت و نافرمانی کا اظہار ہے کیونکہ نشست و برخاست (کی طاقت وتوفیق) تو پانچ فرض نمازوں کی ادائیگی کے لئے مختص ہے۔یہی وقت ریاضت ومشقت کا وقت ہے یعنی دن رات کے دوران ایک تہائی کھانا صرف ایک وقت کھائیں تاکہ بالکل ناتواں وضعیف نہ ہوجائیں۔

مولوی شیرازی سے پانچ وقت توجہات حاصل کریں۔فائدہ میسر نہ ہو تو فقیر کو مطلع کریں۔

دسواں مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

میرے مخدوم ومکرم مرجع فیض مولوی محمود شیرازی صاحب (آپ کے فیض والطاف دائم رہیں)

فقیر حقیر عثمان عفی عنہ کی جانب سے تسلیمات اور جناب کی ترقیِ درجات کے واسطے دعاؤں کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حمد واحسان ہے کہ یہاں کے احوال وکوائف اللہ تعالیٰ کی عنایت واعانت سے مستحقِ شکر ہے۔حضرت حبیبِ خدا ﷺ کے طفیل ظاہری وباطنی آلام واسقام سے آپ کی سلامتی وخلاصی کا خواہاں ہوں۔

آپ کے دو خط آگے پیچھے پہنچے۔مولوی کے احوال سے آگاہی ہوئی۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رب ہونے کے طفیل مجھے اور آپ کو ایسے کھوٹے اور گندے خیالات سے محفوظ رکھے اور اپنی ذاتِ اقدس کی محبت اور پیرانِ کبار کی محبت سے سرشار وسرفراز فرمائے (اللہ تعالیٰ ہمارے پیرانِ کبار کے اسرار کے ساتھ ہمیں مقدس فرمائے)۔

آپ نے اپنی باطنی کیفیات کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے (فی الحقیقہ) وہ سب اصل (پر مبنی) ہے اور ہمارے حضراتِ کرامؒ کے سلوک کے مطابق ہے۔اس کی تفصیل جاننے کے لئے آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مطالعہ کرنا چاہیے۔(کتاب) کنز الہدایات میں لکھا ہے کہ جب سالک کا معاملہ مقصودِ اصلی تک رسائی پاتا ہے تو گزشتہ احوال وکوائف فضا میں بکھرے ہوئے گردوغبار کی مانند ناپید ہوجاتے ہیں اور ذوق وشوق کی جگہ مایوسی ومحرومی کی کیفیت رونما ہوجاتی ہے۔

کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الۡفِکۡرِ مُتَوَاصِلَ الۡحُزۡن

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ہمیشہ متفکر اور متواتر محزون رہتے تھے۔

آپ اپنے اصلی شغل (یعنی) ذکر اللّٰہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نفی واثبات تہلیل اوران کے علاوہ استغفارو مراقبات میں سرگرم رہیں۔مخلوقِ خدا سے خائف وکبیدہ خاطر رہیں کیونکہ صحبتِ ناجنس سالک کے لئے زہرِ قاتل ہے۔گزارے کا بودوباش اختیار کریں،ان دو باتوں کو کافی سمجھا گیا۔چونکہ آپ خود عالم ودانا ہیں اس لئے تفصیل سے لکھنے کی حاجت نہیں فقط۔

آپ نے جس مشروط اجازت کی بابت پوچھا ہے تو اس کے لئے اہل اللہ نے ایک خاص مقام تک رسائی مقرر فرمائی ہے۔جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے سالکین کو اس مقررہ مقام پر فائز کردیتا ہے تو پھر ان کے مرشد بہ طیب خاطر ان کو مطلق اجازت عطا کر دیتے ہیں۔بعض کو ایک مخصوص سلسلے میں اور بعض کو دوسلسلوں میں ان کی صلاحیت واستعداد اور فقر ودرویشی کے حسبِ مدارج اجازت دے دیتے ہیں۔بعض پیر وقت اور ماحول کے مصلحت کے مطابق ایک شخص (سالک) کو ایک خاص گروہ (کی تربیت) کے لئے اجازت عطا فرماتے ہیں۔(کتاب) مقامات میں حضرت حبیب اللہ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت کے تین درجے......اعلیٰ،ادنیٰ اور اوسط...... مقرر فرمائے ہیں۔کتاب مذکورہ واجد علی خان صاحب کے ہاں موجود ہے۔اس کا صفحہ اڑتیس (۳۸) مطالعہ فرمائیں۔

حضرت محبوبِ سبحانی مجدد ومنور الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار مشائخ طریقت اکثر وبیشتر ایک ہی طریقہ......سلسلہ عالیہ نقشبندیہ......میں تسلیک وارشاد فرماتے ہیں۔مگر جب کوئی مرید کسی دوسرے سلسلے کی اجازت کے لئے عاجزی وزاری کرتا ہے تو اس کا دل رکھنے کے لئے اس سلسلہ عالیہ کے پیروں کا شجرہ اس کو عنایت فرمادیتے ہیں لیکن سلوکِ مقامات طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا طے کرواتے ہیں۔دراصل پیرانِ کبار حکماء ہیں۔حکماء مزاج اور آب و ہوا کے مناسب اپنے مریضوں کو ادویات کا استعمال کراتے ہیں اس طرح پیر بھی اپنے مریدوں کے استعداد وصلاحیت کے مطابق ان سے برتتے ہیں فقط۔

(اس سے قبل) فقیر نے آپ کو (طریقت کے سب سلاسل کی) مطلق اجازت دی تھی لیکن اس وقت تحریری اجازت نامہ نہیں لکھا جاسکا جس میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔اب آپ کو مطلق اجازت ہے۔اللہ تعالیٰ شانہٗ اس اجازت کو نبی کریم اور آپ کے آل عظیم علیہ و علیہم الصّلواۃ والسّلام کے طفیل زیادہ سے زیادہ برکات کا موجب فرمائے فقط۔

یہاں آنے میں جلدی نہ کریں۔وہاں کے امور کسی قابلِ اعتبار شخص کے سپرد فرمائیں کیونکہ فتنہ انگیز فسادی اور چاپلوس لوگوں کی کثرت ہے۔فرصت وفراغت کو غنیمت سمجھیں۔درحقیقت محبّ صادق کو کبھی دوری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔وہ اپنی محبت کے بطریق انعکاس فیض حاصل کرتا ہے۔

چاہے رہو یمن میں، رہو یا کسی کے ساتھ　　قلب ونظر ہمارے ہیں ہر جا تمہارے ساتھ

آپ پر لازم ہے کہ مضبوطی سے اپنی کمر ہمت باندھ لیں اور اپنے شب و روز مولائے حقیقی تعالیٰ شانہٗ کی رضا جوئی کے خاطر کوششِ بلیغ کی نذر کر دیں۔ اب ایامِ جوانی ہیں، بڑھاپے میں سالک سے کچھ نہیں ہو پاتا۔ عبادت وبندگی کے احوال وکوائف اور ثمرات کو نظر انداز کر دیں۔

واجب الوجود حقیقی جل شانہ کا ہم سے اور آپ سے خدمت عبادت کا مطالبہ ہے۔ باقی رہا عبادت کا ثمرہ و انعام، اس کا عطا کرنا، نہ کرنا اس کی مرضی پر موقوف ہے۔

دے دیا ہے ہم نے تجھ کو گنج مقصد کا نشان　　ہم نہیں پہنچے اگر، ممکن ہے تو پہنچے وہاں

گیارہواں مکتوب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْد

فضیلت پناہ ومعارف آگاہ مولوی حسین علی صاحب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جمیع حوادث سے محفوظ رکھے۔

تسلیمات وترقیِ درجات کی دعاؤں کے بعد فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی جانب سے واضح ہو کہ اللہ کا حمد واحسان ہے کہ اعانت وعنایت الٰہی سے یہاں کے احوال وکوائف اس منعمِ حقیقی جلّ جلالہ کی بے حد شکر گزاری کے حقدار ہیں اور اس کے انعامات واحسانات عظیم وبرتر ہیں۔

فقیر اللّٰـــہ سبحانـہٗ سے آپ کی سلامتی وعافیت اور حضورِ اقدس ﷺ کی پسند فرمودہ شریعت پر ثابت قدمی (کے ساتھ عمل پیرا ہونے) کا خواہاں ہے۔

آپ نے اپنی خیریت وسلامتی کے علاوہ فقیر کو خواب میں دیکھنے کی روداد پر مشتمل مسرت آمیز مکتوب ارسال کرنے کی جو مہربانی کی۔ اس مکتوب نے مبارک وعظیم اوقات ولمحات میں صدور فرمایا۔

میرے صاحب! اس خط میں آپ نے فقیر کی بیمار پرسی اور دلجوئی کرنے کے علاوہ بیت اللہ شریف میں فقیر کا آپ کو (بحالت استغراق ومراقبہ) توجہ دینے کی کیفیت قلم بند کی ہے (اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کے شرف وکرامت میں اضافہ فرمائے)۔ اس امر کا وقوع آپ کے روحانی اتحاد ومحبت کا مظہر ہے جسے صوفیاء کی اصطلاح میں رابطہ کہتے ہیں۔ فقرا نے رابطہ کو فیوض وبرکات کے حصول کا وسیلہ جلیلہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نون وصاد کے طفیل اور نبی کریم اور آپ کی آل عظیم علیہ الصلواۃ والتسلیم کے طفیل اس شعلۂ محبت کو فروزاں رکھے۔ زیادہ والسلام۔

بارہواں مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

علامتِ محبت واخلاص مُلّا ابراہیم صاحب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

تسلیمات وترقیِ درجات کیلئے دعاؤں کے بعد فقیر حقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی جانب سے واضح ہو کہ آپ کا مراسلہ پہنچا، جس کے مطالعے واضح ہوا کہ ابھی تک گوہرِ مقصود آپ کے ہاتھ نہیں لگا۔

جنابِ من! فقرا کے ہاں علم ومحبت کا مقصد اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے قطع تعلق اور اسی محبوبِ حقیقی ...... اللہ جلّ شانہٗ ...... کے ساتھ ظاہری و باطنی محبت ہے۔ تمام اہلِ بصیرت پر یہ امر واضح ہے کہ دینی و دنیوی مقاصد ومطالب کا حصول مریدِ حقیقی (فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡد) اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کے ارادہ پر موقوف ہے۔ ہمیں اور آپ کو فقط بہانہ بنایا ہے۔ (اس کے علاوہ ہماری کوئی حیثیت نہیں)

واجب الوجود جلّ جلالہٗ نے اپنے بندوں پر عبادت (غلامی) فرض کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ. (ترجمہ) اپنے یقین (یعنی موت) تک اپنے رب کی عبادت کر۔ نیز اللہ تعالیٰ نے دینی و دنیوی اغراض و مقاصد کے لئے وسائل وذرائع مقرر فرمائے ہیں۔ پس آپ عزیز پر لازم ہے کہ اپنے اوقاتِ گرامی کو اپنے پیرانِ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے معمول و دستور کے موافق یہاں تک معمور اور بھرپور رکھیں کہ ایک لحظہ ولمحہ غفلت کی نذر نہ ہو۔ غلاموں کا کام تو فقط بندگی بجالانا ہے (اس کے بغیر ان کا کوئی کام نہیں)۔

تیرہواں مکتوب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡد

میرے مخدوم ومکرم جناب مولوی محمود شیرازی صاحب۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کے ہاں موجود افراد و احباب پر اپنے فیوض و برکات نازل فرمائے۔

تسلیمات وتکریمات کے بعد فقیر ناچیز عثمان عفی عنہ کی جانب سے واضح ہو کہ آپ نے ازراہِ عنایت اپنے روحانی کیفیات واحوال پر مشتمل جو مکتوب ارسال کیا تھا وہ عزت نزول اور فیض صحبت کے شمول کا باعث ہو کر مبارک و مسعود اوقات ولمحات میں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سراپا صفات شخصیت کی ان جمیل وجزیل مساعی کو مشکور ومقبول فرمائے اور اپنے ذات کی محبت ...... جس کی تمنا بزرگوں کو ہوتی ہے ...... سے سرفراز فرمائے۔

آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ عاشقوں کے نصیب میں خرابی وحال گدازی کے سوا کچھ نہیں۔

میرے مہربان! معشوق کے حسی وصال کے بغیر عاشق صادق کی تسلی نہیں ہو پاتی اور دردِ عشق کا فروزاں شعلہ خاموش ہونے میں نہیں آتا۔ کیونکہ حسی وصال اس فانی زندگی میں محال ہے پس عاشق اس مقصود (یعنی حسی وصال) کے نہ پانے کے باعث درد، دکھ، محرومی اور مایوسی کی کیفیات سے دوچار رہتا ہے۔ اگرچہ نایافت (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی) یافت (اسماء وصفات الٰہی کے ظلال ومظاہر کے مشاہدے) کے بعد ہے جبکہ عدم یافت تجلی ذاتی (جنت میں ہونے والے مشاہدۂ الٰہی) میں ہے۔

اس نعمت......نعمت دردوحزن...... سے دوچار ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں۔

لَئِسَ شکر لَم لَا زید لَکُم۔ اگر تم شکر کرو گے تو ضرور بضرور میں زیادہ سے زیادہ دوں گا۔

اپنی لاعلمی اور ناخواندگی کی وجہ سے یہی کچھ لکھ سکا، معاف فرمائیں۔ اس بارے میں مزید گفتگو حضرات گرامی کے (حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی) کے مکتوبات (کی چھ جلدوں میں) تفصیل وتشریح کے ساتھ تحریر ہے۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان حضراتِ کرام کے عظیم اسرار سے مشرف فرمائے، آمین) زیادہ والسلام۔

مختصر حالاتِ زندگی۔۔۔پیر محمد سعد سراجی مرشد بابا

ولادت باسعادت: والدِ محترم حضرت محمد سعد جان ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ کے گھر مبارک میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی صاحب قدس سرہ کے فرزندِ ثانی ہیں۔آپ کا نام حضور ﷺ کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے موافق محمد سعد رکھا گیا۔آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ محمد علاؤالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔

شجرہ نسب مبارک: محترم والد ماجد اور محترمہ والدہ ماجدہ ہر دو جانب سے آپ کا شجرہ مبارک حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔

والدِ ماجد کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد سعد بن حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل بن حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم بن حضرت خواجہ محمد سراج الدین بن حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد سعد بن محترمہ جہان آراء بی بی بنت حضرت محمد خواجہ علاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین بن حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

گویا آپ مدظلہ العالیٰ نجیب الطرفین عثمانی ہیں۔ ذالك فضل الله یوتیه من یشاء

تحصیل علم وملازمت: آپ نے ابتدائی سکول کی تعلیم لوئر مڈل سکول موسیٰ زئی شریف اور جماعت دہم تک تعلیم ہائی سکول درابن کلاں میں حاصل کی۔دینی تعلیم مدرسہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور مختلف مدارسِ دینیہ میں پائی۔گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ایم اے اردو اور ایم اے فارسی (گولڈ میڈلسٹ) کی سندات حاصل کیں۔نہایت محققانہ اور مدققانہ مزاج ہے۔کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو اس کے بارے خوب تحقیق اور غور و فکر کرتے ہیں۔

آپ ابھی تحصیل علم کے ابتدائی منازل ہی طے کر رہے تھے کہ ۱۹۶۸ء میں گورنمنٹ سکول میں بطور استاد آپ کو ملازمت دے دی گئی۔بعد ازاں ۱۹۸۴ء میں آپ فیڈرل کالج ایف۔۹ اسلام آباد میں بطورِ لیکچرار

بھرتی ہوئے۔ اِس کالج میں کم وبیش ایک سال گزارنے کے بعد ۱۹۸۵ء میں آپ کی گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک معروف کالج، یونیورسٹی وینسم کالج میں بطورِ سینئر ماسٹر تعیناتی ہوئی اور اِسی کالج میں تقریباً بیس سال تک خدمات انجام دینے کے بعد ۲۰۰۵ء میں ساٹھ سال کی عمر میں ریٹائر ہوئے۔

زیارتِ حرمین شریفین: آپ نے ۱۹۹۴ء میں پہلی بار اور ۲۰۰۱ء میں دوسری بار زیارتِ حرمین شریفین کے لئے حجازِ مقدس کا سفر کیا۔ اور دونوں بار حج بیت اللہ شریف و روضہ رسول اللہ ﷺ کی حاضری سے فیض یاب ہوئے۔ اوران اسفارِ مبارکہ میں کئی عمروں کی ادئیگی کے ساتھ کثیر مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے کی بھی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ مدظلہ العالیٰ اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ سے بیعت ہیں۔ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو حضرات مشائخ کرام موسیٰ زئی شریف کے سالانہ عرس مبارک کے مجمعِ عام میں آخری دعا کے موقع پر حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ نے اپنے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ محمد سعد جان صاحب کو ہشت سلاسلِ طریقت میں اجازتِ خلافت سے نوازا اور بطریقِ طفرہ لطائفِ عشرہ پر توجہ دی اور تمام مقامات حاصل کئے۔

خدمت مرشد: حضرت خواجہ صاحب نے اپنے والد اور مرشدِ گرامی حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی کی عمر بھر بھرپور خدمت کی۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حضرتِ مرشد کے قیام کے دوران آپ ہمہ وقت اُن ساتھ رہتے، کتب خانہ حضرات میں سے جو کتاب بھی ضرورت ہوتی تو آپ کو ارشاد فرماتے کہ جاؤ اور فلاں کتاب اُٹھا کر لاؤ۔ اس کے علاوہ خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف وادی سون سکیسر میں گرمیوں میں جب حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے تو آپ ساتھ ہوتے اور اس وقت تک ساتھ رہتے جب تک اُن کی واپسی بجانب خانقاہ موسیٰ زئی شریف نہ ہو جاتی۔ یوں کم از کم تیس سال کا عرصہ آپ نے حضرت مرشد کے ساتھ موسم گرما کے دنوں میں سون سکیسر میں وقت گزارا۔ الحمدللہ خانقاہ ڈیپ شریف میں حضرات کبار موسیٰ زئی شریف رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قدیمی مسند، حرم سرائے، اور مسجد شریف خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف کے آپ متولی ہیں۔

سفرِ افغانستان و ہندوستان: حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالیٰ نے ۱۹۷۲ء میں افغانستان کا سفر کیا اور وہاں

حضرات موسیٰ زئی شریف کے مریدین ومحبین اور متوسلین سے ملاقاتیں کیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمات کے فروغ واشاعت کیلئے کوششیں کیں۔

ستمبر ۲۰۱۲ء میں آپ مدظلہ العالیٰ نے دہلی شریف ہندوستان کا سفر کیا۔ اور وہاں موجود تمام سلاسل کے اولیاء کرام اور خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کے بزرگوں کے مزارات مقدسہ پر حاضری دی۔اس سفرِ پُرفیض میں آپ نے جن عظیم الشان اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی ان میں سے چندایک کے اسماءِ گرامی حصول برکت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی ،طوطی ہند حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید، حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی شاہ ، حضرت شاہ ابوسعید، حضرت شاہ ابوالخیر، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ یہ تمام وہ ہستیاں ہیں جن کا کردار و اخلاق تاریخ میں واضح ہے۔

اس سفر کے دوران خانقاہ مظہریہ شریف دہلی کے سجادہ نشین حضرت شاہ انس مدظلہ العالیٰ نے آپ کی خاطر زبردست دعوتِ طعام کا اہتمام کیا۔

ادب وشاعری سے دلچسپی: آپ فارسی، عربی اور اردو زبانوں کے عالم ہیں۔ فارسی ادب سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔آپ کو اردو ادب وشاعری میں انتہائی دلچسپی ہے۔آپ اردو کے قادرالکلام شاعر ہیں۔ مرشدؔ تخلص استعمال فرماتے ہیں۔آپ کا کلام بہت ہی متاثر کن ہے۔جس میں بہت روانی اور سلاست ہے اور اس میں تربیت کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے۔شاعری کی ہر صنف چاہے وہ حمد پاک ہو، نعت شریف ہو، غزل ہو، رباعی ہو، نظم وغیرہ ہو میں طبع آزمائی فرماتے ہیں۔ خاندانی سلسلے کی مناسبت سے تصوف آپ کا اہم موضوع ہے۔آپ کے اشعار میں تصوف کے رموز وعلائم کی واضح جھلک نظر آتی ہے۔

آپ نے اپنی جوانی کے ایام تقریباً ۱۹۷۵ء میں مکتبہ سراجیہ کی بنیاد رکھی اور اسی مکتبہ کے تحت بیسیوں نایاب کتب شائع کیں۔آپ نے حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے حالات و واقعات پر مقامات عثمانیہ مختصر کی تصنیف کی ، اور ساتھ ہی فوائدِ عثمانی (فارسی) کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے جس کا نام ارمغانِ روحانی ہے۔

آپ کا ذاتی کتب خانہ ہے جس میں اردو، فارسی اور عربی زُبان کی کئی نایاب اور قلمی کتابیں موجود ہیں۔

آپ کے ریڈیو پاکستان ڈیرہ اسماعیل خان میں پشتو، سرائیکی اور اردو زبانوں میں لاتعداد اسلامی پروگرام نشر ہوئے۔

پیارے حبیب ﷺ کے صدقہ اللہ تعالی کی بابرکت ذات سے انتہائی عاجزی وانکساری سے دعا ہے کہ والدی ماجدی حضرت محمد سعد جان مرشد بابا عفی عنہ کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رہے اوران کا فیض بمتصلہ سلسلۂ نقشبندیہ ہماری زندگی وآخرت کی کامیابیوں وکامرانیوں سے منور فرمائے۔آمین ثم آمین

بقولِ شاعر:

بزرگارنِ دین کی عظمت ہے نورِ حق کی دلیل
انہی کے فیض سے روشن ہے راہِ عشق و سبیل

وسلام

خاکسار ڈاکٹر محمد جنید سراجی

اسسٹنٹ پروفیسر گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان

اکتوبر ۲۰۲۵ء بمطابق جمادی الاوّل ۱۴۴۷ھ



فقیر پیر محمد سعد سراجی المعروف مرشد بابا

غلامِ نقشبنداں شو اگر دنیا و دین خواہی
سگِ درگاہِ عثمانؒ شو اگر حق الیقین خواہی
مزارِ شان بموسیٰ زئی بہارِ باغِ رضوان است
بیاؤ ہم زیارت کن چو فردوسِ بریں خواہی
(سید محمد اکبر علی شاہ دہلویؒ)